900

جملہ حقوق محفوظ

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

الحمد للہ والمنۃ کہ درین ایام سعادت فرجام کتاب مستطاب

# خطباتِ نبوی

جس میں

حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام خطبات

متبرکہ جو مدت العمر میں آپنے مختلف موقعوں پر ارشاد فرمائے

(معہ ضروری حالات وواقعات)

مرتبہ و مترجمہ

مولوی محمد عبد اللہ صاحب مولف مکتوبات نبوی

۱۹ ۶ ۲۳

کارپردازان دائرۃ المعارف لاہور نے شائع کی

بار اول

تعداد ۱۰۰۰

قیمت ۔ عہر

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبدالرشید منیجر کے چھپی۔

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

الحمد للہ والمنۃ کہ درین ایام سعادت فرجام کتاب مستطاب

# خطباتِ نبوی

جس میں

حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام خطبات

متبرکہ جو مدت العمر میں آپنے مختلف موقعوں پر ارشاد فرمائے

(معہ ضروری حالات و واقعات)

مرتبہ و مترجمہ

مولوی محمد عبد اللہ صاحب مولف مکتوبات نبوی

سنہ ۱۹۲۳

کارپردازان دائرۃ المعارف لاہور نے شائع کی

بار اول — تعداد ۱۰۰۰ — قیمت ۸/

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبدالرشید منیجر کے چھپی۔

Marfat.com

58599

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوبات نبوی کے دیباچہ میں میں نے وعدہ کیا تھا کہ عنقریب انشاء اللہ خطبات نبوی بھی شائع کئے جائیں گے، الحمد للہ کہ آج یہ وعدہ وفا ہوتا ہے، اور میں خطبات نبوی ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کی تدوین سے میری غرض یہی ہے کہ مسلمان آپ کے نصائح کو غور سے پڑھیں، ان کو عمل میں لائیں، اور ان کے بابرکات نتائج سے مستفید ہوں کہ امت مسلمہ کیلئے آنحضرت ہی کے کلمات طیبات سب سے بڑھکر موجب ہدایت وبرکت ہیں، ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

ہندوستان کی مساجد میں ہر جمعہ نماز ہوتی ہے، امام خطبہ دیتا ہے، بلاشبہ وہ خطبات جو قرآن مجید وحدیث پر مبنی ہوں، موجب رشد وہدایت ہیں، مگر کیا اچھا ہو کہ مساجد کے خطیبوں کے خطبے خطبات نبوی کے انداز پر ہوں اور سب خطیب مشکوٰۃ نبوی ہی سے اقتباس کیا کریں، اس لئے میں چاہتا ہوں، کہ ہندوستان کی ہر ایک مسجد کے امام صاحب کے پاس خطبات نبوی کی ایک جلد ہو وہ ان خطبات کو غور سے پڑھیں، اور حسب ضرورت لوگوں کو ارشادات نبوی سمجھائیں،

اخیر میں التجا ہے کہ اگر کسی صاحبدل کو میری یہ خدمت پسند آئے تو وہ میرے لئے دعا خیر کریں، کہ یہی حاصل دنیا ہے،

مگر صاحبدلے روزے برحمت

کند برحال این مسکیں دعائے

نیازمند محمد عبد اللہ خاں منیجر بیت العلوم و دائرۃ المعارف پوسٹ بکس ۱۷ لاہور

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَلْحَمْدُ لِاَھْلِہٖ وَالصَّلٰوۃُ لِاَھْلِھَا - اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

حضور خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بروز پیر[1] ۱۲ ربیع الاول سنہ ۶۱۶۳ بعد از ہبوط آدم علیہ السلام بمقام مکہ[2] ظہور پذیر ہوئی - اور خدمت قابلہ اُس دُرِ بے بہا کی خدا نے ایک بانصیب عورت شفا نامی مادر عبدالرحمٰن بن عوف کو عنایت کی -

جوں ہی قابلہ کا ہاتھ مولود مسعود کے جسم اطہر پر پڑا تو غیب سے ندا آئی - یَرْحَمُكِ اللّٰہُ رَبُّكِ (تیرا خدا تیرے پر رحم کرے) اور معًا اس کو ایک ایسا نور دکھائی

---

[1] بعض مؤرخین نے آپکی ولادت ۹ ربیع الاول بعض نے ۱۱ ربیع الاول قرار دی ہے - مگر ہم نے مشہور روایت پر اعتماد کرکے ۱۲ ربیع الاول لکھی ہے اور بعض نے شب جمعہ لکھا اور بعض نے پیر کا دن قبل از طلوع آفتاب لکھا - جیسا کہ ہم نے بھی پیر کا دن ہی لکھا ہے ۱۲ منہ

[2] آپ کی ولادت علی الصباح بتاریخ مذکورہ بالا ۲۸ نیساں - ۲۰ دیں شباط رومی اور ۱۷ دیماہ فرس واقعہ فیل سے پچپن روز بعد - کوچہ ارقاق المولد میں جو کہ بنی ہاشم کے محلہ کی ایک گلی ہے - بمکان محمد بن یوسف نامی میں واقعہ ہوئی - چنانچہ یہ مکان حضور کو وراثت میں ملا - اور آپ نے عقیل بن ابی طالب کو اپنی زندگی میں بخشدیا - عقیل کی اولاد نے اس مکان کو یوسف ثقفی برادر حجاج (گورنر بغداد) کے ہاتھ بیچ ڈالا - چنانچہ یوسف مذکور نے اس مکان کو اپنے مکان بیضا نامی میں شامل کر لیا - جب ہارون الرشید تخت پر متمکن ہوا - (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۲)

دیا کہ جو زمین و آسمان پر چھا گیا۔ ازیں قبیل اور بہت سے امور وقوع پذیر ہوئے جنکو ہم بخوفِ طوالت ترک کرتے ہیں۔ ایک بت کو تین دفعہ گرنے پر نصب کیا گیا بالآخر تیسری دفعہ بتوں کی زبانِ حال کی شرح اشعار ذیل میں غیب سے ہوئی۔

| | |
|---|---|
| تَرَدَّی لِمَوْلُوْدٍ اَضَاءَتْ بِنُوْرِہٖ | ہم غیرت میں ڈوبے جاتے ہیں اس مولود کے کہ جس |
| جَمِیْعُ فِجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ | کے نور سے شرق غرب کی وادیاں منور ہو گئیں۔ |
| وَخَرَّتْ لَہُ الْاَوْثَانُ طُرًّا وَّاَرْعَدَتْ | اور سب کے سب بت مُنہ کے بل گر پڑے |
| قُلُوْبُ مُلُوْکِ الْاَرْضِ جَمْعًا مِّنَ الرُّعْبِ | اور اس کے رعب سے روئے زمین |

کے بادشاہ کانپ رہے ہیں +

اس رات کو مکہ و مدینہ میں اس قدر شہب ثواقب ہُوا کہ لوگ تماشہ دیکھتے اور حیرت میں ڈوبے جاتے۔ اہل علم کسی بڑے تغیر کو یقینی خیال کرتے۔ چنانچہ قریش نے ولید بن مغیرہ سے اس کی بابت دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ کوئی عظیم معاملہ یا واقعہ ہونے والا ہے یا ہو چکا ہے۔ اور یوسف یہودی نے جو کہ معظمہ میں مقیم تھا اُس نے ان شہب ثواقب سے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ تمام علامات پیغمبر آخر الزمان کے پیدا ہونے کی ہیں۔ چنانچہ اُس نے بعد تفتیش معلوم کر لیا کہ آج قریش میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ اور اُس نے اُس مولود سعید کے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ دیکھ کر بول اُٹھا۔ ھٰذا نبی السّیف یہ تلوار والا نبی ہے۔ اور کہا کہ اب نبوۃ بنی اسرائیل کی رخصت ہوئی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ اور یوسف کی والدہ بنت ابو سعد ملکہ معظمہ میں حج کو گئی تو ہارون نے اس سے وہ مکان خرید کر اس میں مسجد بنا دی اور ۵۷۶ھ میں ملک مظفر والی یمن نے اس مسجد کی عمارت کو اور بھی مکمل اور مزین کیا اور اب تک ساکنین خیر البلاد مکہ معظمہ یوم ولادت حضور کو اس مسجد میں مناتے اور زیارت کو جاتے اور غرباء و فقراء میں کھانا تقسیم کرتے اور خوشی مناتے ہیں۔ تاریخ القرامیہ

انہیں دنوں میں وہ عاشق رسول جو اسلامی دنیا میں حسان بن ثابت کے نام سے معروف ہوا۔ سات برس کی عمر میں مدینہ منورہ کی گلیوں میں پڑا کھیلا کرتا۔ اُس نے ایک روز کیا دیکھا کہ یہود کا ایک مقتدر عالم نہایت بلند آہنگی سے لوگوں کو جو اُس کے گرد جمع تھے کہہ رہا ہے کہ لوگو کل ستارہ احمد نکل آیا ضرور ہے کہ وہ یعنی احمد نام پانیوالا آج پیدا ہو

طرفہ بات یہ ہے کہ اس عالم شخص نے حضور کا دعوے نبوۃ سُنکر انکار کیا اور انکار پر ہی مرا۔ سچ ہے۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اسیطرح ابوقیس بن عدی مدنی نے جو عیسائی مذہب اختیار کر چکا تھا۔ یہ خبر سنی۔ تو کہا کہ بیشک ستارہ احمد نکل چکا۔ اور اسی کے انتظار میں میں نے رہبانیت کر رکھی ہے۔ چنانچہ یہ بانصیب شخص حضور کی ہجرت پر مدینہ منورہ میں مشرف باسلام ہوا۔ اور عمر کے لحاظ سے پیر فرتوت تھا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط

حاصل الامر بعد از ولادت ابوطالب نے اس گو ہر بے بہا کا (بروایت بعض) عقیقہ کیا۔ دادا نے آپ کا نام محمدؐ اور والدہ نے ایک رویا کی بنیاد پر احمد رکھا۔

آپ اپنی والدہ ماجدہ (آمنہ) کا دودھ نوش فرماتے۔ بعد از عقیقہ ثوبیہ نامی ابولہب کی لونڈی نے آپکو دودھ پلایا۔ جبکہ اس کی گود میں اس کا لڑکا مسروحؓ نامی تھا اور حضور کا رضاعی بھائی قرار پایا

اسی ثوبیہ نے ابولہب کو اس مولود مسعود کی ولادت کی اطلاع اور مبارکباد دی جسپر ابولہب نے اس خوشخبری میں اس کو آزاد کیا۔ ثوبیہ نے آپکو محض تین

Marfat.com

مہینے دودھ پلایا۔ ازاں بعد حسب دستورِ عرب حلیمہ نامی قبیلہ بنی سعد کی ایک عورت کے بغرض رضاعت آپ سپرد کیے گئے۔ حلیمہ کے آنے اور واپس جانے میں جو کچھ برکات اور نشانات اُس نے اور دوسرے لوگوں نے دیکھے وہ کتب سیرت میں مسطور ہیں۔ جنکو بخوفِ طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔

بزرگ عبد المطلب نے جب اس مرضعہ کا نام اور قبیلہ دریافت کیا تو اُس نے حلیمہ سعدیہ بتلایا تب عبد المطلب نے تفاؤل کے طور پر فرمایا

بَخٍ بَخٍ خَصْلَتَانِ جَيِّدَتَانِ سَعْدٌ وَحِلْمٌ فِيهِمَا عِزُّ الدَّهْرِ وَعِزُّ الْأَبَدِ ﴿ واہ واہ دونوں خصلتیں سعد و حلم ایسی ہیں جن میں دائمی عزت ہو۔

آپ نے اسکو چار ہزار درہم اور دس چادریں اور چار کنیزیں عطا کیں اور بچہ کو اُٹھا کر سات دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کرایا۔ اور خدائے واحد کو شاہد کرتے ہوئے حلیمہ سعدیہ کے سپرد کیا۔ وہ دو سال کی مدت رضاعت پوری کر کے آپ کو واپس مکہ میں لائی۔ مگر آپ کی والدہ مکرمہ نے مکہ کی نسبت وہاں کی آب و ہوا کو ترجیح دیتے ہوئے حلیمہ کے ہمراہ پھر واپس بھیجدیا۔ یہ آفتاب برج نبوت چند سے اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں بھی چراتا رہا۔

وہاں سے واپس ہو کر ماں کی گود کی چند سے بہار دیکھی اور جب چھٹا سال سنہ شریف کا آیا تو آپ کی والدہ ماجدہ نے سفر یثرب اختیار کیا۔ اور وہاں سے واپسی کے وقت اُس نیک خاتون کا مقام ابواء انتقال واقع ہوگیا۔

وہ پاک بچہ جو اب تک بے پدر یتیم تھا۔ اب ماں کی طرف سے بھی کامل یتیم کا نمونہ بن گیا۔ دادا عبد المطلب نے ان کی نگرانی اور داشت میں کوئی کسر نہ رکھی۔ آخر یہ خود بھی چونکہ سن رسیدہ تھے۔ ان کو اس نوبادہ گلشن اقبال کا اپنے بعد

Marfat.com

کی نسبت یہ خیال ہوا۔ کہ خدا جانے میرے بعد اس کو کیا کچھ صورتیں پیش آئیں اور اس کی غور و پرداخت کوئی خاطر خواہ کرے یا نہ کرے +

لہٰذا اُنہوں نے تمام میں سے آپ کے حقیقی چچا ابو طالب کو اُن کی خبر گیری کے لئے منتخب کیا۔ اور خود بچہ نے بھی انہیں کو پسند کیا۔ غرضیکہ جب آپ کا سنہ شریف آٹھ سال کو پہنچا۔ تو بزرگ عبد المطلب نے ۸۲ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ جناب ابو طالب نے بچہ کو کامل طور پر اپنی نگرانی میں لیکر بچپن سے جوانی تک اس طرح کی خبر گیری اور خدمت کی کہ جس کی نظیر معدوم ہے۔

بلند اقبال بچّہ نے جوں ہی جوانی میں قدم رکھا۔ تو اپنی صداقت راستی اور حلم و صبر امانت و دیانت کا قوم کے دل میں سکہ بٹھا دیا۔ اور قوم میں یہ بلند اقبال جوان الامین الصادق کے نام سے ملقب و مخاطب ہوا۔ جب عالم شباب یعنی بیس پچیس برس کی عمر کو جناب کا سنہ شریف پہنچا۔ اور ظاہری حسن و جمال اور باطنی حسن اخلاق نے ہر ایک قبیلہ میں شہرت پائی۔ تو چچا نے اپنے جوان بھتیجے کے اعلٰے اخلاق کو مدنظر رکھتے ہوئے چاہا کہ اب اس کے نکاح کا بندوبست ہو جائے۔ تو اچھا ہے۔ چنانچہ ابو طالب نے مشورۃً اپنے بھتیجے سے کہا کہ مجھے تمہارے نکاح کی اب فکر ہے۔ مگر قبل از نکاح ضروری ہے کہ کچھ مال یار وزگار ہو تاکہ رشتہ کے تلاش میں ممد و معاون ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ خدیجہ بنت خویلد جو قریش میں ایک بڑی مالدار اور تاجرہ ہے اس کے پاس تم کو بطور شریک کار کسیقدر سرمایہ سے لگایا جائے تاکہ مالی حالت کے سدھر جانے سے نکاح کا بندوبست ہو سکے۔ لایق بھتیجا نے چچا کے مشورہ کو بہ نظر استحسان دیکھا۔

خدیجہ بنت خویلد۔ قبیلہ قریش کے معزز اور تاجر خاندان کی ایک

Marfat.com

قابل فخر خاتون تھیں۔ نہایت حسین اور پاک طینت۔ فطرۃً عفت اور پاکیزگی ان کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ان کی پاکی و عفت ہی کا سبب تھا۔ کہ آپ اپنی قوم میں طاہرہ کے معزز لقب سے ملقب تھیں۔ ان کے والد خویلد نے ان کی پہلی شادی ابا ہالہ نباش بن زرارہ تمیمی سے کی۔ اس شادی سے ان کے دو لڑکے ہالہ اور ھند پیدا ہوئے۔ اور ابا ہالہ انتقال کر گیا اور پھر دوسرا نکاح اس کا عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا۔ جس سے ایک لڑکی ہندہ پیدا ہوئی۔ اس کے بعد عتیق کا بھی انتقال ہو گیا۔ اور یہ عالم بیوگی میں اپنی اور اپنے باپ کے تجارت کے کام کو سنبھال بیٹھیں اور دنیا کی طرف سے گونہ مایوس ہو گئیں۔ چونکہ عفیفہ اور فطرۃً پاک باطن واقعہ ہوئی تھیں اسواسطے بسا اوقات اپنے دلی جذبات کا اشعار میں نہایت خوبی سے اظہار کیا کرتیں۔ روحانیت سے آپ کو ایک گہرا تعلق تھا۔ راہبوں اور قبیلہ بنو ہاشم سے جو کعبہ کے کلید بردار اور اس روحانی گھر کے جائز وارث تھے۔ آپ کو نہایت عقیدت تھی۔ گو خود ان کا دل اب نکاح کی طرف بالکل مائل نہ تھا تاہم عرب کے رؤسا اور قبیلہ قریش کے اکثر مالدار عمرو بن ہشام (ابو جہل) جیسے بہت دفعہ پیغام نکاح ان کو دے چکے تھے۔ اور اس پاک خاتون سے تعلق نکاح کو مغتنمات میں سے سمجھتے تھے۔ مگر یہ پاک بی بی ہمیشہ ایسی ایسی درخواستوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیتی تھیں۔ کہ امراء کو بوجہ ان کے فسق و فجور کے پسند نہ کرتیں اور ان کو نجس محض سمجھتیں۔ اگر کبھی نکاح کا خیال بھی ہوتا تو ان کے فسق و فجور کو مد نظر رکھتے ہوئے اس خیال سے ٹل جاتیں۔

ایک روز یہ پاک بی بی اپنے بالا خانہ میں بیٹھی ایک راہب سے روحانی

باتوں کے لطف اٹھا رہی تھیں کہ ہماری سرکار حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفاقاً وہاں سے گزرے۔ راہب نے خدیجہ سے کہا کہ تم اس جوان کو بھی جانتی ہو۔

یہ پاکباز جوان کسی دن بڑی چیز ہونیوالا ہے جس کے سامنے مشرق و مغرب جھک جائیگا۔

انہیں دنوں میں پھر یہ واقعہ ہوا کہ خدیجہ نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ میری جھولی میں چاند گرا ہے اور اس کی روشنی سے مشرق و مغرب منوّر ہو گئے ہیں بحیرہ راہب نے اس کی تعبیر کی کہ تمہارا نکاح غالباً نبی عربی سے ہو۔

ایسی تحریکات قدرتی تھیں کہ خدیجہ کو اپنے نکاح کی دل میں گدگدی ہونے لگی۔ اور اب وہ نکاح کے لئے ایک پاک ہستی کی متلاشی تھی جو اس کی دلی تسلی کا باعث ہو۔ ایک طرف تو خدیجہ کے دل میں نکاح کی تحریک پیدا ہو گئی اور دوسری طرف ابو طالب اپنے بھتیجے کو اس کے پاس لیجانے کے لئے مشورہ کر رہے تھے۔

چنانچہ ابو طالب اور عباس دونوں ایک روز اسی خواہش کو اپنے دل میں لئے ہوئے خدیجہ کے دولت سرا پر تشریف لائے۔ اور خدیجہ اپنے کسی خیال میں یہ شعر پڑھ رہی تھی۔

كما استترا لوجد والاجفان تهتكه — میں کب تک اپنے غم کو چھپاؤں پلکیں اسکو ظاہر کر رہی ہیں

واطلق الشوق والاعضاء تمسكه — میں اپنے شوق کو چھوڑتی ہوں مگر دل چھوڑتا نہیں

جفان القلب لما ان تملكه — مجھ پر میرے دل نے ظلم کیا جبکہ اس کا یعنی دل کا غیر شخص

غيري۔ فوا اسفا لو كنت املكه — مالک ہو چکا ہے۔ کاش میرا دل پر قابو ہوتا۔

مَا ضَرَّ مَنْ لَمْ يَدَعْ مِنِّی سِوٰی رَمَقِی
لَوْ کَانَ يَسْمَحُ بِالْبَاقِی فَيَتْرُکُه

اس کا کچھ حرج نہیں کہ اُس نے میرے پاس بجز رمق کے کچھ نہیں چھوڑا اگر باقی کو رہنے دے تو اسکی مہربانی ہے۔

اسی اثنا میں کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ اس دستک سے خدیجہ کو ایک قسم کی مسرت سی محسوس ہوئی۔ کنیز سے کہا دریافت کرو کون ہے اور سرور کے عالم میں یہ شعر فی البدیہہ زبان پر جاری ہوئے۔

أَيَا رِيحَ الْجَنُوبِ لَعَلَّ عِلْمٍ
مِنَ الْأَحْبَابِ يَطْفِي بَعْضَ حَرِّي

اے باد جنوب اگر تجھے محبوب کی خبر ہی تو بتا تاکہ میرے دل کی کچھ آگ تو فرو ہو۔

وَلِمْ لَا تَحْمِلُوْكَ إِلَيَّ مِنْهُمْ
سَلَامًا أَشْتَرِيْهِ وَلَوْ بِعُمْرِي

تو اُن کا سلام میرے پاس کیوں نہیں لاتی جس کی میں جان و دل سے خریدار ہوں۔

وَحَقِّ وِدَادِهِمْ إِنِّي كَتُوْمٌ
وَإِنِّي لَا أَبُوْحُ لَهُمْ بِسِرِّي

مجھے انکی حق محبت کی قسم ہے کہ میں ان کی محبت کو چھپا رکھونگی اور اس پوشیدہ بھید کو کسی پر ظاہر ہونے دونگی

أَرَىٰ إِنِّي اللّٰهُ وَصْلُهُمْ قَرِيْبًا
وَكَمْ يُسْرٍ أَتَىٰ مِنْ بَعْدِ عُسْرٍ

خداوند میری انکی جلد ملاقات کرے اور اکثر ہوتا ہی کہ تنگی کے بعد فراخی آتی ہے۔

فَيَوْمٌ مِنْ فِرَاقِكُمْ كَشَهْرٍ
وَشَهْرٌ مِنْ وِصَالِكُمْ كَدَهْرٍ

تمہارے فراق میں ایک دن ایک مہینہ کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ اور ایک ماہ تنہائی ملاقات کا ہمیشہ کی ملاقات کا لطف دیتا ہے۔

کنیز نے آکر خبر دی کہ عرب کے بزرگترین قبیلہ عبدالمطلب کے آدمی ہیں جو تشریف لائے ہیں۔ خدیجہ نے بڑی خوشی سے حکم دیا۔ کہ میسرہ (مختار عالم) کو کہو کہ وہ جلد سے جلد فرش فروش بچھا کر ان عزیز مہمانوں کو بٹھائے۔ اور انکے فواکہ وغیرہ سے سامان جمع کرے۔ اور پھر یہ اشعار فی البدیہہ کہے

Marfat.com

أَلَذُّ حَيَاتِي وَصْلُكُمْ وَلِقَاكُمْ میری وہ زندگی بہترین زندگی ہے جس میں تمہارا
وَلَيْسَتْ أَلَذُّ الْعَيْشِ حَتَّى أَرَاكُمْ وصل اور ملاقات نصیب ہو، تمہارے بدوں
میری زندگی تلخ ترین زندگی ہے۔

وَمَا اسْتَحْسَنَتْ عَيْنِي مِنَ النَّاسِ غَيْرَكُمْ تمہارے بغیر کوئی آدمی میری آنکھوں میں نہیں جچتا
وَلَا لَذَّ فِي قَلْبِي حَبِيبٌ سِوَاكُمْ اور تمہارے بغیر کوئی اور محبوب میرے دل میں نہیں رہ سکتا
عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنَيْنِ حَمْلُهُ سَعْيُكُمْ تمہارا آنا اس کا ایک ایک قدم میرے سر آنکھوں پر
وَمَنْ ذَا الَّذِي فِي فِعْلِكُمْ عَصَاكُمْ کون وہ (بدنصیب ہے) جو تمہارے آنے کو برا سمجھے۔
فَهَا أَنَا مَجْنُونٌ عَلَيْكُمْ بِأَجْمَعِي میں تم سب پر فریفتہ اور عاشق ہوں۔
وَرُوحِي وَمَالِي يَا حَبِيبِي فِدَاكُمْ میرا مال و جان تمہارے پر فدا ہے۔
وَمَا غَيْرُكُمْ فِي الْحُبِّ يَسُرُّ مُهْجَتِي تمہارے بغیر کوئی چیز میرے شوق کی آگ
وَإِنْ شِئْتُمْ تَفْتِيشَ قَلْبِي فَهَاكُمْ کو بجھا اور دل کو تسکین نہیں دے سکتی۔
اگر تم چاہو تو میرے دل کی تلاشی لے لو کہ اس میں تمہارے بغیر اور کوئی نہیں ہے۔

اس کے بعد اہل انجمن کھانے پر بیٹھ گئے اور نہایت ادب سے خدیجہ نے سبب تشریف آوری دریافت کیا۔ ابو طالب نے جواب دیا کہ اپنے عزیز بھتیجے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے واسطے تمہارے پاس آئے ہیں۔

خدیجہ نے محمد (صلعم) کا نام سنتے ہی اپنی مراد پوری ہوتی دیکھ کر فی البدیہہ کہا۔

بِذِكْرِكُمْ يُطْفِي الْفُؤَادُ مِنَ الْوَقْدِ تمہارے ذکر سے میرے دل کی دہکتی آگ بجھتی ہے
وَرُؤْيَتُكُمْ فِيهَا شِفَاءُ أَعْيُنِ الرَّمَدِ اور تمہارے دیدار سے بیمار آنکھیں شفا پاتی ہیں
وَمَنْ قَالَ إِنِّي أَشْتَفِي مِنْ هَوَاكُمْ جو تمہاری محبت سے شفا پانے کا خواہشمند ہو وہ جھوٹا عاشق
فَقَدْ كَذَبُوا۔ لَوْ مِتُّ فِيهِ مِنَ الْوَجْدِ ہے۔ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ کاش میں اسی غم محبت میں مر جاؤں

Marfat.com

| | |
|---|---|
| وَمَالِی لَا اُمْلِی سُرُوْرًا بِقُرْبِکُمْ | میں تمہارے پاس ہونے سے کیوں خوشی میں شرابور نہ ہو جاؤں |
| وَقَدْ کُنْتُ مُشْتَاقًا اِلَیْکُمْ مِنَ الْبُعْدِ | جبکہ میں دوری میں بھی تمہاری پر جان و دل سے عاشق ہوں |
| تَشَایَا سِرِّیْ فِیْ ھَوَاکُمْ وَخَاطِرِیْ | میرا دل تمہارے عشق میں ایسا بیتاب ہے کہ میں پوشیدہ |
| فَاُبْدِیْ الَّذِیْ اُخْفِیْ وَاُخْفِیْ الَّذِیْ اُبْدِیْ | بھید کو ظاہر کر رہی ہوں اور ظاہر بات کو چھپا رہی ہوں |

خدیجہ نے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ ۔ ۔ ۔ خاص محمد صلعم سے انکی یہ خواہش اور آرزو سنوں چنانچہ عباس آپکو بلانے گئے اور غار حرا سے تلاش کر کے ساتھ لائے

جب آپ آکر بیٹھ گئے تو خدیجہ نے کھانا بھیجا اور پردہ کے پیچھے بیٹھکر دریافت کیا کہ اے سردار میرے کلبہ احزان کو کسطرح اور کس مطلب کے لئے منور کیا۔ اور کیونکر مجھے اس خاص امتیاز سے ممتاز فرمایا۔ اور خود ہی کہنے لگی کہ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو امین اور مختار عام کروں اور آپ میرے اموال میں جس طرح چاہیں متصرف ہوں۔ اور جس تجارت کو چاہیں اختیار کریں

محمد صلعم نے جواب دیا کہ مجھے منظور ہے۔ اور میں شام کی تجارت کو پسند کرتا ہوں۔ خدیجہ نے کہا کہ ہاں آپ کو اختیار ہے اور موجودہ کارواں جو شام کو جانے والا ہے اس کے ساتھ تشریف لے جائیں اس سفر کی تنخواہ آپکو سو اشرفی سو روپیہ اور دو اونٹ معہ انکے مال محمولہ کے تجویز کرتی ہوں۔ کیا آپ راضی ہیں؟ ابو طالب بولے نہ صرف وہی راضی ہیں بلکہ ہم بھی راضی ہیں اور کہا خدیجہ درصل تمکو ایسا ہی آدمی مختار عام چاہیے جس کی امانت و دیانت اور تقوی طہارت ملک میں مسلم ہو۔

خدیجہ نے محمد (صلعم) سے دریافت کیا کہ آپ اونٹ پر پالان ڈال سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔

خدیجہ نے حکم دیا کہ ایک اونٹ لاؤ جس پر کہ محمد (صلعم) پالان ڈالیں۔ میسرہ ایک ایسے اونٹ کو لایا کہ جو منہ زور سرکش اور کسی سے رام نہ ہوتا تھا۔ حضرت عباس تاڑ گئے اور بولے کہ میسرہ ایسا شریر اونٹ لایا ہے کوئی امتحان کی بات

ہے یہ محمد (صلعم) نے کہا کہ لاؤ کوئی ہرج کی بات نہیں - اور آگے بڑھ کر اس کی پیٹھ پر محمد (صلعم) نے ہاتھ پھیرا اور وہ ایسا رام اور نرم ہوا کہ آپ نے پالان ڈال لیا۔

عورتیں جو خدیجہ کے پاس تھیں وہ سب حیران رہ گئیں اور کہنے لگیں کہ یہ تو کوئی جادوگر ہے جس نے ایسے سرکش اونٹ کو رام کر لیا ہے۔ خدیجہ بولیں نہیں نہیں جادوگر نہیں بلکہ اس جوان کی کرامت ہے ۔ اور فی البدیہہ یہ شعر پڑھے۔

| | |
|---|---|
| نَطَقَ الْبَعِیْرُ بِفَضْلِ اَحْمَدَ مُخْبِرًا | احمد کی تعریف میں گویا اونٹ بھی بول اٹھا یعنی یہ |
| هٰذَا الَّذِیْ شَرُفَتْ بِهٖ اُمُّ الْقُرٰی | ہو گیا یہ وہی شخص ہے کہ جس سے مکہ معظمہ روشن ہے۔ |
| هٰذَا مُحَمَّدٌ خَیْرُ مَبْعُوْثٍ اَتٰی | یہ محمد (صلعم) بہترین لوگوں کا ہے جو دنیا میں آئے |
| فَهُوَ الشَّفِیْعُ وَخَیْرُ مَنْ وَطِئَ الثَّرٰی | (وہ غریبوں کا) سفارشی اور بہترین لوگوں کا ہے جو زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ |
| یَا حَاسِدِیْهِ تَمَزَّقُوْا مِنْ غَیْظِکُمْ | او حاسدو اپنے غصہ میں مر جاؤ یہی میرا |
| فَهُوَ الْحَبِیْبُ وَلَا سِوَاهُ فِی الْوَرٰی | محبوب ہے۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی نہیں |

یہ تو ظاہر ہے کہ خدیجہ نے آپکو بغرض تجارت ہی بلایا اور اُدھر قافلہ بھی تیار بیٹھا تھا۔ خدیجہ آپ کا لباس دیکھکر کہنے لگی کہ یہ تمہارا لباس قابل سفر نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے بغیر میرے پاس اور لباس نہیں ہے۔ خدیجہ پر اس لفظ سے خاص اثر ہوا اور آبدیدہ ہوکر حکم دیا کہ آپ کو مصری قمیص عدنی اور یمانی چادریں اور عراقی عمامہ دو دو جوڑے دیئے جائیں اور جرابیں اور خیزران کی لاٹھی بھی ہاتھ کے لئے پیش کی جائے۔ چنانچہ تعمیل ہوئی اور اسیوقت آپ نے ایک جوڑہ زیب تن کیا۔ جس سے آپ کا حسن و جمال دوبالا ہوگیا۔ اور دیکھکر خدیجہ کے منہ سے بیساختہ مندرجہ ذیل اشعار نکلے۔

Marfat.com

| | |
|---|---|
| اُوتِیتَ مِنْ شَرَفِ الْجَمَالِ فُنُونًا | تو ہر ایک قسم کے جمال سے حصہ دار تو نے اس |
| وَلَقَدْ فَتَنْتَ بِهَا الْقُلُوبَ فُتُونًا | جمال سے لوگوں کے دلوں کو مفتوں کر لیا |
| قَدْ کُوِّنَتْ لِلْحُسْنِ فِیکَ جَوَاهِرُ | حسن کا جوہر تیری سرشت میں رکھا گیا ہے اور اسیواسطے |
| فَبِهَا دُعِیتَ الْجَوَاهِرَ الْمَکْنُونَا | تجھے دریکدانہ کہنا بجا ہے۔ |
| یَا مَنْ اَعَادَ الظَّبْیَ مِنْ فَلَتَاتِهِ | اے وہ شخص جو ہرنی کو اپنی عشوہائی حسن سے شرمسار کرتا ہے |
| لِلْحُسْنِ جِیدًا سَامِیًا وَجُفُونًا | تو حسن کیلئے بہترین ساز و سامان ہے |
| اُنْظُرْ اِلَی جِسْمِ النَّحِیلِ کَیْفَ قَدْ | میرے کمزور اور نحیف جسم کو دیکھ |
| اَجْرَیْتُ مِنْ دَمْعِ الْعُیُونِ عُیُونًا | جس نے تیرے عشق میں آنکھوں سے پانی کے چشمے بہا دیئے ہیں |
| اَسْهَرْتَ عَیْنِی فِی هَوَاکَ صَبَابَةً | تو نے میری آنکھوں کو اپنے عشق میں بے خواب کر دیا ہے |
| وَمَلَأْتَ قَلْبِی لَوْعَةً وَجُنُونًا | اور میرے دلکو سوزش عشق اور جنون سے بھر دیا ہے |

چونکہ قافلہ تیار تھا۔ خدیجہ نے اپنی ناقہ صہبا نامی کو آپ کی سواری کے لئے تجویز کیا۔ اور اپنے دونوں غلاموں میسرہ اور ناصح کو آپ کے ہمرکاب ہونے کی ہدایت کی کہ یہ نوجوان میرا امین اور مختار عام ہے یہ مکہ اور اہل مکہ کا پادشاہ اور سردار ہے۔ یہ سب سے عزت و حرمت میں اول ہے تم کو لازم ہو گا کہ اس کے ہر ایک حکم اور امر کی تعمیل اور اس کے ساختہ پرداختہ کو بدل و جان قبول کرو۔ یہ مال میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ میسرہ نے جواب میں کہا۔ کہ میرے دل میں اس کی پہلے سے ہی محبت ہے۔ میں پھر کیوں آپ کے حکم کی تعمیل نہ کرونگا غرضیکہ آپ خدیجہ سے وداع ہوئے اور میسرہ اور ناصح ساتھ ہو لئے اور خدیجہ نے فرط شوق سے یہ شعر پڑھے

| | |
|---|---|
| قَلْبُ الْمُحِبِّ اِلَی الْاَحْبَابِ مَجْذُوبٌ | عاشق کا دل معشوق کی طرف کھچا |
| وَجِسْمُهُ بِیَدِ الْاَسْقَامِ مَنْهُوبٌ | اور اس کا جسم کمزوری کے ہاتھوں لٹا جاتا ہے |

Marfat.com

وَقَائِلٍ كَيْفَ طَعْمُ الْحُبِّ قُلْتُ لَهٗ     پوچھنے والے نے پوچھا کہ عشق میں کیا مزا ہے
اَلْحُبُّ عَذْبٌ وَّلٰكِنْ فِيْهِ تَعْذِيْبٌ     مَیں نے کہا یہ ایک میٹھی چیز ہی مگر تکلیف اسمیں بہت
اَفْدِي الَّذِيْنَ عَلٰى خَدِّيْ لِبُعْدِهِمْ     میں انپر قربان جاؤں کہ جن کے ہجر میں میرے
دَمِيْ وَدَمْعِيْ مَسْفُوْحٌ وَّمَسْكُوْبٌ     رخسارہ پر آنسو اور خون بہ رہا ہے۔
مَا فِي الْخِيَامِ وَقَدْ سَارَتْ رَكَائِبُهُمْ     ان شغدفوں[ل] میں جنکی اونٹنیاں چل رہی ہیں ایک محبوب
اِلَّا مُحِبٌّ لَّهٗ فِي الْقَلْبِ مَحْبُوْبٌ     ہی جس کی طرف سب کے دل کھچ رہے ہیں۔
كَاَنَّمَا يُوْسُفُ فِيْ كُلِّ نَاحِيَةٍ     گویا ہر ایک کنارہ میں یوسف
وَالْحَيُّ فِيْ كُلِّ بَيْتٍ فِيْهِ يَعْقُوْبُ     اور قافلہ کی ہر ایک طرف میں یعقوب ہے

اہل مکہ قافلہ کو الوداع کہنے کے لئے میدان مکہ میں جمع ہوئے جب آپ میدان میں پہنچے تو دوستوں کو خوشی ہوئی اور آپ کے چچا عباس نے یہ شعر فی البدیہہ کہے۔

يَا مُخْجِلَ الشَّمْسِ وَالْبَدْرِ الْمُنِيْرِ اِذَا     اے سورج اور بدر منیر کو اپنے حسن سے شرمندہ کرنیوالے
تَبَسَّمَ الثَّغْرُ لَمَعَ الْبَرْقِ مِنْهُ اَضَا     جبکہ تو ہنستا ہی تو ایک بجلی سی کوند جاتی ہی
كَمْ مُعْجِزَاتٍ رَاَيْنَا مِنْكَ قَدْ ظَهَرَتْ     بہت سی کرامات ہیں جو ہمنے تجھ سے دیکھی ہیں
يَا سَيِّدٌ ذِكْرُهٗ يَشْفِيْ بِهِ الْمَرْضٰى     اے سردار تیرا ذکر بیماروں کو اچھا کرتا ہے

جب آپنے دیکھا کہ ابھی تک مال اونٹوں پر لادا نہیں گیا۔ تو آپ نے سبب دریافت کیا۔ ملازمین نے کہا کہ ہم تھوڑے ہیں۔ اور اسباب زیادہ۔ آپ فوراً اونٹنی سے کود پڑے اور اُن کے ساتھ شامل ہوکر مال لدوادیا۔ تمازت آفتاب سے آپ کے چہرہ پر پسینہ آگیا قدرت نے یاری کی اور بادل آگئے۔

ل اونٹ پر جو خیمے گرمی سے بچنے کے لئے حالت سفر میں بنائے جاتے ہیں انکو اہل عرب شغدف کہتے ہیں ۔

الحاصل کوچ ہوا اور جحفہ الوداع میں کارروان آ اترا۔ رات کو مطعم بن عدی نے منادی کی لوگو! سفر دور دراز درپیش ہے کوئی قاید اعظم تجویز کرنا چاہیئے۔ جس کے ماتحت تمام کارواں بسہولت منزل مقصود پر پہنچ سکے چنانچہ مختلف لوگوں نے مختلف قائد انتخاب کئے

بنو مخزوم نے عمر بن ہشام (ابو جہل) کو تجویز کیا

بنو عدی نے مطعم کی رائے دی

بنو النضر نے نضر بن حارث کو پیش کیا۔

بنی زہرہ نے اخنجہ بن جلاح کو انتخاب کیا۔

بنی لوی نے ابو سفیان کو اس کام کا اہل سمجھا۔

میسرہ نے محمدؐ بن عبداللہ کو سب سے افضل بیان کیا

بنو ہاشم سب کے سب محمدؐ بن عبداللہ صلعم کے انتخاب پر متفق ہو گئے۔

عمر بن ہشام (ابو جہل) نے جب بنو ہاشم کا یہ اجتماع دیکھا۔ تو بول اٹھا کہ میں ابھی تلوار سے خودکشی کر لونگا جبکہ تم ایک بنو ہاشم کے لڑکے کو قائد اعظم قرار دینے پر متفق ہو گئے۔ حمزہ نہایت خفا ہوئے اور بولے کہ تم ہم کو خودکشی کی دھمکی دیتے ہو میں ابھی تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹے دیتا اور آنکھیں نکالتا ہوں۔

تب محمد صلے اللہ علیہ وسلم بولے۔ کہ

اَغْمِدْ سَیْفَكَ یَا عَمَّاہُ وَلَا تَسْتَفْتِحُوْا سَفَرَكُمْ بِالشَّرِّ۔ دَعُوْهُمْ یَسِیْرُوْنَ اَوَّلَ النَّهَارِ وَنَحْنُ نَسِیْرُ اٰخِرَهٗ فَاِنَّ التَّقْدِیْمَ لِقُرَیْشٍ۔

چچا اپنی تلوار میان کر لو اور اپنے سفر کو لڑائی جھگڑے سے نہ شروع کرو۔ ان کو (ابو جہل) کو کہدو کہ وہ پہلے کوچ کریں اور ہم پیچھے۔ بہر حال تقدیم قریش کی ہی ہے

(یعنی ابوجہل بھی قریش ہی ہے۔

ابوجہل نے بنوہاشم سے علیحدہ اسی موقعہ پر اپنے آدمیوں میں یہ شعر پڑھے۔

لَقَدْ ضَلَّتْ حَلِیْفُ بَنِیْ قُصَیٍّ — بنی قصی کے حلیف گمراہ ہو گئے۔
وَقَدْ زَعَمُوْا بِتَائِیْدِ الْیَتِیْمِ — جنہوں نے ایک یتیم کی تائید پر بھروسا کیا۔
وَرَامُوْا لِلْخِلَافَۃِ غَیْرَ کُفْوٍ — انہوں نے ایک غیرکفو کو سرداری کیلئے منتخب کیا
فَکَیْفَ یَکُوْنُ فِی الْاَمْرِ الْعَظِیْمِ — اور پھر خاصکر ایسے عظیم الشان معاملہ میں۔
وَاِنِّیْ فِیْھِمْ لَیْثٌ حَسُوْمٌ — باوجودیکہ میں ان میں ایک شیر بہادر شمشیر دار ہوں
بِمَصْقُوْلٍ وَلِیْ جَدٌّ کَرِیْمٌ — اور میرا دادا عظیم الشان شخص ہے۔

عباس نے جب یہ شعر سُنے تو کہا۔

اَلَا اَیُّھَا الْوَغْدُ الَّذِیْ رَامَ ثَلْبَنَا — او وغلے جو ہماری ہجو کا ارادہ کرتا اور ہماری
اَتَثْلِبُ قَرْنَا فِی الرِّجَالِ کَرِیْمٌ — نکتہ چینی پر تلا ہوا ہے کیا تو ایسے لوگوں

پر عیب لگاتا ہے جو ہمیشہ سے کریم ہیں۔

وَلَوْلَا رِجَالٌ قَدْ عَرَفْنَا مَحَلَّھُمْ — اگر ہم کو ان لوگوں کی جو ہمارے ہمیشہ سے
وَھُمْ عِنْدَنَا فِیْ مَحْدَبٍ وَمُقِیْمٌ — مہربان ہیں عزت کا پاس نہ ہوتا
لَدَارَتْ سُیُوْفٌ یَفْلِقُ الْھَامَ حَدُّھَا — تو ایسی تلواریں چلتیں جو سروں کی کھوپریوں
بِاَیْدِیْ رِجَالٍ کَاللُّیُوْثِ تُقِیْمٌ — کو پارہ پارہ کر دیتیں۔ ایسے شیروں کے

ہاتھوں سے جو میدان میں پیچھے ہٹنا نہیں جانتے

یہ پہلا موقعہ ہے کہ ابوجہل نے آپ سے اپنے بغض و حسد کا اظہار کیا جسپر وہ تمام عمر اپنی بدنصیبی سے مصر رہا۔

حاصل کلام قافلہ روانہ ہو کر منزل مقصود پر پہنچا۔ اثنار راہ میں آنحضرت سے

بہت سے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے جنکو معجزہ کہنا چاہئے۔ اور اس سے قافلہ پر نہایت عمدہ اثر مترتب ہوا۔

تمام لوگوں نے منڈی میں اپنا مال ابوجہل کی حمایت میں آپ سے پہلے پہلے فروخت کر لیا۔ اور آپ کے مال کو ابوجہل نے کھولنے کی اجازت بھی نہ دی جس سے اس کا منشا تھا کہ کسی طرح ثابت ہو کہ خدیجہ کا جدید مختار عام اس کام کا اہل نہیں ہے۔ اور وہ سب سے پیچھے سستے داموں مال فروخت کرنے پر مجبور ہو۔

اگرچہ ابوجہل نے یہ تدبیر کی مگر قدرت کے ہاتھ کو کون روک سکتا ہے وہاں معاملہ ہی دگرگوں ہوا۔ دوسرے لوگوں یعنی ابوجہل کے حمایتوں نے جب مال فروخت کر لیا۔ تو مفصلات میں کارواں کے آنے کی خبر پہنچی کہ مکہ والوں کا قافلہ مال لیکر آیا ہوا ہے۔ لوگ مفصلات سے دریا کی طرح امنڈ آئے۔ اب تو محمد صلعم نے اپنا مال کھولا اور منہ مانگے داموں پر فروخت کیا جس میں نفع کثیر حاصل ہوا۔ اور قافلہ واپس ہوا۔ راستے کے واقعات نہایت دلچسپ تھے۔ جن کو ہم نے بخوف طوالت چھوڑ دیا ہے۔

کارواں واپس ہو کر جحفتہ الوداع میں آ اترا۔ اور سب نے اپنے اپنے آدمی واپسی کی خبر و منافع مال کی اطلاع کے لئے مکہ کو روانہ کئے۔ میسرہ کے قرارداد کے موجب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) خود ناقہ صہبا پر سوار ہو کر خدیجہ کو اطلاع دینے کے لئے روانہ ہو گئے۔

اتفاق سے خدیجہ بالاخانہ پر بیٹھی ہوئی وادی مکہ کو دیکھ رہی تھی کہ غبار اٹھتا ہوا نظر آیا۔ اور اپنی اونٹنی صہبا کو پہچان کر ظن غالب ہوا کہ شاید محمد صلعم

Marfat.com

آتے ہیں۔ آپ نے سواری سے اتر کر خدیجہ کے دروازہ پر دستک دی۔ اور خدیجہ نے ننگے پاؤں بالاخانہ سے آکر دروازہ کھولا۔ محمد صلعم نے السلام علیکم یا اہل البیت کی آواز دی۔ خدیجہ نے مناسب جواب دیا۔ آپؐ نے خدیجہ کو مال کے نفع اور بخیر و عافیت واپسی کی مبارکباد دی۔ خدیجہ بولیں کہ مجھے تمہاری سلامتی اس مال کے نفع سے ہزار گنا مبارک اور بابرکت ہے اور فی البدیہ کہا

جَاءَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ اَهْوَاهُ مِنْ سَفَرٍ — (الحمد للہ) کہ میرا محبوب جسکو میں چاہتی ہوں
وَالشَّمْسُ قَدْ اَثَّرَتْ فِیْ وَجْهِهٖ اَثَرًا — سفر سے (بخیر و خوبی) واپس آیا۔ اور دھوپ کی شعاعوں نے اس کے رخساروں پر اثر کردیا ہے۔

عَجِبْتُ لِلشَّمْسِ مِنْ تَقْبِیْلِ وَجْنَتِهٖ — مجھے تعجب ہے کہ سورج نے اس کے
وَالشَّمْسُ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ — رخساروں کو کس طرح بوسے دے حالانکہ سورج قمر تک نہیں پہنچ سکتا۔

خدیجہ نے اس کے بعد آپ سے کہا کہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ واپس جحفۃ الوداع میں جاکر دوسرے قافلوں کے ہمراہ داخل مکہ ہوں۔ چنانچہ آپ واپس جاکر اور شامل کارروان ہو کر داخل مکہ معظمہ ہوئے۔ خدیجہ نے اپنے لوگوں کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور بڑی شان و شوکت سے لوگ اپنے اپنے گھروں میں واپس پہنچے۔

آپ نے آتے ہی تمام مال و نفع وغیرہ خدیجہ کے حوالہ کیا۔ خدیجہ نے پس پردہ بیٹھکر اظہار مسرت کیا۔ اور اپنے باپ خویلد کو تجارتی نفع کثیر پر مبارکباد بھیجی۔

پھر میسرہ سے تمام واقعات سفر اور محمد صلعم کے حالات دریافت کئے میسرہ نے پرزور الفاظ میں آپ کی تعریف کی اور کہا کہ یہ شخص اپنے اخلاق

Marfat.com

وآداب میں مافوق العادت ہی یہانتک کہ خدیجہ بول اُٹھیں کہ اب بس کر تم نے میری آتش شوق کو اور زیادہ بھڑکا دیا اور میسرہ سے خوش ہو کر اسکو اور اس کے بال بچہ کو آزاد کیا اور خلعت اور دو اونٹ اور دو سو روپیہ انعام دیا۔ اور کہا کہ محمدؐ کو بلا لاؤ۔ چنانچہ آپ تشریف لائے تو یہ شعر اُنکے مُنہ سے بیساختہ نکل گئے۔

| | |
|---|---|
| فَلَوْ اَنَّنِیْ اَمْسَیْتُ فِیْ کُلِّ نِعْمَۃٍ | اگر مجھ کو تمام دنیا کی نعمتیں اور ہمیشہ کے لئے |
| وَدَامَتْ لِیَ الدُّنْیَا وَمُلْکُ الْاَکَاسِرَۃ | سلطنت کسرے وقیصر کی مل جائے اور |
| فَمَا سَوِیَتْ عِنْدِیْ جَنَاحُ بَعُوْضَۃٍ | تو میری آنکھوں کے سامنے نہ ہو تو پھر یہ |
| اِذَا لَمْ یَکُنْ عَیْنِیْ لِعَیْنَیْکَ نَاظِرَۃ | تمام چیزیں میرے نزدیک پرپشہ کی قدر کبھی نہیں رکھتیں۔ |

پھر آپ سے مخاطب ہو کر خدیجہ کہنے لگیں کہ آپ کو مبارکباد کے عوض میں کچھ ہدیہ دینا چاہتی ہوں اگر کہو تو لاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے چچا صاحب سے مل آؤں تب آتا ہوں۔ چنانچہ اپنے چچا سے ملاقات کی اور حالات سفر بیان کیے۔ اور کہا کہ جو کچھ مال مجھے اس سفر میں حاصل ہوا ہے۔ وہ آپ کا ہے جس طرح چاہیں تصرف اور خرچ کریں۔ ابو طالب نے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور کہا کہ مجھے آرزو ہے کہ جو کچھ تم لائے ہو۔ اس سے تمہاری کسی اچھے خاندان میں شادی کردوں آپؐ نے فرمایا کہ آپ کو اختیار ہے پھر آپ نے غسل کیا اور کپڑے بدلے اور خدیجہ کے پاس تشریف لائے۔ خدیجہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور یہ شعر پڑھے

| | |
|---|---|
| دَنَا فَرَمَانِیْ مِنْ قَوْسِ حَاجِبِہٖ سَہْمًا | میرا معشوق مجھ سے ملا اور اُس نے اپنی ابرو سے |
| فَصَادَفَنِیْ حَتّٰی قُتِلْتُ بِہٖ ظُلْمًا | ایسا تیر پھینکا کہ جسنے مجھے مظلومین کیطرح قتل کردیا |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| وَأَسْفَرَ عَنْ وَجْهِهٖ وَأَسْبَلَ شَعْرَهٗ | اس نے اپنا چہرہ کھولا اور زلفیں چھوڑیں |
| فَبَاتَ یُبَاهِي الْبَدْرَ فِي لَيْلَةٍ ظَلْمَا | تو بالکل ایسی ہی مثال تھی کہ جس طرح بدکمال |

اندھیری رات میں (اپنی روشنی پہ) اتراتا ہے

| | |
|---|---|
| وَلَمْ أَدْرِ حَتّٰی زَارَ مِنْ غَيْرِ مَوْعِدٍ | مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ مجھ سے بدوں کسی وعدہ کے آملا |
| عَلٰی رَغْمِ وَاشٍ مَا أَحَاطَ بِهٖ عِلْمَا | چغلباز کے منشا کے برخلاف اور اسکو بھی علم تک نہ ہوا |
| وَعَلَّمَنِي مِنْ طِيبِ حُسْنِ حَدِيثِهٖ | اُسنے اپنی حسن بیان کی ایسی گفتگو مجھ سے کی کہ جس سے |
| مَنَادَمَةً يَسْتَنْطِقُ الصَّخْرَةَ الصَّمَّا | ٹھوس پتھر بھی (اگر سُن لے) تو بولنے لگ جائے |

اس کے بعد فرط انبساط سے خدیجہ بولیں کہ اے میرے آقا اگر کوئی آپ کو ضرورت ہو تو فرمائیے کہ میں اس کو بطیب خاطر پورا کروں۔ جس سے حضور تبسم کناں سے ہو گئے۔ اور کچھ نہ بولے۔ خدیجہ نے پھر اپنی تقریر کا پہلو بدل کر کہا کہ یہ جو مال آپ نے اس سفر میں کمایا ہے اور یہ میرے پاس آپ کا مال ہے آپ اسکو کہاں اور کس طرح خرچ کرینگے۔ آپ نے فرمایا کہ چچا صاحب کا خیال ہے۔ کہ وہ اس مال سے میرے لئے دو اونٹ بغرض سفر خریدیں اور باقی سے میری شادی کا انصرام کریں۔

خدیجہ نے عرض کیا کہ اگر میں آپکو ایک عورت کا پتہ دوں اور اس کی طرف سے خطبہ کروں تو آپ پسند کرینگے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ تب خدیجہ نے کہا کہ ایک عورت آپ کے قبیلہ میں سے ہے۔ سخاوت جمال عفت اور کمال رکھتی ہے۔ تمام مکہ کی تمام عورتوں سے خاص امتیاز رکھتی ہے۔ نسب میں بھی تمہارے قریب اور تمہارے ہر ایک کام میں مدد کرنے کا وعدہ کرتی ہے۔ اور اگر ان ونفقہ میں بھی تمہاری طرف سے کمی ہوگی تو اسپر بھی وہ ناراض نہ ہوگی۔ ہاں اس میں دو عیب

Marfat.com

بھی ہیں ایک تو یہ کہ وہ اس سے پہلے دو شوہر دیکھ چکی ہے اور دوسرے عمر میں بھی آپ سے بڑی ہے۔ محمد صلعم اس بات کے سننے سے مارے شرم کے پسینہ پسینہ ہو گئے۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ خدیجہ بولیں میرے آقا میرے مولا۔ آپ کیوں جواب نہیں دیتے۔ مجھے خدا کی قسم ہے کہ آپ میری جان کا سکھ میرے دل کی مراد ہیں۔ میں کبھی آپ کی خدمت اور تابعداری میں کوتاہی نہ کروں گی۔ اور یہ شعر فی البدیہہ کہے۔

| | |
|---|---|
| یا سعد ان جزت بوادی اراک | اے سعد اگر تو وادی اراک میں جائے۔ تو |
| بلغ قلیبا ضاع منی هناک | پوچھنا میرا چھوٹا سا دل وہاں کھویا گیا ہے |
| واستفت غزلان الفلا سائلا | جنگل کی ہرنیوں سے پوچھنا کہ محبت کے |
| هل لاسیر الحب منهم فکاک | قیدی کبھی رہا بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں ( |
| وان تری رکبا بوادی الحمی | اگر وادی حما میں تم کوئی سواریاں دیکھو۔ تو |
| سائلهم عنی ومن لی بذاک | ان کو میری طرف سے پوچھنا کہ تم میں سے |

میرے لئے کوئی ہے (یعنی تمہاری میں سے کس پر عاشق ہوں اور کس کے لئے میں تڑپ رہی ہوں)

| | |
|---|---|
| نعم سروا واستصحبوا ناظری | (خود ہی عاشق جواب دیتا ہے) ہاں جب انہوں |
| وان عینی تشتهی ان تراک | نے (یعنی میرے معشوق کی سواریوں نے) |

کوچ کیا تو میری آنکھیں اُن کے ساتھ ہی چلی گئیں (یعنی میں دیکھتے دیکھتے رہ گئی اب میری آنکھیں پھر تمہارے دیکھنے کو ترستی ہیں۔

| | |
|---|---|
| ما فی من عضو ومفصل | میرا کوئی عضو اور کوئی جوڑ ایسا نہیں ہے۔ |
| الا وقد رکب منه هواک | کہ جس میں تمہاری محبت سرایت نہیں کر گئی |

Marfat.com

عَذَّبْتَنِی بِالْھَجْرِ بَعْدَ الْجَفَا — تو نے بعد از جفا عذاب دینا شروع کر دیا۔

یَاسَیِّدِی مَاذَا جَزَاءُ بِذَالِكَ — میرے سردار مجھ پر ایسی سزا کیوں رکھی گئی۔

فَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ وَمَا تَرْتَضِی — جو تو چاہے اور جس سے خوش ہو وہی کر

فَالْقَلْبُ لَا یَرْضِیْهِ اِلَّا رِضَاكَ — میرا دل تو تیری رضا چاہتا ہے۔

شعر سننے کے بعد آپ نے فرمایا اے میری چچا کی بیٹی بھلا آپ کا اور میرا کیا تطابق؟ میں فقیر تم دولتمند۔ میں عاجز تم توانگر مجھے تو ایسی بیوی چاہیے کہ جس کی دنیوی بضاعت میرے موافق ہو۔ آپ ماشاءاللہ ملکہ قسمت اور پادشاہوں کے لائق ہو۔

خدیجہ نے کہا کہ اے محمد (صلعم) اگر تمہارے پاس مال نہیں تو میرے پاس تو ہے۔ جب میں آپ کے لئے جان دینے کو تیار ہوں تو پھر تمہارے سے مال کو کیوں دریغ کروں گی۔ لو میں ابھی آپ سے کہتی ہوں کہ میں اور میرا مال آپ کا اور آپ کے حکم کے ماتحت ہے۔ میں آپ کو کعبہ اور صفا مروہ کی قسم دیتی ہوں کہ آپ میری اس استدعا کو رد نہ کریں۔ اور یہ کہہ کر خدیجہ رو پڑیں۔ اور کہا

وَاللّٰهِ مَا هَبَّ نَسِیْمُ الشِّمَالِ — اللہ کی قسم کبھی نسیم شمال نہیں چلی

اِلَّا تَذَکَّرْتُ لَیَالِی الْوِصَالِ — کہ جس میں میں نے تمہارے وصل کی راتوں کو یاد نہ کیا

وَلَا اَضَاءَ مِنْ نَحْوِکُمْ بَارِقٌ — کبھی کوئی بجلی نہیں چمکی۔

اِلَّا تَوَهَّمْتُ لَطِیْفُ الْخَیَالِی — کہ جسکو میں نے تمہارا ہی لطیف خیال نہ سمجھا ہو۔ یعنی ہر ایک روشنی جو نظر میں آتی ہے تمہارا ہی حسن و جمال مجھے دکھائی دیتا ہے

اَحْبَابُنَا مَا خَطَرَتْ خَطْرَةٌ — کوئی خیال میرے دل میں بجز تمہاری صبح وصل کے

مِنْکُمْ غَدَاةُ الْوَصْلِ مِنِّی بِبَالٍ — نہیں آتا یعنی میرے دلمیں تمہارے وصل کے خیالات ہی سے لذت آتی ہیں

Marfat.com

جَوْرُ اللَّيَالِي خَصَّنِي بِالْجَفَا ‏ (تمہارے خیالات میں) میری راتیں ظلم و ستم
مِنْكُمْ وَمَنْ يُؤْمِنُ جَوْرَ اللَّيَالِ ‏ کی راتیں ہو گئی ہیں۔ کون ہے جو ان ظلم کی
راتوں سے مجھے امن بخشے (یعنی تم ہی ان بےچین راتوں کو چین سے بدل سکتے ہو۔
رِقُّوْا وَجُوْدُوْا وَارْحَمُوْا وَاعْطِفُوْا ‏ (دیکھو) مہربان ہو جاؤ سخاوت سے کام لو
لَا بُدَّ لِي مِنْكُمْ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ‏ رحم اور شفقت کرو ہر حال مجھے تمہارے بغیر
چارہ نہیں ہے۔ یعنی زندگی اب تمہارے الطاف و رحم پر موقوف ہے۔

جو شخص رحمۃ للعالمین ہو جسکی طبیعت میں رحم اور مروت فوق العادۃ ہو وہ ایسی دردانگیز داستان سے کس طرح متاثر ہوئے بغیر رہ سکتا تھا۔

خدیجہ نے کہا کہ آپ اپنے چچا کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ وہ میرے باپ خویلد سے آپ کے لئے میرے رشتہ کی درخواست کریں۔ آپ یہ بات سنکر چچا کے پاس گئے اور ماجرا کہہ سُنایا۔ سب نے تعجب کیا اور کہا کہ اُسنے ہنسی اور استہزاء سے ایسا کہا ہو گا۔ رفع اشتباہ اور اصل حقیقت دریافت کرنے کے لئے صفیہ بنت عبدالمطلب کو خدیجہ کے گھر بھیجا گیا۔ صفیہ سے خدیجہ نے ساری بات کہدی اور اسپر یہ بات ابزاد کی کہ میں اپنا مہر خود اپنے پاس سے ادا کرونگی۔ صفیہ کے واپس آنے پر سب کو خوشی ہوئی مگر ابو لہب اندر ہی اندر جل بھن کر رہ گیا۔

چنانچہ اسیوقت اعمام محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) خویلد کے گھر تشریف لیگئے خویلد نے بڑی عزت سے ان کو اتارا اور تشریف آوری کا سبب دریافت کیا۔

ابو طالب بولے کہ آپ اور ہم جدی لوگ ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ میں اور ہم میں سمدھانا کے تعلق قائم ہوں۔ خویلد نے کہا کون سا لڑکا اور کونسی لڑکی۔ چنانچہ انہوں

58599

نے خدیجہ اور محمد کا نام پیش کیا۔ خویلد نے کہا کہ مجھے امید نہیں کہ خدیجہ اس بات کو قبول کرے اس واسطے میں اس کو قبول نہیں کر سکتا۔ بنو ہاشم وہاں سے رنجیدہ خاطر ہو کر واپس آ گئے۔ جب خدیجہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ بہت مغموم ہوئیں

اسی اُدھیڑبن میں خدیجہ نے اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کو بولا بھیجا اور مجملاً اپنا ارادہ نکاح ظاہر کر کے باپ کی طرف سے مایوسی کا اظہار کیا۔ ورقہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے اس طرح کا تعلق تو بہت لوگ کرنے کو تیار ہیں۔ خدیجہ نے کہا مگر میں مکہ سے باہر نہیں چاہتی۔ تب ورقہ نے شیبہ بن ربیعہ عقبہ بن ابی معیط عمر بن ہشام (ابو جہل) کے نام پیش کئے۔ جو مکہ کے رہنے والے تھے۔ خدیجہ نے کہا کہ یہ لوگ فاسق و فاجر جاہل اور گمراہ ہیں ان کے علاوہ کسی اور کا نام بتلاؤ۔

ورقہ نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ محمد بن عبد اللہ بھی خواہش کرتے ہیں۔ تب خدیجہ نے کہا کہ اچھا اس کے اگر تم کو کچھ عیب معلوم ہوں تو وہ بیان کرو۔ ورقہ نے جواب میں کہا۔

اَصْلُهٗ اَصِیْلٌ وَفَرْعُهٗ طَوِیْلٌ وَطَرْفُهٗ کَحِیْلٌ وہ اصل کا اصیل شریف ہے۔ وہ بڑی برادری والا۔ اُس کی آنکھیں سرگیں اس خُلْقُهٗ جَمِیْلٌ وَفَضْلُهٗ جَسِیْمٌ جُوْدُهٗ عَظِیْمٌ۔ کا خلق دلربا۔ اس کی بزرگی مسلم۔ اس کی بخشش بیحد ہے۔

خدیجہ نے کہا تم تو اس کی تعریف کرتے ہو۔ اس کے عیب بھی کچھ بیان کرو۔

بولا۔ وَجْهُهٗ اَقْمَرُ وَجَبِیْنُهٗ اَزْهَرُ طَرْفُهٗ اَحْوَرُ۔ وَرِیْحُهٗ اَزْکٰی مِنَ الْمِسْکِ الْاَذْفَرِ لَفْظُهٗ اَحْلٰی مِنَ السُّکَّرِ وَاِذَا مَشٰی کَاَنَّهُ الْبَدْرُ اِذَا بَدَرَ وَالْوَبْلُ اِذَا مَطَرَ۔ اس کا چاند سا چہرہ۔ اس کی پیشانی روشن اس کی آنکھیں سیاہ سفید وہ کستوری خالص سے زیادہ معطر۔ اس کی بات میٹھی وہ چلتا ہوا بدر کامل معلوم ہوتا ہے۔ وہ ابر

Marfat.com

رحمت ہے جو برس جاتا ہے۔

خدیجہ بولیں میں عیب پوچھتی ہوں آپ تعریفیں کرتے ہیں۔ ورقہ بولا۔
یاخُدیجۃ۔ ھو مخلوق من الحسن الشامخ اے خدیجہ وہ انتہائی حسن کی مخلوق ہے
والنسب الباذخ۔ وھو احسن العالم سیرۃً وہ عالی نسب۔ وہ دنیا میں بہترین خلق
واصفاھم سریرۃً۔ اذا مشٰی ینحدر من کا مالک وہ باطنی خوبیوں کا مجموعہ جب
صبیب شعرہ کالغیہب۔ وخدہ ازھر وہ چلتا ہے تو اس کے لٹکتے ہوئے بالوں
من الورد الاحمر وریحہ ازکی من سے سیاہی ٹپک ٹپک پڑتی ہے اسکی
المسک الاذفر۔ لفظہ اعذب من رخسارے گل گلاب سے زیادہ خوبصورت۔ وہ
الشھد والسکر۔ کستوری خالص سے زیادہ معطر اسکی باتیں شہد و شکر سے زیادہ میٹھی اور دلکش ہیں

خدیجہ نے پھر وہی اعتراض کیا کہ میں کیا پوچھتی ہوں۔ اور آپ کیا کہتے ہیں۔
آخر ورقہ نے کہا خدیجہ میں کون کہ اس کی انتہائی تعریف کرسکوں اور اس کے
مکارم اخلاق کو لفظی جامہ پہنا سکوں۔ وہ میری تعریف و توصیف سے بالاتر ہے اور یہ
شعر پڑھا۔

لقد علمت کل القبائل والملا تمام قبیلے اور ساری خلقت جان چکی ہے کہ وہ
بان جیب اللہ اطھرھم قلبًا خدا کا پیارا سب سے پاک دل رکھتا ہے۔
واصدق من فی الارض قولًا وموعدًا وہ تمام دنیا سے وعدے اور بات میں سچّا ہے
وافضل خلق اللہ کلھم قربًا اور خدا کے قرب میں سب سے آگے نکلا ہوا ہے۔

خدیجہ نے کہا کہ میں نے اس کو اور اس کے مکارم اخلاق کو خوب جانچا اور دیکھا
ہے میں تو اس کے سوا کسی اور کو اپنا شوہر ہونے کے لئے پسند نہیں کرتی۔
ورقہ نے کہا کہ خوب میں آج ہی کوشش کرونگا کہ تمہارا اور اس کا نکاح ہوجائے

Marfat.com

چنانچہ ورقہ خویلد کے پاس گیا۔ اور اس امر کی تحریک کی اور قریش کی خفگی اور خدیجہ کی رضامندی کا ذکر کیا۔ تب تو خویلد پشیمان ہوا اور خود اعمام محمد کے پاس جاکر عذر خواہ ہوا اور کہا کہ جب میری لڑکی ہی راضی ہے۔ تو پھر مجھے انکار کی گنجائش نہیں۔ چنانچہ ورقہ خدیجہ کی طرف سے وکیل ٹھہرا۔ اور دوسرے روز عمائد عرب خدیجہ کے مکان پر جمع ہوئے۔ اور بامنز غناے جانبین ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا جو ذیل میں درج ہے۔

الحمد لله رب هذا البيت الذی جعلنا من زرع ابراهیم وذریة اسمعیل وانزلنا حرما امنًا وجعلنا الحکام علی الناس وبارك لنا فی بلدنا الذی نحن فیه ثم ان ابن اخی هذا لا یوزن برجل من قریش الا رجح به ولا یقاس به رجل الا عظم عنه و لا عدل فی الخلق وان کان مقلًا فی المال فان المال رفد حائل وظل زائل وله فی خدیجة رغبة ولها فیه رغبة ولقد جئنا لنخطبها الیك برضاها وامرها والمهر علی فی مالی الذی سألتموه عاجلة واٰجلة وله ورب هذا البیت حظ عظیم ودین شائع ورای کامل۔

ترجمہ اس خدا کی تعریف ہے جو اس گھر (کعبہ) کا رب ہے اور جسنے ہمکو ابراہیم اور اسمٰعیل کی اولاد سے پیدا کیا۔ اور ہمکو حرم محترم میں جگہ دی۔ اور ہمکو لوگوں کا حاکم ٹھہرایا۔ اور جس شہر میں ہم رہتے ہیں اسکو برکت والا کیا۔ بعد ازاں یہ میرا بھتیجا ایسا ہے کہ کوئی آدمی قریش کا اس کی برابری نہیں کرسکتا جسکے ساتھ اسکا مقابلہ کرو اس سے برتر ثابت ہوگا۔ قریش پر کیا حصر ہے دنیا کا کوئی آدمی بھی اس کی برابری نہیں کرسکتا۔ خواہ اس کے پاس مال کم ہے۔ مال ایک آنی جانی چیز اور ڈھلتا سایہ ہے۔ اسکو خدیجہ اور خدیجہ کو اس سے رغبت ہے۔ اور اسی لئے ہم اس کی اجازت سے خطبہ کرتے ہیں۔ اور اس کا مہر عاجلہ اور آجلہ میرے ذمہ ہے۔ مجھے اس گھر کے خدا کی قسم ہے کہ وہ (محمد) ایک بڑی چیز ہے۔ اس کا طور و طریق بہتر اور اس کی عقل کامل ہے۔

Marfat.com

بعض روایات میں یہ خطبہ قدرے تغیر الفاظ کے ساتھ یوں بیان ہوا ہے۔

الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ
ابراھیم وزرع اسمٰعیل وضئضئ
معد وعنصر مضر۔ وجعلنا حضنۃ
بیتہ وسواس حرمہ۔ وجعل لنا
بیتا محجوجًا۔ وحرمًا امنًا وجعلنا
الحکام علی الناس۔ ثم ان ابن اخی
ھذا محمد بن عبد اللہ لا یوزن برجل
الا رجح بہٖ فان کان فی المال قلّ فانّ
المال ظل زائل وامر حائل ومحمدؐ
ممن قد عرفتم قرابتہ وقد خطب
خدیجۃ بنت خویلد وبذل لھا
اجلہ وعاجلہ من مالی کذا و
اصدق عشرین بکرۃ وھو واللہ بعد
ھذا لہ نباء عظیم وخطر جلیل جسیم
الحمد للہ الذی جعلنا کما ذکرتُ
وفضّلنا علی ما عددت فنحن سادۃ
العرب وقادتھا وانتم اھل ذلک
کلہ ولا تنکر العشیرۃ فضلکم ولا
یرد احد من الناس فخرکم وشرفکم

اس خدا کی تعریف ہے جسنے ہم کو ابراہیم
اور اسمٰعیل کی اولاد اور معد کے اصل اور مضر
کی سرشت سے پیدا کیا۔ اور اپنے گھر کا مربی
اور مدبر ٹھہرایا۔ اور ہمارے لئے ایک ایسا
گھر بنایا جس کا لوگ حج کرتے ہیں اور اللہ
نے اسکو باعزت اور محفوظ کیا ہے۔ ازاں بعد
یہ میرا بھتیجا محمدؐ بن عبد اللہ سب سے افضل ہے
اگرچہ مال میں کم ہے۔ لیکن مال ایک ڈھلتا
سایہ اور آنی جانی چیز ہے۔ محمد (صلعم) وہ
شخص ہے۔ کہ جس کی قرابت سے
تم خوب واقف ہو۔ خدیجہ بنت خویلد سے
اس کا نکاح ہوا ہے۔ اور اس کا مہر موجل
و غیر موجل میرے مال سے ادا کر دیا۔
بخدا اس کے بعد اسکے لئے بڑا کام ظاہر ہوگا۔
اس خدا کا شکر ہے جسنے ہم کو ایسا بنایا جیسا کہ
مینے ذکر کیا۔ اور ہمکو جیسا کہ میں نے بیان کیا
سب پر فضیلت عطا کی۔ پس ہم سب لوگ
عرب کے سردار اور پیشوا ہیں۔ اور تم سب لوگ
اسکی یعنی سرداری اور پیشوا ہونے کی اہلیت

Marfat.com

| | |
|---|---|
| وقد رغبنا فی الاتصال بحبلکم وشرفکم فاشهدوا علی معاشر قریش بانّی قد زوجت خدیجة بنت خویلد بمحمد بن عبد اللہ علی اربعمائة دینار وشهد علی ذلک صنادید قریش وزوجها ابوها خویلد۔ | رکھتے ہو۔ اور کوئی قبیلہ تمہاری فضیلت فخر اور شرف کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور ہم نے تمہارے شرف اور اتصال میں مسابقت کی ہے۔ اے گروہ قریش تم گواہ رہو کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کا محمد بن عبد اللہ سے نکاح کیا۔ اور چار سو دینار مہر مقرر ہوا ہے۔ اس موقعہ نکاح پر بڑے بڑے لوگ قریش کے حاضر تھے اور خویلد خدیجہ کے |

باپ نے اس نکاح کو قبول کیا۔

چونکہ خطبہ میں ورقہ ہی زیادہ تر مخاطب تھا اور وہ جواب جیسا کہ چاہیئے نہ دیسکا تو خدیجہ بولیں کہ اے ورقہ اگرچہ تجھے اس مقام پر بولنا چاہیے۔ مگر اب میں خود ہی بولتی ہوں۔ اور کہا کہ اے محمد (صلعم) میں نے اپنے نفس کو آپ کی زوجیت میں دیا اور میں اپنا مہر خود اپنے ہی مال سے ادا کروں گی۔ آپ اپنے چچا صاحب سے کہیں کہ وہ ولیمہ کے لئے اونٹ ذبح کریں۔ اور جس وقت آپ چاہیں میرے پاس تشریف لا سکتے ہیں۔

ابو طالب نے کہا کہ لوگ گواہ رہیں کہ خدیجہ نے محمد کو اپنی زوجیت میں قبول کیا اور خود ہی مہر کا ادا کرنا اپنے ذمہ لیا ہے۔

چونکہ ہمارا مقصد اور موضوع محض خطبات حضور ہیں اسواسطے ہم درمیانی واقعات چھوڑ کر اپنے مقصد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کہ خدیجہ کے نکاح کے بعد آپ بالکل فارغ البال ہو گئے اور قوم اور ملک اور تمام مخلوق الہی کا دل میں درد لیے ہوئے غار حرا میں تشریف لے جاتے اور تحمید و تقدیس الہی میں مصروف رہتے

Marfat.com

آخر رحمت الٰہی جوش میں آئی اور دعائے ابراہیم و بشارۃ عیسےٰ علیہ السلام پوری ہوئیں
اس رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین کو خدا نے پیر کے روز ۱۲- ربیع الاول کو بذریعہ جبرئیل
امین پہلا خطبہ اپنی خاص رحمت و فضل سے تعلیم کیا۔

جبرئیل نے کہا کہ اِقْرَأْ آپنے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کیا پڑھوں۔ اسیطرح
جبرئیل نے تین دفعہ آپکو سینے سے لگایا اور اقرأ اقرأ کا تکرار کیا مگر آپکا جواب
وہی تھا۔ تیسری دفعہ خوب زور سے آپ کو دبا کر کہا کہ

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ
الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

اس واقعہ سے آپ پر ایک سخت خوف طاری ہوا۔ اور آپ کانپتے کانپتے دولت
پر تشریف لائے۔ اور خدیجہ سے کہا۔ کہ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي۔ یہہ کلمات جناب باری
کو ایسے پسند آئے کہ آپکو یاایہا المزمل کہکر مخاطب کیا خدیجہ نے یہ حالت دیکھکر پوچھا
کہ كَيْفَ أَنْتَ يَا مُحَمَّدُ یعنے اے محمد صلعم آپ کیسے ہیں۔ اور پاس بیٹھ گئیں۔
جب آپ کو کچھ تسکین ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ خدیجہ مجھے تو جان کے لالے پڑ گئے اور
سارا قصہ سنایا۔ خدیجہ نے کہا

لَا تَخَفْ فَإِنَّ رَبَّكَ لَا يُرِيدُ بِكَ إِلَّا خَيْرًا ۔ لِأَنَّكَ تَقْرِي الضَّيْفَ ۔ وَتُصَدِّقُ الْحَدِيثَ وَتُؤَدِّي الْأَمَانَةَ ۔ وَتُعِينُ النَّاسَ عَلَى النَّوَائِبِ ۔ وَتَوَدُّ الْيَتِيمَ ۔ وَتُحْسِنُ الْغَرِيبَ وَتُحْسِنُ الْخُلُقَ ۔

تو خوف نہ کر تیرا خدا تیرے سے بہتری بہتر کرے گا۔ کیونکہ تو مہمانوں کا خدمتگار۔ راست گفتار۔ امانت گزار۔ مصائب میں لوگوں کا مددگار۔ یتیموں کا دوست غمگسار۔ و مسافروں کا یار۔ اور خلق خدا سے خوش اخلاق ہے۔

اس کے بعد آپ کو وحی ہوئی۔ یا ایہا المدثر۔ قُم فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اسوقت چند دفعہ زبان سے فرمایا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر

خدیجہ نے یہ نشانات ملاحظہ کرکے آپ سے کہا کہ اگر آپ فرمائیں۔ تو ورقہ بن نوفل کے پاس جاکر یہ قصہ بیان کروں۔ چنانچہ خدیجہ نے جاکر سارا قصہ بیان کیا۔ تو ورقہ بول اٹھا

قدوس قدوس والذی نفس ورقة — پاک ہے پاک ہے اللہ مجھے اس ذات کی قسم ہے

بیدہ لئن کنت صدقتنی یا خدیجة لقد — کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اے خدیجہ

جاءہ الناموس الاکبر الذی کان یاتی — اگر تونے مجھے سچ کہا ہے تو پیغمبر وہی ناموس اکبر

موسیٰ فانہ لنبی ہذہ الامة — نازل ہوا ہے۔ جو موسیٰ نبی پر نازل ہوتا تھا اور وہ اس امۃ کا نبی ہے۔

اور اس کے بعد یہ شعر ورقہ کی زبان سے نکل گئے۔

فان یک حقا یا خدیجة فاعلمی — اے خدیجہ جو بات مجھ کو کہتی ہے اگر سچ ہے تو

حدیثک ایانا فاحمد مرسل — سمجھ لے کہ احمد اللہ کا رسول ہے۔

وجبرئیل یاتیہ ومیکال معہما — جبرئیل اور میکائیل دونوں خدا سے وحی لیکر

من اللہ وحی یشرح الصدر منزل — اس کے پاس نزول کرینگے۔

یَفُوزُ بہ مَنْ فازَ عِزًّا لدِینِہ — جو اسکے دین کی عزت حاصل کریگا وہ کامیاب ہوگا۔

ویشقی بہ الغاوی الشقی المُضَلَّل — اور بہت بدبخت گمراہ اور شقی اس سے بلکل بچ جائینگے

فَرِیقَانِ مِنْہُمْ فِرْقَة فِی جِنَانِہٖ — لوگوں کے دو گروہ ہو جائینگے۔ کوئی تو خدا کی

وَاُخْرٰی بِاَغْلَالِ الْجَحِیْمِ تَغَلَّل — بہشت پائینگے اور کوئی دوزخ کی زنجیروں میں اس کے انکار کے سبب جکڑے جائینگے۔

خدیجہ یہ باتیں سنکر خوش خوش واپس آئیں اور پھر ایک دوسرے راہب

عداس نامی سے بھی ذکر کیا تو اُس نے بھی وہی جوابدیا۔ جو ورقہ نے دیا تھا۔

انہیں دنوں میں ایک روز ورقہ طواف کعبہ کو آئے اور حضور کو دیکھ کر آپ کی طرف بڑھے اور آپ کے سر مبارک کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپ اسوقت کے پیغمبر ہیں۔ اور بہت جلد آپ کو جہاد کا حکم ہوگا۔ کاش کہ میں بھی زندہ رہوں اور آپ کی مدد کروں۔ چونکہ ورقہ بہت بوڑھا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد انتقال کر گیا۔ اور آپ نے اس کے جنتی ہونے کی اطلاع دی

حضور علیہ السلام پھر دوسرے دن غار حرا میں تشریف لیگئے۔ اور دوبارہ نزول جبرئیل ہوا۔ اور کہا کہ اے محمدؐ آپ نبی ہیں۔ اور میں جبرئیل ہوں جو انبیا کے پاس آیا کرتا ہوں + چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے بعد وضو آپ کو نماز فریضہ ادا کرنے کی تعلیم دی۔

حاصل کلام آپ تین سال تک خفیہ تبلیغ اسلام میں لگے رہے۔ اور ایک خاصہ گروہ مسلمانوں کا آپکے ساتھ ہوگیا۔ اب وہ وقت آیا۔ کہ آپ کو جناب باری سے ارشاد ہوتا ہے وانذر عشیرتک الاقربین۔ چنانچہ حسب ارشاد الٰہی آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور آپ نے پکارا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

## اولین خطبہ

| | |
|---|---|
| عن ابن عباس لما نزلت ھذہ الایۃ | ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آپ پر آیت وانذر |
| وانذر عشیرتک الاقربین خرج رسول اللہ | عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو آپ باہر نکلے |
| صلی اللہ علیہ وسلم حتی صعد علی الصفا | تو کوہ صفا پر چڑھے اور آواز دی۔ |
| فھتف یا صباحاہ فقالوا من ھذا | لوگوں نے کہا کہ کون ہے جو پکارتا ہے۔ |
| الذی یھتف قالوا محمد فقال یا بنی عبد المطلب | لوگوں نے کہا کہ محمدؐ۔ آپ نے فرمایا۔ ای بنی عبد المطلب |
| یا بنی عبد مناف یا بنی قصی فاجتمعوا | اے بنی عبد مناف۔ اے بنی قصی۔ لوگ اکٹھے |
| الیہ فقال ارأیتکم لو اخبرتکم ان خیلاً | ہو کر آپکے پاس آئے۔ آپنے فرمایا کیا اگر میں تم کو |

تخرج بسفح ھذا الجبل اکنتم مصدقیّ قالوا ما جرّبنا علیک کذبا قال فانیّ نذیر لکم بین یدی عذاب شدید۔

خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک فوج پڑی ہے (جو تم پر حملہ کرے گی) تو آپ میرے مصدق ہونگے یا نہیں؟ لوگوں نے کہا کہ چونکہ آپنے کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولا ہم تصدیق ہی کرینگے۔ تب آپ نے فرمایا۔ ڈرو اس سے جو وقت ہے آنیوالا یعنے عذاب شدید سے ڈر جاؤ۔

جب آپ الا نذیر لکم تک پہنچے۔ تو آپکے چچا ابولہب بولے (نقل کفر کفر نباشد) تبّاً لکَ لِھذا دعوتنا۔ انہیں الفاظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے خدا نے سورہ تبّت نازل فرمائی۔ اور لوگوں سے کہا کہ میرا بھتیجا پاگل ہوگیا لوگ واپس اور قبائل منتشر ہوگئے۔

اس واقعہ کے بعد پھر آپکو حکم ہوا وانذر عشیرتک الاقربین تو آپنے کھول کھول کر سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

## آپ کا دوسرا خطبہ

اشتروا انفسکم لا اغنی عنکم من اللہ شیئًا۔ یا بنی عبد المطلب لا اغنی عنکم من اللہ شیئًا۔ یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ لا اغنی عنک من اللہ شیئًا۔ یا فاطمہ سلی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئًا۔

(اے میرے کنبے والو) اپنے آپکو بچاؤ۔ میں خدا کے سامنے تمہارے آڑے نہیں آسکتا۔ اے بنی عبد المطلب میں تمکو بھی نہیں بچا سکتا۔ اے میری پھوپھی صفیہ میں تجھے بھی خدا کے حضور فائدہ نہیں پہنچا سکتا (اے میری بیٹی) فاطمہ میرے مال سے جو چاہو لے لو۔ مگر میں خدا کے سامنے تمہارے واسطے کچھ مفید نہیں۔ یعنی محض میرا رشتہ تمہارے لئے۔ باعث نجات نہیں ہوسکتا +

حدیث شریف میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

Marfat.com

ثم دعا رسول الله صلعم علیًّا فقال اصنع
طعامًا واجمع لی بنی المطلب فدعاهم
وهم اربعون رجلاً وفیهم اعمامه حمزة
وابوطالب وعباس فحضروا و
اکلوا۔ ولما فرغوا من الاکل واراد
النبی صلعم ان یتکلم۔ بدا ابولهب
الی الکلام واغراهم به فتفرقوا۔ ثم

امر رسول الله صلعم علیا ان یصنع
له طعامًا فی غدٍ وبعد ما فرغوا من
الاکل قام رسول الله صلی الله علیه وسلم
وقال یا بنی عبد المطلب انی والله ما
اعلم شابًا فی العرب جاء قومه بافضل
مما جئتکم به بخیر الدنیا والآخرة امرنی
الله ان ادعوکم الیه فایکم یوازرنی
علی هذا الامر فاحجم القوم جمیعًا
قال علی انا یا رسول الله مع انی احدثهم
سنًّا وارمصهم عینًا واحمشهم ساقًا عــه
فقام القوم یضحکون وذهبوا الی سبیلهم
واستمر النبی علی ما امره الله یعیب اصنامهم
ویذکر آلهتهم فاجمعوا علی عداوته

پھر آپ نے علیؓ کو بولا کر کہا۔ کہ کھانا طیار کراؤ۔ اور
بنی مطلب کو میرے کہنے سے بلاؤ۔ چنانچہ اُن کو بولا لائے
اور وہ قریبًا چالیس آدمی تھے جنمیں آپ کے چچا حمزہ
ابوطالب اور عباس بھی تھے۔ چنانچہ لوگ آئے۔ اور
کھانا کھایا۔ جب کھانا کھایا اور آپ نے کچھ کہنے کا
ارادہ کیا تو لوگوں کو ابولہب نے اپنی باتوں میں لگالیا
حتیٰ کہ لوگ چلے گئے۔

دوسرے دن پھر علیؓ کو آپ نے سامان دعوت کرنے
کو کہا۔ پھر جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے۔
تو آپ کھڑے ہو گئے
اور فرمایا کہ اے بنی عبد المطلب خدا کی قسم ہے کہ کوئی
عرب والا جوان میرے سے بہتر چیز تمہاری دنیا اور
عاقبت کے لئے مجھ سے بہتر نہیں لایا۔ میرے
مولا نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں تم کو اس کی طرف
بولاؤں۔ کوئی تم میں سے ہو کہ جو میری اس معاملہ میں
مدد کرے لوگ چپ چپ ہوئے۔ تو حضرت علی بولے
کہ ہاں یا رسول اللہ میں مدد کرونگا خواہ میں ان سے
چھوٹی عمر کا اور کمزور ہوں۔ (حضرت علی کے اس کہنے سے
تو سب لوگ ہنستے ہوئے چلدیئے۔ آنحضرت
خدا کے حکم پر قائم رہ کر بتوں اور جھوٹے معبودوں کی

عــه یہ دونو محاورے اہل عرب کمزوری کے موقعہ پر بولتے ہیں۔ منہ

Marfat.com

وذبّ عنه عمه ابو طالب مذمت پر مصر رہے اور لوگ عداوت پر تل گئے
مگر ابو طالب لوگوں کو ان کی تکلیف دہی سے روک دیتے۔

اب آپ کی ان کھلی کھلی باتوں پر سارے مکہ میں مخالفت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اور بالآخر لوگ آپ کے چچا ابو طالب کے پاس گئے۔ اور کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کی ہجو کرتا ہے آپ اس کو کہیں کہ اگر روپیہ کی ضرورت ہے وہ ہم دے سکتے ہیں اگر شادی کی ضرورت ہے تو بہتر سے بہتر قبیلہ سے ہم اس کا تعلق کرا سکتے ہیں چچا نے بھتیجے کو بلا کر لوگوں کی ناراضگی اور اُن کے انعامات کا ذکر کیا۔ اور حضورؐ نے نہایت ثبات واستقلال سے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ اے چچا کہ اگر میرے دائیں ہاتھ پر آفتاب اور بائیں ہاتھ پر مہتاب بھی لا کر رکھ دو تو میں اپنے کام سے ہرگز نہ ٹلونگا۔ اور اس فرض کی انجام دہی میں میری جان بھی اگر جاتی رہے تو مجھے دریغ نہیں۔

جوان اور بہادر بھتیجے کے استقلال وثبات کو چچا نے استحسان کی نظر سے دیکھا اور کہا۔ اِفْعَل مَا شِئْتَ اور آپ کی تعریف میں یہ شعر فی البدیہہ فرمائے۔

| | |
|---|---|
| وَاللہ لن یصلوا الیک بجمعہم | مجھے اللہ کی قسم ہو کہ تیری مخالفین ابتک تک نہیں پہنچ سکتے |
| حتےٰ اُوسَدِّ فی التراب دَفِینا | جتنے کہ میں قبر میں دفن ہو جاؤں یعنی میری زندگی میں تیرا کوئی کچھ نہیں |
| فَاصْدَع بِامرک ما علیک غضاضۃ | بگاڑ سکتا۔ اپنے کام کو کھلے طور پر کرے جا تجھے کوئی روک نہیں |
| وابشر بذاک وقرّ منه عیونا | اور اس اپنے ادائیگی فرض میں خوش وخورم رہو۔ |
| وَدَعوتنی وزعمت انک ناصحی | تو نے اپنی ہمدردی سے مجھے بھی دعوت (اسلام) دی ہے۔ |
| ولقد صدقت وکنت قبل امینا | بیشک تو سچا ہے کیونکہ تو ہمیشہ سے امین اور راستباز ہے۔ |
| وعرضت دیناً لا محالۃ انہ | بیشک جو دین تو نے پیش کیا ہے سب لوگوں کے ادیان |
| من خیر ادیان البریّۃ دینا | سے بہتر اور افضل ہے۔ |

Marfat.com

لولا الملامۃ او حذاری سُبَّۃٌ" اگر مجھے لوگوں کی ملامت اور گالیوں کا خوف نہ ہوتا
لوجدتنی سمحاً بذالک مبیناً تو مجھے بھی اسپر جوانمردی سے کھلے طور پر تو مقر پاتا

مگر ابو طالب نے لوگوں اور خود کنبے والوں کی مخالفت کو محسوس کر کے خیال کیا۔ کہ کہیں خود کنبے والے ہی محمد (صلعم) کی مخالفت میں نہ اُٹھ کھڑے ہوں۔ اس واسطے آپ نے قبائل کے تمام شرفا کو حرم کعبہ میں بلا کر انجمن کی اور اس انجمن میں اسی شعروں کا ایک پُرزور قصیدہ لامیہ آپ کی شان میں پڑھا تاکہ خود ہمارے لوگ تو اس سے منحرف نہ ہو جائیں۔ اس قصیدہ کے چند شعر ہم بھی یہاں بغرض دلچسپی ناظرین لکھدیتے ہیں:

وابیض یُستسقی الغمام بوجہہٖ — وہ گورے چہرہ والا جسکی طفیل ہم خدا سے بارش مانگ سکتے ہیں
ثمال الیتامی عصمۃٌ للارامل — یتیموں کی جائے پناہ اور رانڈوں کا محافظ ہے۔
حلیمٌ رشیدٌ عادلٌ غیر طائشٍ — بردبار۔ راستباز۔ عادل اور نہ بھڑکنے والا۔
یوالی الٰہاً لیس عنہ بغافلٍ — خدا کا دوست جو اس سے ذرہ بھر غفلت نہیں کرتا
لکنا اتبعناہ علی کلّ حالۃٍ — ہم کو ہمیشہ اس کی تابعداری کرنی چاہیے۔
من الدھر جداً غیر قول التھازل — متانت سے نہ کہ فضول طور پر۔
لقد علموا ان ابننا لا مکذّبٌ — لوگ جانتے ہیں کہ ہم اپنے بیٹے کی تکذیب نہیں کرتے
لدینا ولا یعنی بقول الاباطل — اور وہ بھی باطل باتوں کی پرواہ نہیں کرتا۔
واصبح فینا احمد فی ارومۃٍ — احمد ہمارے ہیں ایک مضبوط چٹان پر قائم ہے۔
تقصّر عنہا سورۃ المتطاول — اور اسپر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا۔ میری جان اسپر قربان
فدیت بہ نفسی دونہ وحمیتہ — مینے اسکو اپنی حمایت میں لیا ہے اور لوگوں کے ضرر
ودافعت عنہ بالذری والکلاکل — کو پناہ دینے سے اپنی چھاتی کے بل اس سے دفع کیا ہے
(پناہ دینا) (کوشش)

اب لوگ بہت سے آپ کے پاس آکر بحث مباحثے کرتے - یہود الگ نصاریٰ
الگ - دہریہ مجوسی مشرکین غرضیکہ ہر ایک مذہب کا آدمی آپ سے بحث کرتا اور لاجواب
ہوتا - آپ کی فصیح و بلیغ تقریریں سب کو ساکت کر دیتیں -

مشرکین عرب نے جب احتجاج کیا تو آپنے فرمایا دیکھو میرا آقا میرا مولا فرماتا ہے -
انا الملک الخافض الرافع المعنی المفقر (دیکھو) میں ہی مالک - میں ہی نیچا اونچا کرنیوالا ہیں
المعزّ المذل المصح المسقی وانتم ہی فقیر و غنی اور عزیز و ذلیل کرنیوالا اور میں ہی تندرست
العبید - لیس لکم الا التسلیم لی اور بیمار کرنے والا ہوں - تم میرے غلام ہو - تمہارا حق
والا نقیاد لحکمی فان سلمتم کنتم یہ ہے کہ تم میرے حکموں کی تعمیل و تسلیم کرو - اگر تم مان جاؤ
عباداً مؤمنین - وان ابیتم کنتم تو میرے مومن بندے ہو - اور اگر انکار کرو تو تم میرے
بی کافرین وبعقوباتی من الھالکین کافر اور میرے عذاب سے ہلاک کئے جاؤ گے -

ایک روز ابو جہل نے بڑا بھاری اعتراض اپنے خیال میں حضور علیہ السلام کے پیش کیا
کہ ہم موسےٰ کی امت کی طرح تمہارے سے خدا کا دکھانا طلب کرتے ہیں اور اس پر
ایک یہ امر اور زائد کرتے ہیں کہ تم خدا کے علاوہ فرشتے بھی ہم کو دکھاؤ - اگر تم اپنے دعوٰے
نبوت میں موسے کی طرح سچے ہو تو ہم پر پھر صاعقہ کیوں نہیں آتا -

آپ نے فرمایا کہ دیکھو جب ابراہیم کو ملکوت السمٰوٰت والارض دکھایا گیا جیسا
کہ میرا مولیٰ فرماتا ہے -

نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت و (ترجمہ) ہم نے ابراہیم کو ملکوت السمٰوٰت والارض
الارض ولیکون من الموقنین دکھایا تا کہ وہ کامل یقین پاوے -

ایسے عام نظارہ میں حضرت ابراہیم کو تین مرد اور تین عورتیں حالت زنا میں نظر
آئیں - تو معًا انہوں نے اُن کی ہلاکت کی دُعا کی جو قبول ہوئی - پھر چوتھی پر نظر پڑی

Marfat.com

تو خدا نے ابراہیم کو مخاطب کرکے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| یا ابراهیم اکفف دعوتك عن عبادی | اے ابراہیم میرے بندوں اور لونڈیوں سے اپنی بددعا کو روک |
| وامائی فانی انا الغفور الرحیم ـ الجبار | رکھ میں بڑا بخشنے والا رحیم اور جبار بردبار ہوں۔ |
| الحلیم لا تضرنی ذنوب عبادی | میرے بندوں اور میری لونڈیوں کے گناہ میرا کچھ نہیں |
| وامائی فانما انت عبد نذیر لا شریك لی | بگاڑ سکتے۔ تو تو صرف ایک ڈرانیوالا ہے میری بادشاہت |
| فی المملکة ولا مهیمن علی ولا علی عبادی | کا شریک نہیں اور نہ میری پر اور میری بندوں پر حاکم ہو۔ |
| وعبادی معی بین خصال ثلث ـ | میری میرے بندوں کے ساتھ تین طرح کی سنت ہے، |
| اما تابوا الی فتبت علیهم وغفرت | یا تو وہ توبہ کر لیتے ہیں اور میں ان کو معاف اور |
| ذنوبهم وسترت عیوبهم ـ | پردہ پوشی کرتا ہوں۔ |
| واما کففت عنهم عذابی لعلمی | اور یا اُن سے میں اپنے عذاب کو اُٹھائے رکھتا |
| بانه سیخرج من اصلابهم ذریات | ہوں۔ کیونکہ مجھے علم ہوتا ہے کہ ان کی صلبوں سے |
| مؤمنین ـ فارفق بالآباء الکافرین | مومن اولاد پیدا ہوگی۔ پس میں ان کافر باپوں اور |
| وانأنی بالامهات الکافرات ـ و | ماؤں سے نرمی اور رفق روا رکھتا ہوں اور اپنا |
| ارفع عنهم عذابی ـ لیخرج ذلك المؤمن | عذاب معلق کرتا ہوں۔ جب اُن کی صلبیں |
| من اصلابهم ـ فاذا تزایلوا حل بهم | اُن سے خالی ہو جاتی ہیں تو میرا عذاب اور میری |
| عذابی وحاق بهم بلائی ـ | بلائیں اُن کو آ لیتی ہیں۔ |
| فان لم یکن هذا ولا هذا فان الذی | اور اگر یہ دونوں صورتیں مندرجہ بالا نہوں تو پھر میں نے |
| اعددته لهم من عذابی اعظم مما | جو عذاب اُن کے لئے تجویز کیا ہوا ہے وہ تیرے |
| تریدهم به ـ فان عذابی لعبادی | مزعومہ عذاب سے کہیں بڑھ کر ہے (ہاں) میرا |
| علی حسب جلالی و | عذاب میرے بندوں کے لئے میرے جلال اور |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| کبریائی - | اور کبریائی کے مناسب حال ہوتا ہے۔ |
| یا ابراهیم تخلّ بینی وبین عبادی | اے ابراہیم - میرے اور میرے بندوں میں دخل نہ دے |
| فانی ارحم بهم منك تخلّ بینی و | میں تیرے سے زیادہ اُن پر مہربان ہوں - مجھے اور میرے |
| بین عبادی فانی الجبار الحلیم | بندوں کو اپنے حال پر رہنے دے - میں اگر جبار ہوں۔ |
| العلام الحکیم اُدبّرهم بعلمی | تو بردبار اور بڑا جاننے والا بھی ہوں - میں انکی معاملات اپنے |
| وانفذ فیهم قضائی وقدری | علم کیموافق فیصل کرتا ہوں اور میری قضا وقدر انمیں کام کرتی ہے |

پس اسیطرح سنت اللہ ہی ممکن ہے بلکہ یقینی ہے کہ تم سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو مُوحد اور خدا پرست شاندار مسلم ہوں - ان مباحثات سے جب لوگ قائل ہو جاتے تو بجائے سلجھنے کے اور الجھتے - اور آپ کے اصحاب اور ہمراہیوں کو سخت اذیتیں پہنچاتے - ایک دفعہ صحابہ تنگ آ کر مقابلہ کے لیے دل میں ٹھان بیٹھے مگر حضور علیہ السلام نے ان کے تیور پہچان کر مندرجہ ذیل آیات کو بطور خطبہ تلاوت فرمایا۔

| | |
|---|---|
| فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل | تو (اے محمد صلعم) الوالعزم انبیاء کی طرح صبر اختیار |
| ولا تستعجل لهم کانهم یوم یرون ما | کر اور اُن کے لیے جلدی نہ کر - جو اُن سے وعدہ ہے |
| یوعدون - لم یلبثوا الا ساعة | وہ اُنکے سامنے ہے (یعنی عذاب کا) ان کا ٹھہراؤ |
| من نهار ط بلاغ - فهل یهلك | کوئی ایک گھڑی کا ہے - پہنچا دو - فاسق لوگ |
| الا القوم الفٰسقون ۝ | ہلاک کیے جاینگے۔ |

صحابہ نے سر تسلیم خم کیا اور خاموش ہو گئے - تھوڑے عرصہ کے بعد صحابہ نے ہجرت کا سوال اٹھایا - تو آپ نے حبشہ کی طرف جانے کی اجازت فرمائی -

سب سے پہلے حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ نے آپ کے چچیرے

Marfat.com

بھائی جعفر بن ابی طالب نے ہیبہ کیا اور کل تراسی مرد عورت بچے ان کے ہمراہ حبشہ کو روانہ ہوئے۔

کفار قریش نے ان کے واپس لانے کے لئے شاہ حبشہ کے پاس پیغام دیکر لوگوں کو بھیجا۔ کہ ان لوگوں کو آپ ہمارے یہاں واپس بھیجدیں یہ ہمارے مذہبی مجرم ہیں۔ مگر شاہ حبشہ نے قرآن کریم سُنکر اور اُس کی پاک تعلیم سمجھکر ان لوگوں کے واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وفد ناکامیاب واپس آیا۔ اور بالآخر نجاشی شاہ حبشہ اسلام کے شرف سے مشرف ہوا۔ جسکی خط وکتابت جو حضور علیہ السلام سے اُس نے کی۔ ہم اپنی کتاب مکتوبات نبوی میں لکھ چکے ہیں۔

قوم کی منصوبہ بازیاں آپ کی نسبت کم نہ ہوتی تھیں۔ اور طرح طرح کی تجاویز سے آپ کو دق کیا جاتا تھا چنانچہ قریش نے بنو ہاشم کے سارے قبیلہ کو شعب ابو طالب میں نظر بند رہنے پر مجبور کیا۔ اور آپ کو اور آپ کے قبیلے کو گونا گوں تکالیف دی جاتیں۔ مگر بقول بعض تین سال تک اس عملدرآمد کو جاری رکھکر خود ہی قریش نے اُس معاہدہ کو جو ان کے نظر بند کرنے کی بابت باہم کیا ہوا تھا۔ پھاڑ ڈالا۔ اور آپ آزاد ہوئے۔

اب وہ وقت آگیا کہ آپ کے چچا صاحب کو جو باپ سے زیادہ مہربان تھے داعی اجل نے پکارا۔ اور اسی سال کی عمر میں راہی ملک بقا ہوئے۔ اور اس سے تیسرے ہی روز آپ کی سچی عاشق اور مونس وغمخوار سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ جہان فانی سے رحلت کر گئیں (انا للہ وانا الیہ راجعون)

ان دو متواتر صدموں سے آپ کو سخت تکلیف پہنچی مگر صبر واستقلال کا بھی آپ نے ایسا نمونہ پیش کیا کہ دوست و دشمن سب قائل ہو گئے۔

Marfat.com

اگرچہ اب گھر میں کوئی مونس و غمخوار نہ تھا جو کوفت اور تکان کے وقت دلجوئی کرتا۔ چچا صاحب جو باپ سے زیادہ مہربان تھے وہ بھی سامنے نہیں۔ مگر اللہ رے ثبات و استقلال کہ آپ پہلے سے بھی زیادہ اپنے تبلیغی کاموں میں سرگرم نظر آتے۔ چنانچہ اسی ضمن میں آپ نے طایف کا سفر اختیار کیا۔ مگر وہاں بھی بجز اینٹ پتھر کے اور کوئی جواب نہ ملا۔ آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے اور راستہ میں ایک باغ میں بیٹھکر اپنے حقیقی مونس اور غمخوار سے ہاتھ اٹھا کر یوں ہمنوا ہوئے۔ طبری نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| ذکر الطبری ان المصیبۃ عظمت علی رسول اللہ صلعم بھلاک ابو طالبؓ و خدیجۃ فی عام واحد قبل ھجرتہ الی المدینۃ بثلث سنین وذلک الی مالم یکونوا یصلون الیہ فی حیاتہ و ولما ھلک ابو طالب خرج رسول اللہ صلعم الی الطائف یلتمس من ثقیف النصر المنعۃ لہ من قومہ و ذکر انہ لما انتھی الی الطائف فجعل ثقیف اغروابہ سفھاء ھم وعبید ھم یسبونہ و یصیحون بہ فرجع وعمد الی الظل جبلۃ من عنب فجلس فیہ فلما اطمان فقم ھنالک | طبری کہتا ہے کہ خدیجہ اور ابو طالب کے ایک ہی سال میں مرنے سے آپ پر جو ایک مصیبت ٹوٹ پڑی۔ اور یہ ہجرت سے تین سال پہلے کا واقعہ ہے اور وہ اس طرح کہ اب قریش ابو طالب کے بعد جو آپ کو تکلیف پہنچانے لگے وہ انکی زندگی میں نہیں پہنچا سکتے تھے جب ابو طالب فوت ہو گئے تو آپ طایف والوں کے پاس اس غرض سے تشریف لے گئے کہ قبیلہ ثقیف سے آپ نصرت اور مدد کی بمقابلہ اپنی قوم قریش کے درخواست کریں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ طایف پہنچے تو قبیلہ ثقیف نے اپنے بچوں کو آپ کے پیچھے ڈالدیا اور انکے لڑکے آپکو گالیاں دیتے اور چیختے اور چلاتے۔ پس آپ وہاں سے واپس ہو گئے اور ایک انگورستان میں بیٹھکر اپنے مولےٰ سے یوں ہمنوا ہوئے۔ |

اللھم انی اشکوا الیک ضعف قوتی و — اے میرے مولا اپنی کمزوری۔ کمی تدابیر اور لوگوں پر
قلۃ حیلتی وھوانی علی الناس انت — اپنا اثر نہ ہونے کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں۔
ارحم الراحمین۔ انت رب المستضعفین — اے بڑے رحمت کرنیوالے۔ اے ضعیفوں کے
وانت ربی الی من تکلنی الی عمد — مربی۔ تو میرا بھی مربی ہے۔ تو نے مجھے کس پر چھوڑ
یتجھمنی۔ او الی عدوٍ — رکھا ہے۔ ایسے دوست پر جو مجھے ترشروئی سے
ملکتہ امری۔ ان لم یکن علی — دیکھتا ہے۔ یا ایسے دشمن پر جو مجھ سے زیادہ
غضب فلا ابالی ولکن — طاقتور ہے۔ ہاں اگر تیرے غضب سے یہ باتیں
عافیتک اوسع لی۔ — نہیں (بلکہ کسی اور مصلحت پر مبنی ہیں) تو پھر
اعوذ بنور وجھک — مجھے کوئی پروا نہیں۔ تیری معافی میرے لئے
الذی اشرقت لہ — کافی ہے۔ میں تیرے غضب اور غصے سے تیرے
الظلمت وصلح علیہ — چہرۂ پاک کی پناہ چاہتا ہوں جس نے اندھیروں
امر الدنیا والاخرۃ۔ ان — کو روشن کر دیا اور دنیا کے کاموں کو درستی پر چلایا
ینزل بی غضبک او یحل — تیری ہی رضا رضا ہے۔ حتیٰ کہ تو مجھ سے راضی ہو
علی سخطک۔ لک العتبیٰ حتی — جائے۔ سب طاقتیں اور قوتیں تیرے ہاتھ
ترضی۔ ولا حول ولا قوۃ الا بک — میں ہیں۔

یہ کلمات ظاہر کر رہے ہیں کہ عاشق اپنے معشوق سے کس طرح سرگوشی کر رہا اور اس کی بے نیازی اور بے پرواہی کو اپنے لئے جائز قرار دیتا اور بالآخر تمام صعوبتوں کو برداشت کرنے کا وعدہ کر کے اصل مقصد اس کی رضا کو ٹھہراتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ تو جس طرح چاہے کر۔ مگر میرے سے راضی ہو جا۔ میں تیری رضا کا بھوکا ہوں۔

معشوق کی برتری اور اس کی اعلیٰ شان اس کے حسن و جمال کی تعریف کا

ایک نشہ ہے جو اس کی گفتگو سے ٹپک رہا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ تو اگر خفا نہ ہو بلکہ خوشی سے مجھے عتاب بھی کرے۔ تو مجھے وہ ہزاروں نعمتوں سے اعلیٰ و افضل ہے

## آپ کا تیسرا خطبہ

ذکوان رسول الله لما انصرف من الطائف مریدًا مکة ـ مرّ به بعض اهل المکة فقوله رسول الله ھل انت مُبلغ عنی رسالة ارسلت بہا قال نعم ائت المطعم بن عدی فقل له ان محمدًا یقول لك هل انت مجیری حتی ابلغ رسالة ربی قال نعم فلید خل ـ قال فرجع الرجل الیه فاخبره واصبح المطعم بن عدی لبس سلاحه هو وبنوه وبنو اخیه فدخلوا المسجد فلما رأ

ابو جهل قال امجیر ام متابع قال بل مجیر ـ قال قد اجرنا من اجرت فدخل النبی صلعم مکة واقام بها فدخل یومًا المسجد الحرام والمشرکون عند الکعبة فلما راه ابو جهل قال هذا نبیکم یا بنی عبد مناف قال عتبة بن ربیعة وما تنکران یکون نبی او

بیان کیا گیا ہے کہ جب آنحضرت صلعم اللہ نے طائف سے مکہ کی واپسی کا ارادہ کیا۔ تو ایک مکی آدمی آپ سے ملا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ میں تجھے ایک پیغام دیتا ہوں کیا تو اس کو پہنچا دیگا؟ اُس نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ مطعم بن عدی سے کہو کہ محمد تجھ سے کہتا ہے کہ تم مجھے اپنی پناہ میں لو تا کہ میں خدا کا حکم لوگوں کو پہنچا سکوں۔ چنانچہ پیغامبر نے اثبات میں آ کر جواب دیا۔ اور کہا کہ وہ کہتا ہے کہ آپ آ جائیے۔ اور مطعم بن عدی اور اس کے بیٹے اور بھتیجے سلاحات پہنکر مسجد حرام میں آ داخل ہوئے۔

ابو جہل نے دیکھکر کہا کہ کیا تم پناہ دیتے ہو یا اس کے تابع بن گئے ہو۔ مطعم نے کہا کہ نہیں بلکہ پناہ دینے والے ہیں۔ ابو جہل نے کہا کہ اچھا جسکو تم پناہ دیتے ہو۔ ہم بھی پناہ دیتے ہیں۔ پھر آپ مکہ میں آ کر ٹھہر گئے۔ ایکروز آپ خانہ کعبہ میں تشریف لائے تو مکہ کے مشرکین بھی وہاں موجود تھے۔ ابو جہل بول اُٹھا کہ ای عبد مناف یہی تمہارا نبی ہے عتبہ بن ربیعہ نے جواب دیا کہ تجھ کو انکار کی کوئی وجہ نہیں

Marfat.com

ملك منا فاخبر بذلك النبي صلعم او سمعه فلقاهم فقال اما انت یا عتبة بن ربیعة فوالله ما حمیت لله ولا لرسوله ولکن حمیت لانفسك وانت یا ابو جهل بن هشام فوالله ما یأتی علیك غیر کبیر من الدهر حتی تضحك قلیلا وتبکی کثیرا واما انتم یا معشر الملاء من قریش فوالله لا یاتی علیکم غیر کبیر من الدهر حتی تدخلوا فیما تنکرون وانتم کارهون

کہ ہم میں سے پادشاہ یا کوئی نبی ہو یعنی مکھی ہم میں سے نبی ہو یا بادشاہ ہو۔ جب آپنے اس بات کو سنا تو انکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ای عتبہ تونے یہ حمایت اللہ اور رسول کی خاطر نہیں کی بلکہ قومی حمایت ہی جسنے تیرے منہ سے یہ حمایت کا کلمہ کہلوایا ہی لیکن ای ابو جہل بن ہشام اللہ کی قسم ہی کہ وہ جلد وقت آتا ہی کہ تو بہت روئیگا اور کم ہنسیگا ای قریش کے سردار لوگو اللہ کی قسم ہی کہ تم بھی جلدی اُس (دین) میں داخل ہو گئے جس کو تم آج بُرا سمجھتے ہو۔ اور ناپسند کرتے ہو۔

وعن ربیعة ابن عباد قال انی لغلام شاب مع ابی بمنیٰ ورسول الله یقف علی منازل القبائل من العرب فیقول یا بنی فلان انی رسول الله الیکم یامرکم ان تعبدوا الله ولا تشرکوا به شیئا وان تخلعوا ما تعبدون من دونه من هذه الانداد وان تؤمنوا بی وتصدقوا وتمنعونی حتی ابین عن الله ما بعثنی به وکان رسول الله صلعم یعرض نفسه فی المواسم اذا کانت علی قبائل العرب

ربیعہ بن عباد کہتے ہیں کہ میں بچہ ہوتا اور اپنے باپ کے ساتھ منٰے میں جاتا تو دیکھتا کہ آپ قبائل عرب کے ڈیروں پر جاتے اور فرماتے ای بنی فلاں میں خدا کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں (دیکھو) میں حکم دیتا ہوں کہ تم خدا کی پرستش کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور یہ جو تم نے اس کے شریک بنا رکھے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ اور میرے پر ایمان لاؤ میری تصدیق اور حمایت کرو۔ تاکہ میں جو کچھ خدا سے لایا ہوں۔ بیان کر سکوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میلوں کے موقعوں پر لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرتے

يدعوهم الى الله ويخبرهم انه نبی اور خدا کیطرف انکو بلاتے اور خبر دیتے کہ میں نبی رسول ہوکر
مرسل ويسألهم ان يصدقوه ويمنعوه تمہاری طرف آیا ہوں میری تصدیق اور حمایت کرو جو لایا
حتى يبين عن الله ما بعث به ہوں لوگوں کو کھول کر بیان کرسکوں ۔

## آپ کا چوتھا خطبہ

عبید اللہ بن عباس وہی ربیعہ بن عباد کے قصہ کو انکی روایت سے دھراتے ہیں۔

عن مسلم بن شهاب الزهری ان (ترجمہ) مسلم بن شہاب زہری سے روایت ہے کہ آنحضرت
رسول الله صلى الله عليه وسلم صلعم (قبیلہ) کندہ کے پاس انکے ڈیروں میں آئے اور ان
اتى كندة فى منازلهم وفيهم سيد لهم میں انکا سردار ملیح تھا پھر آپنے انکو پیغام الٰہی سنایا اور اپنے
يقال له مليح فدعاهم الى الله عز وجل آپ کو ان پر پیش کیا۔ مگر انہوں نے انکار ہی کیا۔
وعرض عليهم نفسه فابوا عليه اور نہ مانا۔

عن عبد الله بن حصين انه عبد اللہ بن حصین سے روایت ہے کہ آپ قبیلہ بنی
اتى كلبا فى منازلهم الى بطن منهم کلب کے ڈیروں میں بنو عبد اللہ کے قبیلہ کے پاس
يقال لهم بنو عبد الله فدعاهم الى تشریف لائے اور ان کو دعوۃ اسلام دی اور اپنے
الله عز وجل وعرض عليهم نفسه آپ کو پیش کیا یہانتک کہ آپ نے فرمایا کہ ای بنو عبد اللہ
حتى انه يقول لهم يا بنی عبد الله خدا نے تمہارے باپ کا نام بہترین نام بنایا۔ پس تم اسی
ان الله قد احسن اسم ابيكم خدا کے حکم کی اطاعت کرو۔ لیکن انہوں نے
فاطيعوا امره فلم يقبلوا عنه ما عرض عليهم بھی انکار ہی کیا

كان رسول الله على ذلك من امره حاصل کلام کہ آپ اسیطرح اپنے کام میں لگے رہتے
كلما اجتمع له الناس بالموسم اتاهم جب کبھی میلے ٹھیلے عربوں کے ہوتے تو آپ
يدعو القبائل الى الله والى الاسلام قبیلہ قبیلہ کے پاس تشریف لاتے اور پیغام الٰہی پہنچاتے

ويعرض عليهم نفسه وما جاء به الی الله من الهدى والرحمة لا يسمع بقادم من العرب له اسم وشرف الا تصدى له فدعاه الی الله وعرض عليه ما عنده۔

اور جو کچھ خدا سے لائے۔ وہ اور اپنا آپ پیش کرتے۔ کسی بڑے شریف عرب کے آنے کو سنتے تو جھٹ اُس کے پاس پہنچتے اور جو کچھ آپ کو اللہ سے ملتا تھا پیش کرتے۔

## پانچواں عام خطبہ

عن مسلم بن شهاب الزهری انه اتی بنی عامر بن صعصعة فدعاهم الی الله عزّ وجل وعرض عليهم نفسه فقال رجل منهم يقال له بحيرة فراس والله لو انّی اخذت هذا الفتی من قريش لاكلت به العرب ثم قال له ارأيت ان نحن تابعناك علی امرك ثم اظهرك الله علی من خالفك ايكون لنا الامر من بعدك۔ قال الامر الی الله يضعه حيث يشاء قال فقال له فنهدف نحورنا للعرب دونك فاذا ظهرت كان الامر لغيرنا لا حاجة بامرك فابوا عليه۔

فلما صدر الناس رجعت بنو عامر الی شيخ لهم

مسلم بن شہاب زہری سے روایت ہے کہ آپ بنو عامر بن صعصعہ کے قبیلہ کے پاس تشریف لائے اور خدا کیطرف ان کو دعوت دی اور اپنا آپ پیش کیا ایک آدمی اُن میں بحیرہ فراس کے نام سے مشہور تھا۔ اُسنے کہا کہ اگر یہ قریشی جوان میری ساتھ ہو جائے تو میں سارے عرب کو کھا جاؤں (یعنے رام کر لوں) پھر وہ آپ سے کہنے لگا کہ اگر ہم تیرے تابعدار ہوں اور پھر خدا تیری مخالفوں کے خلاف مدد کرے (یعنے تو غالب ہو جائے تو ایسی صورت میں) حکومت ہمارے نام ہوگی۔ آپنے فرمایا کہ یہ خدا کا کام ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ پھر وہ بولا کہ ہم تو اپنے سینے تیری خاطر عرب سے چھلنی کرائیں اور جب غالب ہوں تو حکومت ہمارے غیر لیجائیں پھر ہمکو تمہاری تابعداری کی ضرورت نہیں۔ اسی بنیاد پر یہ لوگ آپ سے منکر ہو گئے جب میلا بکھر گیا تو بنو عامر اپنے ایک بوڑھے ضعیف کے پاس پہنچے

| | |
|---|---|
| قد کانت ادرکتہ السنّ حتے لا یقدر علی ان یوافی معہم الموسم فکانوا اذا رجعوا الیہ حدّثوہ بمایکون فیہ ذٰلک الموسم فلما قدموا علیہ ذلک العام سالھم عمّا کان فی موسمہم فقالوا جاءنا فتیً من قریش احد بنی عبد المطلب یزعم انہ نبی ویدعوا لی ان نمنعہ ونقوم معہ ونخرج بہ معنا الی بلادنا۔ | کہ جوانی پیرانہ سالی کے سبب انکے ساتھ میلے نہیں جاسکتا تھا۔ جب کبھی یہ لوگ اس کے پاس واپس آتے تو میلے کے تمام کوایف اُس سے سُناتے اور بیان کرتے۔ اب کے سال جب وہ واپس آئے تو اُسنے اُن سے اس کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ (اب کے سال) ہمارے پاس قبیلہ عبد المطلب کا ایک قریشی جوان آیا اور اُسنے بیان کیا کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ اور اُس نے ہم سے چاہا کہ ہم اس کی حمایت کریں اور اس کے ساتھ ہوکر اپنے ہی شہروں پر یورش کریں۔ |
| کذٰلک کان رسول اللہ یعرض نفسہ فی المواسم اذا کانت علی قبایل العرب یدعوھم الی اللہ ویخبرھم انہ نبیٌ مرسل ویسألھم ان یصدقوہ ویمنعوہ حتی یبین عن اللہ مابعثہ بہ | غرضکہ اسیطرح آپ میلوں میں اپنا آپ قبائل عرب کے پیش کرتے اور خدا کی طرف اُن کو دعوۃ دیتے اور انکو بتاتے کہ میں نبی رسول ہوں اور آپ اُنسے چاہتے کہ میری تصدیق کرو اور حمایت کرو کہ میں جو کچھ خدا سے لایا ہوں اس کو کھول کر بیان کروں۔ |

## چھٹا عام خطبہ

| | |
|---|---|
| عن عمرو بن قتادہ الظفری عن اشیاخ من قومہ قالوا قدم سُوَیدُ بن صامت اخو بنی عمرو بن عوف مکۃ حاجًا او معتمرًا قال وکان سُوَید نمایسمیہ قومہ فیھم | عمرو بن قتادہ ظفری اپنی قوم کے شیوخ سے روایت کرتا ہے کہ سوید بن صامت عمرو بن عوف کا بھائی مکہ میں حج یا عمرہ کے لئے آیا۔ سوید کو اس کی قوم کے لوگ اس کی ہوشیاری شعر اور شرف |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| الکامل لجلدہ وشعرہ ونسبہ و | نسب کے سبب سے کامل کے نام سے موسوم |
| شرفہ وھو الذی یقول ؎ | کرتے۔ یہ شعر اُسی کے ہیں۔(ترجمہ اشعار) |
| الا ربّ من تدعو صدیقاً ولوتری | بہت سے لوگ ایسے ہیں جنکو تم صدیق سمجھتے ہو۔لیکن پیٹھ |
| مقالتہ بالغیب ماءک مایفری | پیچھے وہ تمہارا پانی گندہ کرتے ہیں (یعنی تمہاری ہجو کرتے ہیں |
| مقالتہ کالشحم ما کان شاھداً | اسکی تمہارے سامنے کی باتیں چربی کی سی (چرب) ہوتی |
| وبالغیب ماثور علی ثغرۃ النحر | ہیں۔ پیٹھ پیچھے وہ باتیں بیان کرتا ہے جو عیب کو |
| بیان کرنا۔ یسرّک بادیہ وتحت ادیمہ | ظاہر کریں۔اسکا ظاہر تمکو خوش کرتا ہی۔مگر اسکے اندر چغلی |
| نمیمۃ غشّ تبتری عقب الظّھر | اور غیبت کا کھوٹ ہی جو بعد میں خراب ظاہر ہوگا۔ |
| تبین لک العینان ما ھو کاتم | اسکی شرارت انگیز نظر اس کی دونوں آنکھوں سے اُس کے |
| ومن اجنّ بالبغضاء والنظر الشزر | چھپے ہوئے بغض اور شرارت کو تمہارے سامنے ظاہر کر رہی ہیں |
| فرشتنی بخیر طال ما قد بریتنی | جب تک تم مجھ سے نیک سلوک کرتے رہے تو گویا میرے لئے نیکی |
| وخیر الموالی من یریش ولا یبری | کا فرش کر دیا۔(اسواسطے) بہتر دوست وہی ہے جو نیکی کرے |
| | اور برائی نہ کرے۔ |
| مع اشعار لہ کثیرۃ یقول لھا۔ قال ابن | علی ہذا القیاس اسکے اور بھی بہت سے شعر ہیں |
| قتادۃ فتصدی لہ رسول اللہ حین | قتادہ کہتا ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے اس کا |
| سمع بہ فدعاہ الی اللہ والی الاسلام | آنا سُنا تو آپ اُس کے پاس تشریف لے گئے |
| قال فقال لہ سوید فلعل الذی معک | اور اسلام اُس کے سامنے پیش کیا۔سوید نے |
| مثل الذی معی فقال لہ رسول اللہ | کہا کہ شائد تیرے پاس وہی ہو جو میرے پاس ہے |

ثغرۃ مغاکچہ سینہ تنثر کہ جائے نحر است ۱۲ منتہی الارب ثغرۃ النحر گویا وہ باتیں جو عیب ظاہر کریں۔جس جگہ سے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ وہاں ایک چھوٹا سا گڑھا ہوتا ہے۔اس کو ثغرۃ النحر کہتے ہیں۔ ہموار کے مقابل نشیب ایک عیب ہے۔اسواسطے عیب کو ثغرۃ النحر سے اہل عرب تعبیر کرتے ہیں ۔ ۱۲

Marfat.com

وما الذی معك قال مجلة لقمان يعني حكمة لقمان فقال رسول الله ﷺ اعرضها علیّ فعرضها عليه فقال إنّ هذا الكلام حسن معی افضل من هذا قران انزله الله علیّ هدی ونورٌ فتلا عليه رسول الله القرآن ودعاه الی الاسلام فلم يقبل منه وقال ان هذا القول حسن ثم انصرف عنه وقدم المدينة فلم يلبث ان قتله الخزرج۔

آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس کیا ہے۔ اُس نے کہا نے کہا کہ لقمان کی حکمت آپنے فرمایا کہ اسکو میرے سامنے بیان توکرو۔ چنانچہ اُس نے بیان کیا۔ آپنے فرمایا کہ یہ جو آپنے بیان کیا ہے اچھا ہے لیکن میرے پاس اس سے بھی اچھا قرآن ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے میرے پر نازل کیا وہ ہدایت اور نور ہے راوی کہتا ہے کہ آپنے اسکو قرآن شریف پڑھ کر سنایا اور اور اسلام کی دعوۃ دی۔ لیکن اُسنے نہ مانا۔ ہاں اتنا ضرور کہا کہ بہت اچھا کلام ہے اور واپس مدینہ میں چلا گیا۔ تھوڑا عرصہ نہیں گزرا تھا۔ کہ اس کو قبیلہ خزرج کے لوگوں نے قتل کردیا

## ساتواں خطبہ قبل از ہجرت

فلمّا اراد الله عزّ وجلّ اظهار دينه واعزاز نبيه وانجاز موعده له خرج رسول الله صلعم فی الموسم الذی لقی فيه النفر من الانصار فعرض نفسه علی قبائل کما کان يصنع فی کل موسم فبينا هو عند العقبة اذ لقی رهطا من نفر من الخزرج

جب خداوند جل وعلا نے دین کا غلبہ اور اپنے نبی کی عزت اور اپنے وعدہ کے پورا کرنے کا ارادہ کیا۔ تو آنحضرت صلعم حسب دستور اس میلہ میں تشریف لے گئے۔ جس میں آپ انصار کے لوگوں سے ملے تو اپنا آپ اُن کے سامنے پیش کیا۔ جیسا کہ آپ ہمیشہ ہر ایک میلہ میں کیا کرتے۔ اس اثناء میں کہ آپ عقبہ میں تھے آپکے ایک گروہ خزرج کا ملا۔ جونہی آپکی نظر انپر پڑی تو

Marfat.com

قال اراد الله بهم خيرًا لما لقيهم
رسولُ الله - قال لهم من انتم قالوا
نفر من الخزرج اَمِن موالى يهود
قالوا نعم - قال افلا تجلسون حتّٰى
اُكلّمكم قالوا بلى فجلسوا معه
فدعاهم الى الله عز وجلّ
وعَرَضَ عليهم الاسلام - وتلا عليهم
القرآن - وكان ممّا صنع الله لهم به
فى الاسلام - ان يهود كانوا معهم
ببلادهم وكانوا اهل كتاب
وعلم وكانوا اهل شرك اصحاب اوثان
وكانوا قد عزوهم ببلادهم فكانوا
اذا كان بينهم شئ قالوا لهم ان
نبيًا الآن مبعوث قد اظلّ
زمانه نتّبعه ونقتلكم معه
قتل عادٍ وارم فلمّا كلّم رسول الله
اُولٰئك النفر ودعاهم الى الله
قال بعضهم لبعض تعلمنّ والله انه
لَلنبى الذى توعدكم به يهود فلا
يسبقنكم اليه فاجابوه فيما دعاهم

آپ نے فرمایا کہ خداوند جل و علا ان سے بہتری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تب آپ نے پوچھا کہ آپ کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم قبیلہ خزرج کے لوگ ہیں۔ آپنے فرمایا کہ کیا یہود کے غلام ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آپنے فرمایا کہ آپ بیٹھتے نہیں کہ آپ سے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں تب سب لوگ بیٹھ گئے۔ آپنے ان کو خدا کی طرف دعوت دی اور دین اسلام پیش کیا۔ اور قرآن مجید پڑھکر سنایا۔ خدا نے انکو اسلام میں لانے کا یہ سبب کیا۔ کہ یہ لوگ ایسے تھے کہ جنکے ساتھ انکے شہر میں یہود رہتے اور وہ اہل کتاب اور اہل علم مشرک اور انکے شہروں میں بہت معزز گنے جاتے تھے۔ یہود اور ان لوگوں میں جب کوئی بات ہوتی تو یہود کہتے اب وہ نبی آنیوالا ہے۔ اس کا زمانہ اب سایہ افگن ہے۔ ہم اس کی تابعداری کرینگے اور تم سے عاد اور ارم والی لڑائیاں لڑینگے۔ جب آنحضرت صلعم نے اُن سے یہ بات کہی اور اللہ کی طرف ان کو دعوت دی تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے یارو معلوم رہے کہ اللہ کی قسم یہ وہی نبی ہے جس کا وعدہ تم سے یہود کرتے تھے۔ پھر ہم کیوں اُن سے سبقت نہ کریں۔ پس انہوں نے دین کو

الیہ بانّ صدّقوہ وقبلوہ منہ مَا عرض علیہم من الاسلام — قبول کیا اور تصدیق کی اور اسلام پر پختہ ہو گئے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے حضور علیہ السّلام کے جدّ و جہد سے وہ بھی دن آیا کہ مکہ معظمہ سے مٹھی بھر مسلمانوں کے علاوہ مفصّلات میں بھی یہ نور کام کرنے لگا۔
چنانچہ اگلے سال پھر یہ لوگ اور مسلمانوں کے ہمراہ مکہ میں آئے (یہی وہ سال ہے۔ کہ جس کے اندر حضور علیہ السّلام کو دولت معراج نصیب ہوئی) اور قریباً ستر مدنی آدمی عقبہ میں آپ کی خاطر جمع ہوئے۔ چنانچہ اپنے چچا عباس کی معیت میں اُن سے آکر ملے۔ اور اُن کو تبلیغ اسلام کی اور قرآن شریف سنایا۔ اس کے بعد سلسلہ گفتگو یہاں تک پہنچا کہ مدنی لوگوں نے آپ سے استدعا کی کہ آپ ہمارے شہر کو شرف اقامت بخشیں اور ہم ہر طرح سے آپ کی خدمت اور خاطر داری میں کوتاہی نہیں کرینگے آپ نے اظہار رضامندی کیا۔ مگر حضور علیہ السّلام کے چچا عباس لوگوں سے مخاطب ہو کر بولے اور آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ انکی عزت و حرمت اپنے قبیلہ میں کافی ہے۔ اب یہ قریش سے خفا ہو کر تمہارے ساتھ جانے کی بات تسلیم کر چکے ہیں کیا آپ لوگ بھی ان کی حفاظت اور خاطر میں ہمہ تن ساعی ہو گے؟ دیکھو اس وقت ان کی موجودگی کے سبب لوگ کسی قدر دبے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کہ جب آپ کے شہر میں چلے جائیں تو یہ لوگ زیادہ جوش میں آکر لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچائیں اور معاملہ طول کھیچے اور خونریزی تک نوبت پہنچے۔ تو اُسوقت تم لوگ ان کی مدد کے لئے تیار ہو جاؤ گے؟

براء بن معرور بولے کہ خدا کی قسم جو ہماری زبان پر وہی دل میں ہے۔ اور حضور علیہ السّلام سے مخاطب ہو کر بولے کہ جس قسم کا ہم سے عہد چاہتے ہیں

لے لیں۔ تب آپ نے فرمایا۔

یایعونی علی السمع والطاعة فی النشاط والکسل والنفقة فی العسر والیسر وعلی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر و ان تقولوا فی اللہ حق لا تخافون لومة لائم وعلی ان تنصرونی و تمنعونی بالحق اذا قدمت علیکم مما تمنعون منہ انفسکم وابناءکم وازواجکم۔

مجھ سے عہد کرو۔ میری بات کے سننے اور اطاعت کا۔ خوشی اور غم میں۔ اور خرچ اخراجات کا تنگی اور فراخی میں اور نیک اور بُرے کاموں کی نسبت میرے حکم کی تعمیل کا۔ اور سچی بات کہنے میں کسی کی پروا نہ کرنے کا۔ اور ضرورت کے وقت میری مدد کا۔ جبکہ میں تمہارے میں جا رہوں۔ اور میری حفاظت کا جسطرح کہ تم اپنی اور اپنے بال بچہ بیوی کی حفاظت کرتے ہو۔

براء بن معرور نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر ان تمام باتوں کی قسم اٹھائی۔ اور اس کے بعد کہا۔ کہ ایک میں بھی عرض کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کہو۔ براء نے کہا۔ کہ جب معاملہ لڑائی اور جہاد تک پہنچے۔ اس وقت ضرور ہے کہ خداوند جل وعلا آپ کی نصرت اور مدد کریں۔ اور آپ کو آپ کے دشمنوں پر فتح وظفر نصیب ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ آپ کو محبت وطن پھر مکہ کیطرف کشش کرے اور آپ ہم کو چھوڑ جائیں۔ آپؐ نے تبسم کیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔

انتم منی وانا منکم احارب من حاربتم واسالم من

تم میرے اور میں تمہارا جس سے تم لڑو گے اس سے میں بھی لڑونگا۔ جس سے تم صلح

Marfat.com

سالمتہم کروگے۔ اس سے صلح رکھونگا۔

اس عہد و پیمان کے بعد مدنی لوگ واپس چلے گئے۔ اور یہ معاملہ ماہ ذی الحجہ میں طے ہوا۔

مدنی لوگوں کے اسلام لانے کی خبر مکہ کے گلی کوچوں میں پھیل گئی چنانچہ اس کے تین ماہ بعد حضور نے ہجرت کی۔

اگرچہ تفصیل ہجرت ہمارے موضوع میں نہیں ہے۔ مگر سلسلہ کلام کے ربط کے لحاظ سے مختصراً اس کا ذکر بھی کیا جاتا ہے۔

جب اہل مدینہ نے آپ سے عہد و پیمان کر لئے۔ اور کفار مکہ کو یہ بات معلوم ہوگئی۔ تو وہ نہایت طیش سے ازخود رفتہ ہوگئے۔ اور نہایت پختگی اور مستعدی سے اسلام کی بیخکنی کے درپے ہوگئے۔ اور صحابہ کی جان و مال ہر طرح خطرہ میں پڑ گئی۔ اور جو بدسلوکی اُن سے ہو سکتی۔ ان بیچارے نومسلموں کے لئے عام کردی۔

تب حضور علیہ السلام نے صحابہ کو ہدایت کی کہ یکے بعد دیگرے مدینہ کو چلے جائیں۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے عالم رؤیا میں معلوم ہوا ہے۔ کہ ہم کسی نخلستان کی طرف ہجرت کریے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے جو بزرگ بہ تعمیل ارشاد حضور علیہ السلام عازم ہجرت ہوئے وہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابوبکر نے بھی آپ سے استدعا کی کہ مجھے بھی اجازت ہو کہ میں بھی چلا جاؤں۔ مگر آپ نے فرمایا۔ کہ ابھی ٹھہرو۔ امید ہے۔ کہ ہم بھی ہجرت کریں۔ اس بات کو حضرت ابوبکر نے سنکر دو اونٹ اپنے طویلہ میں ہر وقت تیار رہنے کے لئے حکم دیا۔ تاآنکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آیت رَبِّ

Marfat.com

ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدقٍ واجعل لی من لدنک سلطٰناً نصیرا۔ کے ماتحت ہجرت کا حکم آگیا۔ اُدھر کفار قریش نے بڑی ہوشیاری اور تیزی سے اس بات کا تہیہ کیا کہ محمد (صلعم) کا کسی ایسی طرح جھگڑا طے کریں کہ یہ خود کہیں مدینہ کو نہ چلے جائیں۔ اور پھر مدینہ والوں کی مدد سے ہمارے ساتھ چپقلش زیادہ کریں۔ چنانچہ دارالندوہ میں چالیس آدمی اس معاملہ کو طے کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ اور بڑی بحث تمحیص کے بعد طے پایا۔ کہ ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک آدمی شریک ہوکر بلوہ کا رنگ پیدا کریں۔ اور اس میں محمد (صلعم) کی جان کا فیصلہ کردیں۔ پھر بنو ہاشم کس کس سے لڑیں اور مطالبہ کرینگے۔ آخر معاملہ دیت پر طے ہوگا۔ جس کو ہم بطیب خاطر پورا کردینگے۔ اُدھر خداوند جل وعلا نے آپ کو اس منصوبہ کی آیت اذ یمکر بک الی آخرہ الایۃ کے ذریعہ اطلاع دی۔ اور جبرئیل علیہ نے یہ حکم واجب الاذعان آپ کو پہنچادیا۔ کہ ان اللہ یامرک بالھجرۃ۔

جب رات ہوئی تو کفار قریش نے اپنا کام کرنے کے لئے آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ تاکہ رات کو ہی آپ کا کام پورا کرلیں۔

چونکہ آپ کو انکی تمام منصوبہ بازیوں کی خبر تھی۔ آپ نے اپنی چارپائی پر اپنے پیارے بھائی علی علیہ السلام کو سونے کا حکم دیا۔ اور آپ بخوف وخطر آیت وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۔ پڑھتے ہوئے نکل گئے۔ اور ان بدنصیبوں کو خبر تک نہ ہوئی۔ کسی قدر دیر کے بعد کسی ایک نے کہا۔ کہ آخر اب کام کروگے بھی یا نہیں؟ تب انہوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ حبیب محمد صلعم امنہ اندھیرے یہاں سے

نکلے۔ تو اس وقت سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑیں اور اپنا کام پورا کریں۔

ایک بولا کہ وہ تو تمہارے بیچ میں سے ہوتے ہوئے چلدیئے۔ چنانچہ اس شبہ کے دور کرنے کیلئے انہوں نے خوابگاہ پر پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ حضرت علی رضؓ کی آنکھ کھل گئی۔ اور آپ نے زور سے فرمایا۔ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ سب نے آپ کی آواز کو شناخت کر کے کہا کہ اے علی محمدؐ کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے اس کو میرے سپرد کیا تھا۔ یہ بات سُنکر مارے غصہ کے دیوانے ہو گئے۔ اور چاہا کہ علی پر ہاتھ صاف کریں۔ مگر ابو جہل نے لوگوں کو روکا اور کہا کہ یہ بیچارہ اس کا دام افتادہ کچی عقل کا آدمی ہے۔

اُدھر حضور علیہ السلام دوپہر کے وقت حضرت ابو بکر کے مکان پر تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہاں کوئی غیر تو نہیں ہے۔ ابو بکر نے کہا۔ کہ میری دو لڑکیاں ہیں جن میں ایک آپ کی بیوی ہے۔ آپؐ نے ہجرت کا حکم سنایا۔ ابو بکر بولے الصحبة یا رسول اللہ۔ یعنی میں بھی جناب کے ہمرکاب جاؤنگا۔ جسکا جواب حضور نے اثبات میں دیا۔ اور کھانا وہاں ہی کھایا۔ اور رات کے لئے کھانا باندھ لیا گیا۔ آپؐ نے عبد اللہ بن ابو بکر کو بلا کر فرمایا۔ کہ تم دن کو یہاں ہی رہا کرو۔ اور رات کو کفار کی خبریں مجھے پہنچایا کرو۔ چنانچہ آپ پنجشنبہ کے روز ماہ ربیع الاوّل میں بعثت سے تیرھویں سال ابو بکر کی کھڑکی سے معہ ابو بکر کے نکل کر غار ثور کو سدھارے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے پاؤں مبارک سے چپلی اُتار دی اور محض انگلیوں کے بل چلکر غار ثور میں پہنچے۔ جس سے آپ کے پاؤں بھی زخمی ہو گئے۔ اور

لہ اکثر مورخین نے آپکا حضرت ابو بکر کے گھر سے رات کو وقت نکلنا اور تاریخ ۲۷ صفر سنہ نبوۃ روز پنجشنبہ لکھا ہے۔ منہ

Marfat.com

آخر حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو کندھوں پر اٹھالیا۔ ادھر قریش کی دوش چاروں طرف پھر رہی تھی۔ پہلے یہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے گھر پر گئے۔ اور آپ کی لڑکی سے دریافت کیا۔ کہ ابوبکر کہاں ہے۔ اُس نے کہا کہ مجھے کیا معلوم۔ وہ گھر میں اسوقت نہیں ہیں۔

ابوجہل نے غصہ سے اس بچہ کو ایسا طمانچہ مارا۔ کہ اس کی بالیاں گر گئیں۔ وہاں سے یہ لوگ بے نیل مرام چلے گئے۔ اور باہر جاکر اعلان کیا۔ کہ اگر کوئی شخص محمد (صلعم) کا صحیح پتہ دے گا۔ اس کو سو اونٹ انعام دیا جائیگا۔ اور خود بھی تلاش کرتے کرتے غار ثور تک پہنچے۔ اور سراغرساں نے کہا۔ کہ یہاں سے آگے آپ کا مقصد تجاوز نہیں کر سکتا۔ غار کے دروازہ پر پہنچے۔ تو وہاں کبوتری کے انڈے اور مکڑی کا جالا دیکھ کر مایوس ہو کر واپس آئے۔

حضرت ابوبکر کی یہ جاں نثاری اور ایثار اور اس گھڑی کی صحبت رسول پتہ دیتی ہے۔ کہ آپکو اس ہستی پاک سے کیسا دلی تعلق تھا۔ اور آپ کا فرزند عبداللہ دونوں وقت دودھ اور کھانا پہنچاتا۔ اور کفار کے اخبار بھی سناجاتا۔ اور تین روز وہ ایسا ہی کرتا رہا۔

اس موقعہ پر ہمارے شیعہ دوست ابوبکر کی اس خدمت عظمےٰ کو دیکھ کر آپے میں نہیں رہتے۔ اور لا تحزن ان اللہ معنا میں حُزن کے لفظ کو دیکھ کر آپ کے ایمان کو اشتباہ کی نظر سے دیکھتے۔ اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرتے ہیں۔ اس ناگوار قصہ کو ہم یہاں چھیڑنا نہیں چاہتے۔ ورنہ ہم حق رکھتے ہیں۔ کہ اُن سے دریافت کریں۔ کہ جبکہ حزن و ملال سے ابوبکر کا ایمان متزلزل دکھائی دیتا ہے۔ تو اس بزرگ ہستی کا کیا حال ہے۔ جو انگلیوں کے بل خوف

Marfat.com

کفار سے غار ثور تک پہنچا ہے۔ اور ہمارے امامیہ علما غالباً اس روایت کی تردید بھی نہیں کرسکتے۔

غرضکہ تیسرے روز علی الصباح غار ثور سے نکلکر دونوں صاحبوں نے ایک ہی اونٹ پر سوار ہوکر مدینہ کی طرف کوچ کیا۔

ایک اونٹ پر آپ اور ابوبکر سوار ہوئے۔ اور دوسرے پر عبداللہ[۱] بن اریقط و بلی اور عامر بن فہیرہ تھے۔ لکھا ہے کہ جب حضور کسیقدر مکہ سے دور نکل گئے۔ تو مکہ کی طرف منہ کرکے فرمایا۔ اے مکہ اللہ خوب جانتا ہے۔ کہ میں تجھے محبوب رکھتا ہوں اگر تیرے رہنے والے مجھے نہ نکالتے تو میں تجھے کبھی نہ چھوڑتا اور کسی اور شہر کو پسند نہ کرتا۔ میں تیری مفارقت کا رنج وغم دل میں لئے جاتا ہوں۔

یہ قافلہ دن رات سفر طے کرتا ہوا دوسرے روز دوپہر کو ایک جگہ جاکر سستانا گیا۔ اور اتر پڑا

حضرت ابوبکر نے وہاں ایک چمڑے کا ٹکڑہ نکالکر اس پر آپ کو استراحت کرنے کے لئے عرض کیا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کی آنکھ لگ گئی۔ اور ابوبکر ادھر اُدھر پھرنے لگے۔ اور اتفاقاً ایک قریشی چوپان سے مل گئے۔ جو وہاں بکریاں چراتا تھا۔ حضرت ابوبکر کا اس سے پہلے بھی کچھ تعارف تھا۔ اس سے تازہ دودھ بکری کا لیا۔ اور اس میں ٹھنڈا پانی ڈالکر حضور کے پیش کیا۔ اور آپ نے نوش فرمایا۔ پھر وہاں سے کوچ کیا۔ اور آخر منزل قُدَید پر جا اترے۔ جہاں ام معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ خیمہ زن تھی۔ آپ اس کے خیمہ میں مہمان ہوئے۔ مگر غریب

---

[۱] اسکو رستہ دکھانیکے لئے نوکر رکھ لیا گیا تھا ۱۲ منہ [۲] آپ عبدالرحمن ابوبکر کے غلام اور حضرت ابوبکر کی بکریاں چراتے اور غار میں ہر روز دودھ پہنچا تے ۱۲ منہ

Marfat.com

میزبان کے پاس مہماں نوازی کے لئے کچھ نہ تھا۔ جس کا اس نے مناسب الفاظ میں عذر کیا۔ آپ نے اس کے ایک گوشہ میں ایک لاغر بکری دیکھ کر فرمایا۔ کہ کیا یہ دودھ دیتی ہے۔ ام معبد نے عرض کی کہ خشک سالی کے سبب یہ بکری ایسی کمزور ہوگئی ہے۔ کہ ریوڑ کے ساتھ باہر نہیں جا سکتی۔ دودھ کا تو کیا ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اس سے دودھ دوہ لاؤں۔ اس نے کہا کہ میں قربان جاؤں۔ آپ کو اختیار ہے۔ چنانچہ آپ نے اللھم بارک فی شاتھا کہکر اس کا دودھ دوہنا شروع کیا۔ اور اس قدر دودھ نکلا۔ کہ ام معبد کا کنبہ اور مہماں اس کے دودھ سے سیراب ہوگئے۔ ام معبد نے جب یہ معجزہ مشاہدہ کیا۔ تو کہنے لگی۔ کہ حضور میرا ایک ہفت سالہ بچہ گونگا ہے۔ حضور اس کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہ وہ اچھا ہو جائے۔ آپ نے بچہ کو طلب فرمایا۔ اور دہان مبارک سے ایک کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالدی۔ اور وہ بچہ بولنے لگ گیا۔ وہ گٹھلی وہاں اُس نے دبا دی۔ جس سے ایک کھجور کا درخت وہاں پیدا ہو کر ایک عرصہ تک پھل دیتا رہا۔ اور پھر یہ مبارک قافلہ وہاں سے بھی چلدیا۔ ام معبد کا شوہر اکثم بن ابی الجون مکنّی بابو سعید جب گھر میں آیا۔ تو بکری کا دودھ اور بچے کا بولنا دیکھکر حیرت میں رہ گیا۔ ام معبد سے سارا قصہ اور اُن مہمانوں کا حلیہ سنکر متعجب ہوا۔ ام معبد نے جو حلیہ آپ کا اکثم کو سنایا۔ وہ اُسی کے الفاظ ہیں۔ ہم بغرض تازگی ایمان ناظرین لکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ اس نے کہا۔

| | |
|---|---|
| رَأیتُ رَجُلاً ظَاهِرَ | میں نے ایک خندہ پیشانی خوبرو دلربا چہرے والا |
| الوَضَاءَۃِ۔ اَبلجِ الوَجۡہِ حَسَنُ | خوش خلق آدمی دیکھا۔ نہ اس میں توند کا |
| الخُلُقِ۔ لَمۡ تَعِبۡہُ ثَجۡلَۃٌ | عیب اور نہ لاغر نحیف ہونے کا نقص (یعنی |

ث جل ۃ۔ کلانی و فراخی شکم ۱۲ منتہی الارب

| | |
|---|---|
| وَلَهُ يَزُرُّ بِهِ صَعْلَةٌ[1] - وَسِيمٌ | موزون اندام) خوبصورت - نہایت قبول صورت |
| قَسِيمٌ - فِي عَيْنَيْهِ دَعَجٌ - وَفِي | اس کی سرگیں آنکھیں - اُسکی پلکیں دراز - اس |
| أَشْفَارِهِ[2] وَطَفٌ[3] - وَفِي صَوْتِهِ | کی آواز صاف - گردن صراحی دار - گھنی ڈاڑھی - |
| صَحَلٌ - وَفِي عُنُقِهِ سَطَعٌ وَفِي | جب چپ ہوتا ہے - تو اس سے ایک |
| لِحْيَتِهِ كَثَاثَةٌ - أَزَجُّ[4] - أَقْرَنُ[5] - | وقار ظاہر ہوتا ہے - اگر بات کرتا ہے - تو |
| إِنْ صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ - وَإِنْ | اعلیٰ درجے کی - اور واضح اور صاف اور |
| تَكَلَّمَ سَمَا بِهِ - وَعَلَاهُ الْبَهَاءُ | روشن ہوتی ہے - |
| أَجْمَلُ النَّاسِ وَأَبْهَاهُمْ مِنْ | دور سے سب اونچا اور درخشاں نظر آتا ہے |
| بَعِيدٍ - وَأَحْسَنُهُ وَأَعْلَاهُمْ مِنْ | اور قریب سے نہایت خوبصورت اور سب سے |
| قَرِيبٍ - حُلْوُ الْمَنْطِقِ - فَصْلٌ | برتر - شیریں گفتار - واضح البیان |
| لَا نَزْرٌ - وَلَا هَذْرٌ - كَأَنَّ | نہ کم گو - نہ بیہودہ گو - اس کی بات گویا موتیوں |
| مَنْطِقَهُ خَرَزَاتُ نَظْمٍ | کی لڑی ہے جو یکے بعد دیگرے اوپر سے آہستہ |
| يَتَحَدَّرْنَ رَبْعَةً - لَا يُشْنَأُ[6] | آہستہ آرہے ہیں - جو طول کے عیب سے |
| مِنْ طُولٍ - وَلَا تَقْتَحِمُهُ | پاک ہوتی ہے - اس کے دیکھنے سے آنکھیں سیر |
| الْعُيُونُ مِنْ نَظَرٍ - | نہیں ہوتیں (یعنی کسی دوسری طرف نہیں جاتیں - |
| غُصْنٌ بَيْنَ غُصْنَيْنِ | زمندہ شاخ دو شاخوں (یعنی ترو تازہ) وہ اپنے |
| فَهُوَ أَنْضَرُ الثَّلَاثَةِ | تینوں ساتھیوں سے ترو تازہ چہرے والا اور عزت |
| مَنْظَرًا - وَأَحْسَنُهُمْ قَدَرًا - | وقدر میں اُنسے کہیں بہت بڑھا ہوا ہے - |

[1] ص ع ل ۃ - اے اصغر الراس ۱۲ [2] ای شفار عینیہ ای الشعر النابت بہا تہ تاریخ طلبیہ ۱۲ [3] وطف اے طول ۱۲ [4] ازج - ای رقیق طرف الحاجب ۱۲ [5] اے مقرون الحاجبین ۱۲ [6] اے لا تتجاوز ۱۲

لَہٗ رُفَقَاءُ یَحُفُّوْنَ بِہٖ۔ اس کے رفیق اس کے گرد وپیش رہتے ہیں۔
اِنْ قَالَ نَصَتُوْا لِقَوْلِہٖ۔ جب بولتا ہے۔ تو اس کی بات ہمہ تن گوش ہو کر
وَاِنْ اَمَرَ تَبَادَرُوْا بِاَمْرِہٖ۔ سنتے ہیں۔ اگر کوئی حکم دیتا ہے۔ تو اس کی جلد
مَحْفُوْدٌ۔ مَحْشُوْدٌ۔ لَاعَابِسٌ تعمیل کرتے ہیں۔ وہ مخدوم مطاع ہے۔ نہ
وَلَا مُفَنَّدٌ۔ ترشرو۔ نہ فضول گو۔

اس واقعہ کو سُنکر ابو سعید فوراً بال بچہ کو ساتھ لیجا کر مدینہ منورہ میں مشرف باسلام ہوا۔ ادہر قریش نے آپ کے اور آپ کے یار غار ابو بکر صدیق کے پکڑنے پر سو اونٹ کا انعام مشتہر کیا۔ بنی مدلج کے ایک نوجوان سراقہ نامی نے اس انعام کے حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کرکے آپ کا تعاقب کیا۔ ایک تیز گام گھوڑی پر مسلح ہو کر نکلا۔ حتیٰ کہ اُس نے آپ کو جالیا۔ مگر آپ نے کچھ بھی توجہ اس کی طرف نہ کی۔ اور فرمایا اللھم اکفنا بماشئت یعنی اے اللہ ہم کو اس کے شر سے محفوظ رکھ۔ سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں ایسے زمین میں گڑ گئے۔ کہ آخر ش پکار اُٹھا۔ کہ اے محمد مجھے چھوڑ دے۔ تاکہ میں تیرا تعاقب کرنے والوں کو روک دوں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ اللھم ان کان صادقاً فاطلقہٗ۔ یعنی اے اللہ اگر یہ سچا ہے تو اس کے گھوڑے کو نجات دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور سراقہ نے اپنی ترکش میں سے ایک تیر نکال کر آپ کو دیا۔ کہ آپ اس کو ہمراہ لیجائیں یہ میری ایک نشانی ہے۔ جو آپ میرے آدمیوں کو جو راستہ میں ملینگے۔ دکھا کر اُن سے ہر ایک طرح کی خدمت لے سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ صرف اس قدر چاہتا ہوں۔ کہ تم میرے راز کو مخفی رکھنا۔ اور کفار سے نہ بیان کرنا۔

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی آپ نے فرمایا۔ کہ کَیْفَ بِكَ اِذَا لَبِسْتَ سِوَارَیْ کِسْرٰی یعنی کیسا وقت ہوگا۔ کہ جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔

یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشینگوئی تھی۔ جو عہد فاروقی میں ایران کی فتح ہونے پر پوری ہوئی۔ اور حضرت عمر نے اسی کو یاد کر کے کسریٰ کے کنگن جو غنیمت میں آئے تھے۔ اس کے ہاتھ میں ڈال دئے۔

ان تمام واقعات سے سراقہ کو یقین ہو گیا۔ کہ آپ کا مظفر منصور ہونا اور اسلام کا غلبہ ضروری امر ہے۔ تب اُس نے خط امان کی درخواست کی اور اپنے فہیرہ رفیق راہ سے یہ سند لکھوا کر اس کے حوالے کی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یہ جوان سراقہ مشرف باسلام ہوا۔

حاصل کلام سراقہ وہاں سے واپس ہوا۔ اور لوگوں سے اس نے یہ ظاہر کیا۔ کہ وہ مجھے نہیں ملے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ اب تعاقب کی کوشش فضول ہے۔ وہ کہیں نہیں ملینگے۔ ابوجہل نے جب سراقہ کی یہ باتیں سنیں۔ تو تحقیراً یہ شعر سراقہ کی بابت اس کی زبان سے نکلے۔

بَنِیْ مُدْلِجٍ اِنِّیْ اَخَافُ سَفِیْھَکُمْ    او بنی مدلج والو میں تمہارے بیوقوف سراقہ سے
سُرَاقَةَ یَسْتَغْوِیْ بِنَصْرِ مُحَمَّدٍ    ڈرتا ہوں کہ وہ تمکو محمدؐ کی مدد پر برانگیختہ کر کے گمراہ
عَلَیْکُمْ بِہٖ اَنْ لَّا یُفَرِّقَ جَمْعَکُمْ    نہ کرے۔ دیکھو تم اس سے بچو۔ وہ تمہارے
فَتُصْبِحُ شَتّٰی بَعْدَ عِزٍّ وَسُوْدَدٍ    اتفاق کو کہیں کھو نہ دے۔ اور پھر تم متفرق ہو کر اپنی عزت اور سرداری کو کھو بیٹھو۔ سراقہ نے جب یہ دونو شعر سنے تو کلمۂ حق بر زبان جاری اس سے رہا نہ گیا۔ اور بول اٹھا۔

اَبَا الْحَکَمِ وَاللَّاتِ اِنْ کُنْتَ شَاھِدًا    او ابا الحکم (ابوجہل) قسم ہے لات کی۔ کہ اگر

لَامْرِ جَوَادِيْ اِذْ تَسِيْخُ قَوَائِمُهٗ — میرے گھوڑے کے پاؤں کا دھس جانا

عَجِبْتَ وَلَمْ تَشْكُكْ بِاَنَّ مُحَمَّدًا — دیکھتا۔ تو تجھے تعجب ہوتا۔ اور تجھے کوئی

نَبِيٌّ بُرْهَانٍ فَمَنْ ذَا يُكَاتِمُهٗ — شک نہ رہتا کہ محمد (صلعم) نبی صادق ہے

عَلَيْكَ بِكَفِّ النَّاسِ عَنْهُ فَاِنَّنِيْ — پھر کون ہے کہ اس کی نبوۃ کو چھپا سکے

اَرٰى اَمْرَهٗ يَوْمًا سَتَبْدُوْا مُعَالِمُهٗ — تجھے لازم ہے۔ کہ لوگوں کو اس سے روک

دے میں اسکے معاملہ کو دیکھ لیا ہے۔ کوئی دن جاتا ہے۔ کہ اس کے نشان صداقت ظاہر ہوا چاہتے ہیں۔

یہ مبارک قافلہ مسافت طے کرتا ہوا دور نکل آیا۔ اس انعام کا اشتہار بریدہ بن الحصیب اسلمی کو بھی پہنچ چکا تھا۔ وہ بھی اسی ٹوہ میں اس قافلہ کو آملا۔ اور آپ نے آتے ہی اس کا نام دریافت کیا تو آپ نے معًا اس کے نام سے تفاول لیا۔ اور فرمایا بَرَدَ اَمْرُنَا یعنی ہمارا معاملہ درست ہوگیا۔ اور اسلمی سے سَلِمْنَا۔ یعنی ہم نے سلامتی حاصل کی۔

یہ آپ کے برجستہ الفاظ بریدہ کے دل میں اتر گئے۔ اور متعجب ہوکر آپ کا اسم گرامی دریافت کیا۔ تو آپ نے جب بتلایا۔ تو وہ عاشقانہ رنگ میں بول اٹھا۔ اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله۔ اس کے ہمراہ یا اس کے زیر اثر قریبًا ستر آدمی اور تھے۔ جو سب کے سب مسلمان ہوگئے۔

علے الصباح کوچ کے وقت اس بزرگ نے اپنی پگڑی کو دو حصوں میں پھاڑ کر ایک حصہ کا جھنڈا بنا کر سواروں کے آگے آگے چلتا اور کہتا امن کا پادشاہ صلح کا حامی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دینے والا تشریف لا رہا ہے[1]

لہ ۔ اہل سیر بعض حدیثوں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ بریدہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بقیہ بر صفحہ ٦١)

Marfat.com

زبیر بن العوام یا طلحہ بن عبداللہ علی اختلاف الاقوال شام کی تجارت سے واپس آرہے تھے۔ کہ یہ بھی آپ سے ملے۔ اور حضور علیہ السلام اور حضرت ابوبکر کو سفید کپڑے پہنائے۔ اور انہوں نے ارادہ ظاہر کیا۔ کہ ہم بھی حضور کے ہمراہ مدینہ کو چلتے ہیں۔ مگر حضور نے اجازت نہ دی۔ اور فرمایا۔ کہ مناسب یہی ہے کہ تم پہلے مکہ میں جاؤ۔ اور پھر وہاں سے مدینہ کو آنا۔ ا

ادھر مدینہ منورہ میں بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ کہ کوکبہ نبوی بارادہ مدینہ آرہا ہے ہر روز لوگ استقبال کی غرض سے شہر سے نکلتے۔ اور دوپہر تک انتظار کرکے واپس ہوتے۔

آخر وہ دن مبارک بھی آگیا۔ کہ جب لوگوں نے دور سے سفید پوش سوارون کو آتے دیکھا۔ مدینہ والے جامے میں پھولے نہ سماتے اور انہوں نے مسلح ہوکر بمقام حرہ پہنچکر حضور کی قدمبوسی کی۔

تہنیت و تحیت والے ایک دوسرے پر گرے جاتے۔ جو کم و بیش پانسو آدمی تھے۔ بچے اور عورتیں کہتی تھیں۔ جاء نبی اللہ جاء رسول اللہ۔ اور کچھ عورتیں دف کے ساتھ کہہ رہی تھیں

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ ہمپر بدر کامل کا وداع کی گھاٹیوں سی طلوع ہوا۔
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَىٰ لِلّٰهِ دَاعٍ ہمپر اسکا شکریہ واجب ہے کہ اسنے خدا کیطرف ہمکو بلایا

---

(بقیہ صفحہ سابقہ) کہ تم میرے بعد خراسان کے ایک شہر میں جاؤ گے۔ جو میرے بھائی ذوالقرنین نے تعمیر کیا تھا۔ اور تم قیامت کے دن اہل مشرق کے سردار ہوگے۔ چنانچہ یہی بریدہ حضور کے بعد اسلامی غازیوں کے ہمراہ وارد مرو ہوا۔ اور وہاں ہی ان کا انتقال ہوکر محلہ نان بائیوں میں پیوند زمین ہوئے۔ ۱۲

Marfat.com

أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِيْنَا — اے وہ (بزرگ) جو ہم میں بھیجا گیا ہے۔
جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ — قابل تعمیل احکام کو لایا ہے۔

قبیلہ بنو نجار کی لڑکیاں کہتی تھیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ — ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں۔ اور ہمارا پڑوسی
وَحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ — محمدؐ رسول اللہ کیا خوب پڑوسی ہے۔

یہ ارجوزے آپ سنکر فرماتے اِنِّي اُحِبُّكُمْ یعنی میں تم کو دوست رکھتا ہوں۔ اور یہ الفاظ مکرر سہ کرر دھراتے۔ آپ نے مدینہ کی سیدھی سمت محلہ قبا کی طرف باگ موڑی۔ اور اس میں فروکش ہوئے۔ اور یہ تاریخ ۱۲۔ ربیع الاول ۱۳ھ نبوی دوپہر کا وقت اور پیر کا دن تھا۔ کہ جب رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین اس بستی پر سایہ افگن ہوئے

حضور علیہ السلام غار ثور سے نکل کر مندرجہ ذیل منازل پر مقام کرتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچے۔

(۱) اسفل عسفان (۲) اسفل امجؐ (۳) قدید (۴) الخرار (۵) ثنیۃ المرۃ (۶) لُقف (۷) لفت (۸) مدالہ لفت (۹) مدالہ مجاج۔ (۱۰) مرجح مداج (۱۱) مرجح ذی العضون۔ (۱۲) بطن ذی کید (۱۳) حدائد (۱۴) اَجَرَد (۱۵) ذی سلم از بطن اعدا (۱۶) عبابید (۱۷) القاحہ (۱۸) المنعرج (۱۹) ثنیۃ العایز (۲۰) بطن رئیم (۲۱) قبا۔

آپ قبا میں چند روز بانتظار حضرت علی قیام پذیر رہے حتے کہ حضرت علی آگئے۔ قبا میں آپ نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ جس کی قرآن شریف نے ان الفاظ میں تعریف بیان کی

Marfat.com

لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ رجال
یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المتطھرین ط

آپ نے جمعہ کے روز قبا سے مدینہ کی طرف کوچ کیا۔ بنی سالم بن عوف کے قبیلہ میں تب پہنچے۔ تو جمعہ کا وقت آگیا۔ وہاں کے۔ لوگوں نے پہلے ہی وہاں ایک مسجد بنا رکھی تھی۔ وہاں آپ نے خطبہ جمعہ فرمایا۔ اور نماز ادا کی خطبہ مندرجہ ذیل ہے۔

## آپ کا آٹھواں خطبہ

| | |
|---|---|
| اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْمَدُہٗ وَ | میں اللہ کی تعریف کرتا اور اسی سے مدد مانگتا اور |
| اَسْتَعِیْنُہٗ وَاَسْتَھْدِیْہِ + وَ | اسی سے طلب مغفرۃ اور طلب ہدایت کرتا ہوں۔ |
| اُؤْمِنُ بِہٖ وَلَا اَکْفُرُہٗ۔ وَاُعَادِیْ | اور اسپر ایمان لاتا اور اس کا کفران نہیں کرتا۔ جو |
| مَنْ یَّکْفُرُہٗ۔ وَاَشْھَدُ اَنَّ | اسکا کفران کرے اسکا دشمن ہوں۔ میں شہادت |
| مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط | دیتا ہوں کہ محمد (صلعم) اسکا بندہ اور رسول ہے۔ |
| اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی۔ وَالنُّوْرِ وَ | جس کو ہدایت نور اور موعظت دے کر بھیجا۔ |
| الْمَوْعِظَۃِ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ | (اور اُسوقت بھیجا) جبکہ ایک طویل زمانہ |
| وَقِلَّۃٍ مِّنَ الْعِلْمِ وَضَلَالَۃٍ | رسولوں پر گزر چکا تھا۔ اور علم اُٹھ گیا اور لوگوں |
| مِّنَ النَّاسِ وَانْقِطَاعٍ مِّنَ | میں ضلالت پھیل گئی۔ اور آخر زمانہ آگیا۔ اور |
| الزَّمَانِ وَدُنُوٍّ مِّنَ السَّاعَۃِ | قیامت قریب پہنچ گئی۔ اور مدت دنیا پوری |
| وَقُرْبٍ مِّنَ الْاَجَلِ + مَنْ یُّطِعِ | ہو چکی۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول |
| اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ | کی اطاعت کی۔ وہ ہدایت پا گیا۔ اور جسنے |
| وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَقَدْ غَوٰی + | ان کی نافرمانی کی۔ وہ گمراہ ہوا۔ اور حد سے بڑھ گیا |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| اور دور کی گمراہی میں مبتلا ہوا۔ | وَضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۔ |
| میں تم کو تقویٰ اللہ کی وصیت کرتا ہوں۔ | أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ فَاحْذَرُوا |
| تم ڈر جاؤ۔ خدا سے ڈرنے کی بہترین نصیحت | فَإِنَّهُ خَيْرُ مَا أَوْصَى بِهِ الْمُسْلِمُ |
| ہے جو ایک مسلم دوسرے مسلم کو کر سکتا ہے۔ اور اسکو | مُسْلِمًا أَنْ يَحُضَّهُ عَلَى الْآخِرَةِ۔ وَ |
| آخرت کیطرف متوجہ کرتا۔ اور اس کو خدا سے ڈرنے | أَنْ يَأْمُرَهُ بِتَقْوَى اللهِ فَاحْذَرُوا |
| کی نصیحت کرتا ہے تم اسیقدر خدا سے ڈرو جسقدر | مَا حَذَّرَكُمُ اللهُ مِنْ نَفْسِهِ ۔ وَلَا |
| خود اس نے قرآن شریف میں تمکو ڈرایا ہے۔ اس سے بہتر | أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ نَصِيحَةً ۔ وَلَا |
| کوئی نصیحت نہیں اور اس سے بہتر کوئی ذکر نہیں۔ | أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ذِكْرًا ۔ فَإِنَّ |
| خدا ترسی کا وہی شخص حق بجالاتا ہے جو ہیبت اور خوف | تَقْوَى اللهِ لِمَنْ عَمِلَ بِهِ عَلَى وَجَلٍ |
| پروردگار سے نیکی کرے (تقویٰ اللہ امر آخرت | وَمَخَافَةٍ مِنْ رَبِّهِ عَوْنُ صِدْقٍ |
| کے لئے سچا معاون ہے۔ | عَلَى مَا تَبْغُونَ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ۔ |
| جو شخص اپنے اور خدا کے درمیانی حقوق میں ظاہر | وَمَنْ يُصْلِحِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ |
| و باطن میں اصلاح کرے۔ اور اس کی نیت | اللهِ مِنْ أَمْرِهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ |
| اس سے بجز (رضا) خدا اور کچھ نہ ہو۔ تو دنیا | لَا يَنْوِي بِذٰلِكَ إِلَّا وَجْهَ اللهِ |
| میں نیک نام ہوگا۔ اور مرنے کے بعد۔ | يَكُنْ لَهُ ذِكْرًا فِي عَاجِلِ أَمْرِهِ وَ |
| جب کہ آدمی اعمال خیر کا محتاج ہوگا۔ زاد | ذُخْرًا فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ حِينَ |
| و ذخیرہ ہوکر اسکو ملیگا۔ اور اسکے علاوہ اگر | يَفْتَقِرُ إِلَى مَا قَدَّمَ وَمَا كَانَ مِنْ |
| اصلاح نہ کرے تو وہ بدیوں کے سبب سے چاہیگا | سِوَى ذٰلِكَ يَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهُ وَ |
| کہ اسمیں اور بدیوں میں ایک بڑا دراز فاصلہ ہو۔ | بَيْنَهَا أَمَدًا بَعِيدًا |
| اللہ تمکو اپنے احکام کی مخالفت سے ڈراتا ہے باوجودیکہ | وَيُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ وَاللهُ |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ + وَالَّذِیْ صَدَقَ | وہ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ اللہ نے اپنا کلام |
| قَوْلَهٗ وَاَنْجَزَ وَعْدَهٗ لَاخُلْفَ | سچا کر دکھایا۔ اس کے وعدہ میں کوئی خلاف |
| لِذٰلِكَ فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ عَزَّ وَجَلَّ | نہیں۔ وہ فرماتا ہے کہ میرا قول نہیں بدلتا۔ |
| مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا | کہ میرا قول نہیں بدلتا۔ اور میں اپنی بندوں |
| بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِیْ | پر ظلم نہیں کرتا۔ |
| عَاجِلِ اَمْرِكُمْ وَاٰجِلِهٖ فِی السِّرِّ وَ | پس تم لوگ ظاہر و باطن اب اور آئندہ ڈرتے |
| الْعَلَانِيَةِ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ | رہو۔ جو خدا سے ڈرتا ہے۔ خدا اس کے |
| عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا۔ | گناہ معاف کرتا اور بڑا اجر دیتا ہے۔ جو اللہ |
| وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا | سے ڈرا وہ بڑا کامیاب ہوا۔ |
| وَاِنَّ تَقْوَی اللّٰهِ يُوَقِّیْ مَقْتَهٗ وَ | (دیکھو) تقوی غضب الہی اور عذاب اور اسکی خفگی سے بچا لیتا ہے |
| يُوَقِّیْ عُقُوْبَتَهٗ ۔ وَيُوَقِّیْ سَخَطَهٗ ۔ وَ | خدا کا خوف (انسان کو) سرخرو کرتا۔ اور اس |
| اِنَّ تَقْوَی اللّٰهِ يُبَيِّضُ الْوُجُوْهَ وَيُرْضِی | کی رضا اور اعلے درجات کا مستحق بناتا |
| الرَّبَّ ۔ وَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ ۔ وَخُذُوْا | ہے۔ (نیک عمل کر کے جنت سے) اپنا حصہ |
| بِحَظِّكُمْ وَلَا تُفَرِّطُوْا فِیْ جَنْبِ اللّٰهِ | لو۔ اور احکام الہی میں افراط و تفریط نہ کرو |
| قَدْ عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ كِتَابَهٗ ۔ وَنَهَجَ لَكُمْ | خدا نے اپنی کتاب تم کو سکھا دی ہے |
| سَبِيْلَهٗ ۔ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ | اور اپنا راستہ بتلا دیا ہے۔ تاکہ سچے اور |
| يَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا۔ | جھوٹوں میں تمیز ہو۔ |
| فَاَحْسِنُوْا كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ | جس طرح اللہ نے تم سے بھلا کیا۔ تم بھی بھلا |
| اِلَيْكُمْ وَعَادُوْا اَعْدَاءَهٗ ۔ | کرو۔ اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کرو۔ |
| وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ | اور اس کے رستہ میں خوب کوشش کرو۔ |

Marfat.com

وَسَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ لِیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ بَیِّنَةٍ وَیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَاَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ ۔ وَاعْمَلُوْا لِمَا بَعْدَ الْیَوْمِ ۔ فَاِنَّهٗ مَنْ یُّصْلِحْ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ یَکْفِهِ اللّٰہُ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّاسِ ۔ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ یَقْضِیْ عَلَی النَّاسِ وَلَا یَقْضُوْنَ عَلَیْهِ وَیَمْلِکُ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَمْلِکُوْنَ مِنْهُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ ط

اور اُس نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ جس کی پاس بینہ یعنی ہدایت نہیں وہ ہلاک ہوا۔ اور جسکے پاس بیّنہ یعنی ہدایت ہے وہ زندہ ہوا کسی نیکی کی طاقت بجز اس کی مدد کے نہیں ہے اللہ کا بہت بہت ذکر کرو اور کل کے لئے عمل کرو۔ یعنی قیامت کے لئے۔ جو اپنے اللہ سے معاملہ درست کرے خدا اس کا معاملہ لوگوں سے درست کرنے کا خود کفیل ہے۔ کیونکہ خدا اپنی بندوں پر خود حاکم ہی اور اس پر کوئی حاکم نہیں۔ اللہ لوگوں کا مالک ہے۔ اسکا کوئی مالک نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بڑا ہے کسی نیکی کی قوت بجز امداد و توفیق الٰہی نہیں ہو سکتی

اس خطبہ عظیمہ کے وقت قریبًا سو آدمیوں نے آپ کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی۔

بعد از جمعہ حضور سوار ہوئے۔ اور ہر ایک قبیلہ کی تمنا تھی۔ کہ آپ ہمارے ہاں فروکش ہوں۔ آپنے فرمایا۔ کہ جہاں کہیں میری اونٹنی بیٹھے گی۔ وہی میری جگہ ہوگی۔ کیونکہ اونٹنی اس بات کے لئے مامور ہے۔ چنانچہ وہاں جاکر بیٹھ گئی۔ جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ اور پھر اٹھکر وہاں بیٹھی جہاں منبر نبوی ہے۔ یہ قطعہ زمین محدود بدیوار تھا۔ اور خزرج کے دو یتیم بچوں سہل اور سہیل بن رافع بن عمرو کی ملکیت تھا۔ اور زرارہ ان بچوں کے کفیل اور سرپرست تھے۔ اس بات کے معلوم ہونے پر آپ نے اس قطعہ زمین کی قیمت کوڑی کوڑی چکا دی۔

Marfat.com

اور چونکہ اس زمین کے ملحق ابو ایوب انصاری کا مکان تھا۔ اس واسطہ ابو ایوب نے حضرت کا سامان کجاوہ وغیرہ اٹھانے کی اجازت حاصل کر کے سب کچھ اپنے گھر میں لے گیا۔ اور نہایت خوش ہوا۔ لوگوں نے عرض کی کہ سامان وغیرہ رکھنے کی عزت تو ابو ایوب کو عطا ہوئی ہے۔ آپ اب فروکش ہمارے ہاں ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ المرء مع راحلہ یعنی جہاں سامان وہاں ہی سامان والا۔

غرضکہ یہ دولت حضرت ابو ایوب کو خدا نے عطا کی۔ کہ سرور دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ہاں مہمان ہوئے۔ اور سات ماہ تک آپ وہاں مقیم رہے۔

سب سے اوّلین خطبہ جو آپ نے مدینہ منورہ میں پڑھا وہ ان الفاظ میں مروی ہے

## نواں خطبہ

| | |
|---|---|
| قَامَ فِيهِمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ تَعْلَمُنَّ وَاللّٰهِ لَيُصْعَقَنَّ اَحَدُكُمْ ثُمَّ لَيَدَعَنَّ غَنَمَهٗ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهٗ رَبُّهٗ وَلَيْسَ لَهٗ تَرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ يَحْجُبُهٗ دُوْنَهٗ اَلَمْ يَاْتِكَ رَسُوْلِيْ فَبَلَّغَكَ وَ اٰتَيْتُكَ مَالًا وَاَفْضَلْتُ عَلَيْكَ فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ | آپ انمیں کھڑے ہوئے خدا کی تعریف اور ثنا جس کے وہ لائق ہے کی پھر فرمایا۔ اے لوگو قیامت کے لئے کچھ ذخیرہ آگے بھیجو یقیناً سمجھ لو اللہ کی قسم ہر ایک تم میں سے مرنے والا ہی۔ پھر تم دنیا کو اس طرح چھوڑو گے جسطرح بکریوں کا ریوڑ جسکا کوئی چرواہا نہیں پھر تمہارا خدا تم سے فرمائیگا۔ اور اس کا کوئی ترجمان اور حاجب نہیں ہوگا یعنی روبرو فرمائیگا۔ کہ میرا رسول تمہارے پاس نہیں آیا تھا کہ تم کو پہنچاتا یعنی میرے احکام اور میں نے تجکو مال دیا اور تجھ پر فضل کیا۔ تو اپنے لئے آگے کیا بھیجا۔ |

Marfat.com

فَلْيَنْظُرَنَّ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا ۔ فَلَا يَرٰى    تب آدمی سیدھے بائیں دیکھیگا۔ اور اس کو کچھ نظر
شَيْئًا ۔ ثُمَّ لَيَنْظُرَنَّ قُدَّامَهٗ فَلَا يَرٰى    نہ آئیگا۔ پھر سامنے دیکھیگا۔ تو اسے بجز جہنم
غَيْرَ جَهَنَّمَ ۔ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ    کچھ دکھائی نہ دیگا۔ جہانتک ہو سکے تم اپنے
يَّقِيَ وَجْهَهٗ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقٍّ    آپ کو جہنم سے بچالو۔ خواہ ایک کھجور کا ٹکڑا
تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ    خیرات کرنے کے ساتھ۔ اور جس کے پاس
فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ ۔ فَاِنَّ بِهَا    یہ بھی نہ ہو۔ تو وہ نیک بات ہی دوسرے
تُجْزَى الْحَسَنَةُ عَشْرَ    کو کہے۔ کیونکہ اس کا بدلہ دس گنا سے سات
اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ    سو تک ملنے والا ہے۔ تمہارے پر سلامتی
وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ    اور رحمت اور برکتِ خدا ہو۔

## دسواں خطبہ

قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ ثُمَّ خَطَبَ    ابن اسحاق نے کہا۔ کہ پھر آپ نے دوبارہ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ    لوگوں میں خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا۔ خدا کی ہی
فِي النَّاسِ مَرَّةً اُخْرٰى فَقَالَ    تعریف ہے میں اس کی تعریف کرتا اور اسی
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ    سے مدد چاہتا ہوں نفس کی شرارتوں اور
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا    برے عملوں سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں جسکو
وَسَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ    خدا ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا
اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ    اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں
فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۔ وَاَشْهَدُ    کرسکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ    خدا کے بغیر نہیں وہ اکیلا ہے اور کوئی

Marfat.com

لاشریک لہٗ اِنَّ اَحسَنَ الحَدِیثِ کِتَابُ اللہِ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَیَّنَہُ اللہُ فِی قَلْبِہٖ وَاَدْخَلَہٗ فِی الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْکُفْرِ وَاخْتَارَہٗ عَلیٰ مَا سِوَاہُ مِنْ اَحَادِیثِ النَّاسِ اِنَّہٗ اَحْسَنُ الْحَدِیثِ وَاَبْلَغُہٗ اَحِبُّوا مَا اَحَبَّ اللہُ ۔ اَحِبُّوا اللہَ مِنْ کُلِّ قُلُوبِکُمْ ۔ وَلَا تَمَلُّوا کَلَامَ اللہِ وَذِکْرَہٗ وَلَا تَقْسُ قُلُوبُکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْ کُلِّ مَا یَخْلُقُ اللہُ یَخْتَارُ وَیَصْطَفِی قَدْ سَمَّاہُ اللہُ خِیَرَتَہٗ مِنَ الْاَعْمَالِ وَمُصْطَفَاہُ مِنَ الْعِبَادِ وَالصَّالِحُ مِنَ الْحَدِیثِ وَمِمَّا اُوْتِیَ النَّاسُ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ ۔

فَاعْبُدُوا اللہَ وَلَا تُشْرِکُوا بِہٖ شَیْئًا وَ

شریک نہیں۔ سب سے اچھا کلام خدا کی کتاب ہے جس کے دل میں خدا نے اُس کتاب کو اتار دیا۔ اور اس کے ذہن نشین ہو گئی۔ اور جسکو خدا نے کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا۔ اور جسنے اُس کتاب کو لوگوں کی (بیہودہ) باتیں چھوڑ کر اپنا رہنما قرار دیا۔ وہ شخص ضرور کامیاب بامراد نجات یافتہ ہو گیا۔ خدا کی کتاب بہترین اور بلیغ کتاب ہے تم اُن چیزوں کو اپنا محبوب بناؤ۔ جنکو خدا نے پسند کیا ہے۔ تم سارے دل سے اللہ کی محبت اختیار کرو۔ خدا کے کلام اور اس کی یاد سے تھکو مت۔ اور اپنے دلوں کو (خدا کو بھولکر اور غفلت میں پڑ کر) سیاہ نہ کرلو۔ کیونکہ خدا نے سب چیزوں سے جو اُس نے پیدا کی ہیں اور پسند کی ہیں۔ نیک باتوں یا حلال وحرام یا اور بہترین عبادتوں سب سے اچھا اور برگزیدہ اور نیک اعمال میں سے سب سے افضل اپنا ذکر قرار دیا ہے۔

(دیکھو) خدا کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور

Marfat.com

| | |
|---|---|
| اتَّقُوهُ حَقَّ تُقَاتِہٖ | جہانتک ہوسکے اس سے ڈرتے رہو۔ اور |
| وَاَصْدِقُوا اللہَ صَالِحَ مَا | جو اچھی بات منہ سے نکالو۔ وہ اللہ کے |
| تَقُولُونَ بِاَفْوَاهِكُمْ | سامنے پوری کر دکھاؤ۔ اور باہم خدا کے |
| وَتَحَابُّوا بِرَوْحِ اللہِ | فضل سے دوست دوست بن جاؤ۔ |
| بَيْنَكُمْ اِنَّ اللہَ | خدا اُس سے بہت ناراض ہوتا ہے۔ جو |
| يَغْضَبُ اَنْ يُنْكَثَ | اپنے وعدے کو پورا نہ کرے۔ تمہارے پر |
| عَهْدُهٗ ـ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ (سیرۃ ابن ہشام) | سلامتی ہو۔ (سیرۃ ابن ہشام) |

اب جب حضور کی سکونت طیبہ میں مستقل طور پر ہوگئی۔ تو اس سے اگلے سال یعنے ۲ھ ہجرت میں حضرت علی کے نکاح کا بتول سے خطبہ آپ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمایا

## گیارھواں خطبہ

| | |
|---|---|
| اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ـ | سب تعریف اللہ کی ہے۔ وہ اپنی نعماء اور اپنی |
| اَلْمَحْمُودُ بِنِعْمَتِہٖ ـ | قدرت کے لحاظ سے قابل پرستش ۔ اور |
| اَلْمَعْبُودُ بِقُدْرَتِہٖ ـ | اپنے غلبہ اور قدرت کے سبب قابل |
| اَلْمُطَاعُ بِسُلْطَانِہٖ ـ | اطاعت ہے۔ وہ عذاب دینے کے سبب |
| اَلْمَرْهُوبُ مِنْ عَذَابِہٖ ـ | ایسی ذات ہے۔ کہ اس سے انسان ڈر جائے |
| اَلْمَرْغُوبُ اِلَيْہِ | جو کچھ اسکے پاس انعام و اکرامات ہیں۔ اس کے |
| فِيْمَا عِنْدَہٗ | سبب ایسی ذات ہے کہ انسان اس سے |
| اَلنَّافِذُ اَمْرُہٗ | دوستی اور محبت لگالے۔ وہ اپنے احکام |

فِیْ سَمَائِهٖ وَاَرْضِهٖ۔ اَلَّذِیْ
خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهٖ وَمَیَّزَهُمْ
بِحِکْمَتِهٖ وَاَحْکَمَهُمْ بِعِزَّتِهٖ
وَعَزَّهُمْ بِدِیْنِهٖ
وَاَکْرَمَهُمْ بِنَبِیِّهٖ مُحَمَّدٍ
ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ
جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ نَسَبًا لَاحِقًا
وَاَمْرًا مُفْتَرَضًا۔ سَنَخَ بِهَا الْاٰثَامَ
وَاَوْشَجَ بِهَا الْاَرْحَامَ وَاَلْزَمَهَا
الْاَنَامَ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ الَّذِیْ
خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا
وَّصِهْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا
فَاَمْرُ اللّٰهِ یَجْرِیْ قَضَاءَهٗ
وَقَضَاءُهٗ یَجْرِیْ اِلٰی قَدَرِهٖ
وَقَدَرُهٗ یَجْرِیْ اِلٰی اَجَلِهٖ فَلِکُلِّ
قَضَاءٍ قَدَرٌ وَلِکُلِّ قَدَرٍ اَجَلٌ
وَلِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ۔ یَمْحُو اللّٰهُ مَا
یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ
اُمُّ الْکِتَابِ
ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ

زمین و آسمان میں جاری کرتا ہے۔ اس نے اپنی
قدرت سے خلقت کو پیدا کیا (پھر انسان کو) اُن
میں سے ممیز کیا اور اپنی قوت کے سبب اُن کو
مضبوط کیا۔ اور اپنے دین اسلام ہی سے اسکو معزز
بنایا۔ پھر اپنے نبی محمد (صلعم) سے ان کی تکریم کی
پھر وہ خدا کہ جسنے مصاہرت کے تعلق کو داخل نسب
کیا۔ اور اس کو فرض ٹھہرایا جس سے برائیاں
زائل ہوتی اور رحم زینت حاصل کرتے ہیں۔ پھر
اس امر (یعنی صلہ رحم و مصاہرت) کو لوگوں کے
لیئے لازم حال کر دیا۔ چنانچہ فرمایا کہ وہ اللہ جس نے
انسان کو پانی سے پیدا کیا۔ پھر اس کے اجداد
اور ننہال بنائے۔ اور تیرا رب قادر ہے۔
اس کے ارادے قضا پر اور قضا مقدر پر جاری
ہوتی ہے۔ اور مقدر ایک مدت تک اثر ڈالتی
ہے۔ ہر ایک فیصلہ کے لیئے ایک حد ہے اور
ہر ایک حد کیلئے ایک وقت ہے۔ اور ہر ایک
وقت کے لیئے لکھا جا چکا ہے (پھر) خدا
جسکو چاہتا ہے۔ اسکو مٹاتا اور جس کو چاہتا
ثابت رکھتا ہے۔ اور ام الکتاب اسی کے
پاس ہے۔ بعد ازیں خدا نے مجھے حکم دیا کہ

أُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ وَقَدْ زَوَّجْتُهُ عَلَى أَرْبَعِمِائَةِ مِثْقَالِ فِضَّةٍ - أَرَضِيتَ يَا عَلِيُّ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيتُ عَنِ اللّٰهِ وَعَنْ رَسُولِهٖ فَقَالَ جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَكُمَا وَأَسْعَدَ جَدَّكُمَا وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَأَخْرَجَ مِنْكُمَا كَثِيرًا طَيِّبًا۔

فاطمہ کا علی سے نکاح کروں۔ اور میں نے اسکو چارسو مثقال کے مہر پر اس سے نکاح کر دیا۔ اے علی تو قبول کرتا ہے؟ حضرت علی نے کہا۔ کہ قبول ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے مطابق۔ پس آنحضرت نے (دعا کے طور پر) فرمایا۔ خدا تمہاری پریشانیاں دور اور تمہارا نصیبہ نیک کرے۔ اور تم دونوں میں برکت دے اور تم سے بہت سی پاک اولاد پیدا ہو۔

اس کے بعد آپ منبر سے اتر آئے۔ اور حضرت علی سے فرمایا۔ کہ بطور قبولیت تم بھی کچھ کہو۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شُكْرًا لِأَنْعُمِهٖ وَأَيَادِيهٖ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةً تَبْلُغُهُ وَتُرْضِيهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُزْلِفُهُ وَتُحْظِيهِ - وَالنِّكَاحُ مِمَّا أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ وَرَضِيَهُ وَمَجْلِسُنَا هٰذَا قَضَاهُ اللّٰهُ وَأَذِنَ فِيهِ - وَقَدْ زَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ابْنَتَهُ فَاطِمَةَ وَجَعَلَ صَدَاقَهَا دِرْعِي هٰذَا وَقَدْ رَضِيتُ بِذٰلِكَ

خدا اور اس کی نعماء و عنایات کا شکر ہے اور کوئی اللہ کے بغیر معبود نہیں۔ اور میں اس کی شہادت دیتا ہوں۔ جو پوری ہے اور اس کو راضی کرنیوالی ہے۔ اور ایسا درود بھیجے اللہ محمد صلعم پر جو اس کے مرتبہ اور مکان کو بلند کرے۔ اور نکاح ان چیزوں میں سے جس کا اس نے حکم دیا۔ اور اس سے خوش ہوا۔ (اور اسی واسطے اس نے ایسی مجلس کو جائز قرار دیا۔ رسول اللہ صلعم نے اپنی لڑکی فاطمہ کا مجھ سے نکاح کیا ہے اور میری یہ زرہ اس کا مہر ہے۔ اور میں اس پر راضی ہوں

Marfat.com

فَاسْئَلُوْہُ وَاشْهَدُوْا۔ تم لوگ آنحضرت سے پوچھ لو اور گواہ رہو۔

چنانچہ لوگوں نے حضور سے دریافت کیا۔ اور آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ اور یہ بابرکت محفل برخاست ہوئی۔

اسی سال میں اب حضور کو حکم الٰہی ان الفاظ میں آتا ہے۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ

اب لڑائی کی تیاریاں ہیں اور جہاد کا تہیہ۔ آپ کے صحابہ میں ایک نئی روح کام کرنے لگی۔ اور رگوں کے خون میں ایک طلاطم آگیا ہے۔ خدا کے وعدے پورے ہونے کے دن پیش نظر ہیں۔ چند چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے بعد غزوہ بدر کبریٰ کا معرکہ اُن حامیانِ اسلام کے پیش آتا ہے۔ اس لڑائی کے مفصل حالات غزواتِ نبوی میں لکھے جا چکے ہیں

ابوجہل بڑے جوش و خروش سے اپنی صفوں کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے۔

یَا رَبِّ انْصُرْ مَنْ اَحَبَّ مِنَ الْفِئَتَیْنِ اِلَیْكَ۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا دِیْنُنَا الْقَدِیْمُ وَدِیْنُ مُحَمَّدٍ الْحَدِیْثُ۔ فَاَیُّ الدِّیْنَیْنِ كَانَ اَحَبَّ اِلَیْكَ وَاَرْضٰی عِنْدَكَ فَانْصُرْ اَهْلَهُ الْیَوْمَ۔ اے خدا۔ جو گروہ تیرا محبوب ہے دونوں میں سے۔ اس کی مدد فرما۔ اے اللہ ہمارے رب ہمارا دین قدیم ہے اور محمد کا دین نیا پس جو دونوں دینوں میں سے تجھے پسند ہے۔ اور تیرے نزدیک بہتر ہے۔ آج اُس کی مدد فرما۔

یہ گویا بدنصیب ابوجہل نے خود ہی ایک مباہلہ کا رنگ اختیار کر لیا ہے گویا اپنے معدوم ہونے کی خود پیغمبر علیہ السلام کے مقابلہ میں دعا کی

ادھر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام نے اپنے لشکر کا جائزہ لیکر

اور صف بندی کر کے مندرجہ ذیل خطبہ دیا۔

## بارھواں خطبہ

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَحُثُّكُمْ عَلَى مَا حَثَّكُمُ اللهُ عَلَيْهِ۔ وَأَنْهَاكُمْ عَمَّا نَهَاكُمُ اللهُ عَنْهُ۔ فَإِنَّ اللهَ عَظِيمٌ شَانُهُ يَأْمُرُ بِالْحَقِّ وَيُحِبُّ الصِّدْقَ ۔ وَيُعْطِي عَلَى الْخَيْرِ أَهْلَهُ۔ أَعْلَى مَنَازِلِهِمْ عِنْدَهُ بِهِ يُذْكَرُونَ وَبِهِ يَتَفَاضَلُونَ ۔ وَإِنَّكُمْ قَدْ أَصْبَحْتُمْ بِمَنْزِلٍ مِنَ الْحَقِّ لَا يَقْبَلُ اللهُ فِيهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ۔ وَإِنَّ الصَّبْرَ فِي مَوَاطِنِ الْبَأْسِ مِمَّا يُفَرِّجُ اللهُ بِهِ الْهَمَّ۔ وَيُنَجِّي بِهِ مِنَ الْغَمِّ تُدْرِكُونَ بِهِ النَّجَاةَ فِي الْآخِرَةِ فِيكُمْ نَبِيُّ اللهِ يُحَذِّرُكُمْ فَاسْتَحْيُوا الْيَوْمَ أَنْ يَطَّلِعَ اللهُ عَلَى شَيْءٍ مِنْ أَمْرِكُمْ يَمْقُتُكُمْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يَقُولُ

حمد و صلوۃ کے بعد واضح ہو۔ کہ میں تم کو انہیں باتوں پر تیار کرتا ہوں جسپر اللہ تعالیٰ نے تمکو تیار کیا ہے۔ اور اُن باتوں سے منع کرتا ہوں جس سے اُسنے منع کیا ہے۔ اللہ بڑی شان کا مالک ہے۔ سچ کا حکم دیتا اور سچ کو پسند کرتا نیکی کرنیوالوں کو اپنے قرب کے اعلیٰ منازل عطا فرماتا ہے۔ اسی کا ذکر اور اسی سے حصول فضل ہے۔ دیکھو تم سچائی کے چٹان پر کھڑے ہو۔ کوئی عمل قبول نہیں ہو سکتا۔ جبتک محض اس کی رضا کے لئے نہ کیا گیا ہو۔ لڑائی کے موقعوں پر صبر سے کام کرنا ہی ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جس کے ساتھ اللہ ہم و غم سے نجات بخشتا ہے۔ اور اسی سے تم آخرت میں نجاۃ پاؤ گے۔ تمہارے میں خدا کا نبی ہے۔ اور تم کو ڈرا رہا ہے۔ (دیکھو آج تم کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھنا۔ کہ جس سے خدا کا غضب بھڑک اُٹھے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے۔ کہ خدا کا

Marfat.com

لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ۔ اُنْظُرُوْا اِلَى الَّذِیْ اَمَرَكُمْ بِهٖ مِنْ كِتَابِهٖ وَاَرَاكُمْ مِنْ اٰيٰتِهٖ وَمَا اَعَزَّكُمْ بِهٖ بَعْدَ الذِّلَّةِ فَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ يَرْضَ رَبُّكُمْ عَنْكُمْ وَاَبْلُوْا فِیْ هٰذِهِ الْمَوَاطِنِ اَمْرًا تَسْتَوْجِبُوْا بِالَّذِیْ وَعَدَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهٖ وَمَغْفِرَتِهٖ۔ فَاِنَّ وَعْدَهٗ حَقٌّ وَقَوْلَهٗ صِدْقٌ۔ وَعِقَابَهٗ شَدِيْدٌ۔ وَاِنَّمَا اَنَا وَاَنْتُمْ لِلّٰهِ الْحَیِّ الْقَيُّوْمِ اِلَيْهِ اَلْجَاْنَا ظُهُوْرَنَا وَبِهٖ اعْتَصَمْنَا وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِیْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ +

خدا کا غضب اور غصہ تمہاری جانوں پر اپنے غضب سے زیادہ خطرناک ہے۔ (دیکھو) اس ذات کا خیال رکھو جس نے تمکو اپنی کتاب میں حکم دیئے۔ اور اپنی نشانیاں دکھلائیں۔ اور تم کو ذلیل سے عزیز بنایا۔ اسی کتاب کو مضبوط تھامے رہو تاکہ تمہارا خدا تمہارے سے خوش ہو۔ اس موقعہ پر خدا کے سامنے ایسے معاملات پیش کرو جن سے وہ اپنی مغفرت اور رحمت کے وعدے پورے کرے۔ اس کے وعدے سچے اور اس کی باتیں سچی ہیں۔ اور اس کا عذاب بہت سخت ہی ہیں اور تم سب خدا کے لئے ہیں۔ اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ اور اسی کی مدد اور اسی پر توکل اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ مجھے اور تمام مسلمانوں کو معاف کرے۔

حدیث کی کتابوں میں اس واقعہ بدر کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور بدر کی لڑائی کا ہو بہو نقشہ کھینچکر آپ کی دعاؤں کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو آپنے عین لڑائی کے وقت میں کیں۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ كَانَتْ وَقْعَةُ الْبَدْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صُبْحَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

ابوجعفر کہتا ہے کہ بدر کی لڑائی کی ابتدا اعلی الصباح بروز جمعہ ۱۷ ماہ رمضان ۲ھ کو واقعہ ہوئی۔

Marfat.com

| | |
|---|---|
| عَنْ حَبَّانَ ابْنِ وَاسِعٍ عَنْ اَشْيَاخٍ | حبان بن واسع اپنی قوم کے بوڑھے لوگوں سی |
| مِنْ قَوْمِهٖ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم | بیان کرتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم بدر کے دن |
| عَدَّلَ صُفُوْفَ اَصْحَابِهٖ يَوْمَ بَدْرٍ | صحابہ کی صفیں درست کرکے جھونپڑی کی |
| وَرَجَعَ اِلَى الْعَرِيْشِ وَدَخَلَهٗ وَمَعَهٗ | طرف واپس تشریف لائے۔ اور اس کے |
| فِيْهِ اَبُوْبَكْرٍ لَيْسَ مَعَهٗ فِيْهِ غَيْرَهٗ | اندر داخل ہوگئے۔ اور آپ کے ساتھ حضرت |
| وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | ابوبکر بھی تھے۔ رسول اللہ صلعم خدا کی درگاہ |
| يُنَاشِدُ رَبَّهٗ مَا وَعَدَهٗ مِنَ النَّصْرِ | میں وعدہ نصرت کے ایفاء کے لئے عرض |
| وَيَقُوْلُ فِيْمَا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ | کرتے اور فرماتے۔ اے اللہ اگر تو اس چھوٹی |
| اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ الْيَوْمَ | جماعت اہل اسلام کو آج ہلاک کردے گا۔ |
| يَعْنِي الْمُسْلِمِيْنَ لَا تُعْبَدُ بَعْدَ الْيَوْمِ | تو آج کے بعد تیری پرستش نہ ہوگی۔ حضرت |
| وَاَبُوْبَكْرٍ يَقُوْلُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَكْتَفِ | ابوبکر فرماتے یارسول اللہ آپ تھوڑی دعا پر اکتفا |
| بَعْضَ مُنَاشَدَتِكَ رَبَّكَ فَاِنَّ اللّٰهَ | کریں۔ کیونکہ اللہ پاک اپنا وعدہ تجھ سے پورا کریگا |
| عَزَّ وَجَلَّ مُنْجِزٌ لَكَ وَعْدَهٗ - وَعَنْ | عمر بن خطاب کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ فرماتے ہیں |
| ابْنِ خَطَّابٍ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اَللّٰهُمَّ | اے اللہ اپنا وعدہ جو مجھ سے ہے پورا کر۔ |
| اَنْجِزْ لِيْ مَا وَعَدْتَنِيْ - اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ | اے اللہ اگر یہ چھوٹا گروہ اسلام والوں کا آج ہلاک |
| هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا | ہوگیا۔ تو پھر تیری پرستش نہ ہوگی۔ آپ یہی |
| تُعْبَدُ فِي الْاَرْضِ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى | دعا کرتے رہے۔ یہانتک کہ آپ کی چادر شانوں |
| سَقَطَ رِدَاءَهٗ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ فَوَضَعَ رِدَاءَهٗ | سے گر پڑی۔ ابوبکر نے آپ کی چادر اٹھا کر آپ |
| عَلَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهٗ مِنْ وَرَاءِهٖ ثُمَّ قَالَ | کے شانوں پر رکھدی۔ اور پیچھے ہو کر کہا۔ |
| كَفَاكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ | یارسول اللہ بس کریں ماں باپ آپ پر قربان ہوں |

Marfat.com

مناشدتک ربک فانہ سینجز لک ما وعدک فانزل اللہ تبارک وتعالیٰ اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ مردفین ط

جو دعائیں آپ جناب الٰہی میں کر چکے ہیں وہ کافی ہیں۔ وہ اپنا وعدہ آپ سے پورا کریگا پھر یہ آیت اذ تستغیثونی الخ۔ نازل فرمائی۔

عن ابن عباس ان النبی صلعم قال وھو فی قبۃ یوم بدر۔ اللھم انی اسئلک عھدک ووعدک اللھم ان شئت لم نعبد بعد الیوم فاخذ ابو بکر بیدہ فقال یا نبی اللہ فقد الححت علی ربک وھو فی الدرع فخرج وھو یقول سیھزم الجمع ویولون الدبر بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر۔ ثم اتی رسول اللہ الی الناس فحرضھم ونفل کل امرئ منھم ما اصاب وقال والذی نفس محمد بیدہ لا یقاتلھم الیوم احد فیقتل صابرا

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم بدر کے روز اپنی جھونپڑی میں یوں دعا فرماتے تھے۔ ای اللہ میں تیرے عہد اور وعدہ کا سوال کرتا ہوں کہ (پورا کر) اے اللہ اگر تو نے (مسلمانوں کو آج ہلاک کرنا) تو آج کے بعد تیری عبادت نہ ہوگی۔ ابوبکر نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یا رسول اللہ آپ بہت کچھ الحاح اپنے رب سے کر چکے۔ اور آپ زرہ پہنے ہوئے تھے پھر آپ باہر تشریف لائے اور فرما رہے تھے سیھزم الجمع ویولون الدبر الخ۔ پھر آپ لوگوں کے پاس آئے۔ اور ان کو تحریض جنگ دلائی۔ اور عطا کیا ان کو جو کچھ کہ پایا پھر فرمایا قسم ہے اس اللہ کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ کہ جو شخص آج کفار سے لڑا اور صبر سے اور

Marfat.com

مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَیْرَ مُدْبِرٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ۔ فَقَالَ عُمَیْرُ بْنُ الْحَمَامِ اَخُوْ بَنِیْ سَلَمَةَ وَفِیْ یَدِہٖ ثَمَرَاتٌ یَاکُلُهُنَّ بَخٍ بَخٍ فَمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا اَنْ یَقْتُلَنِیْ هٰؤُلَاءِ ثُمَّ قَذَفَ الثَّمَرَاتِ مِنْ یَدِہٖ وَاَخَذَ سَیْفَهٗ فَقَاتَلَ الْقَوْمَ حَتّٰی قُتِلَ وَهُوَ یَقُوْلُ۔

ثواب کی نیت پر کفار کے مقابلہ پر جمار اور پیٹھ نہ پھیری۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں داخل کریگا۔ عمیر بن حمام جو قبیلہ بنی سلمہ سے تھا۔ اور اسکے ہاتھ میں کھجوریں تھیں۔ جو کھا رہا تھا۔ بولا واہ واہ (یا رسول اللہ) تو پھر میری ہیں اور جنت میں اسیقدر فاصلہ ہے۔ کہ یہ لوگ مجھے قتل کردیں۔ (یہ کہکر کھجوریں پھینک دیں) اور تلوار سنبھالی اور کفار سے لڑ تا رہا حتّٰے کہ قتل ہوگیا۔ اور وہ مرتا ہوا کہتا تھا۔

رَاکِضًا اِلَی اللّٰهِ بِغَیْرِ زَادٍ ۔ تقوٰے اور نیک اعمال اور جہاد
اِلَّا التُّقٰی وَعَمَلَ الْمَعَادِ ۔ کے (مصائب) پر صبر کئے بغیر اللہ کیطرف
وَالصَّبْرُ فِی اللّٰهِ عَلَی الْجِهَادِ ۔ قدم اٹھانا بہت مشکل ہے۔ ہر ایک
وَکُلُّ زَادٍ عُرْضَةُ النَّفَادِ ۔ زاد بجز تقوی نیکی اور راستبازی کے
غَیْرَ التُّقٰی وَالْبِرِّ وَالرَّشَادِ ۔ ختم ہونے والا ہے۔

اس لڑائی کے بعد ۳ھ ہجری میں آپ کو جنگ اُحد پیش آتا ہے۔ جس میں اگرچہ فتح تو مسلمانوں کی ہوئی۔ مگر نقصان عظیم ایک غلطی کے سبب اٹھانا پڑا چنانچہ جب حضور صف آرائی سے فارغ ہوئے تو اپنے جانباز سپاہیوں کو مندرجہ ذیل خطبہ دیا۔

## تیرھواں خطبہ

اَیُّهَا النَّاسُ اُوْصِیْکُمْ بِمَا اَوْصَانِیْ بِهِ اللّٰهُ ۔ اے لوگو میں تمکو وہی وصیت کرتا ہوں جو

Marfat.com

فِي كِتَابِهٖ مِنَ الْعَمَلِ بِطَاعَتِهٖ
وَالتَّنَاهِيْ عَنْ مَحَارِمِهٖ ثُمَّ اِنَّكُمُ
الْيَوْمَ بِمَنْزِلِ اَجْرٍ وَّ ذِكْرٍ
مَنْ ذَكَرَ الَّذِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ وَطَّنَ
نَفْسَهٗ عَلَى الصَّبْرِ وَالْيَقِيْنِ وَالْجِدِّ
وَالنَّشَاطِ فَاِنَّ جِهَادَ الْعَدُوِّ شَدِيْدٌ
كَرِيْهٌ قَلِيْلٌ مَنْ يَّصْبِرُ عَلَيْهِ اِلَّا
مَنْ عَزَمَ لَهٗ عَلٰى رُشْدِهٖ اِنَّ اللّٰهَ
مَعَ مَنْ اَطَاعَهٗ وَاِنَّ الشَّيْطٰنَ
مَعَ مَنْ عَصَاهُ - فَاسْتَفْتِحُوْا
اَعْمَالَكُمْ بِالصَّبْرِ عَلَى الْجِهَادِ
وَالْتَمِسُوْا بِذٰلِكَ مَا
وَعَدَكُمُ اللّٰهُ - وَعَلَيْكُمْ بِالَّذِيْ
اَمَرَكُمْ بِهٖ فَاِنِّيْ حَرِيْصٌ عَلٰى
رُشْدِكُمْ - اِنَّ الْاِخْتِلَافَ
وَالتَّنَازُعَ وَالتَّثَبُّطَ
مِنْ اَمْرِ الْعَجْزِ وَالضَّعْفِ
وَهُوَ مِمَّا لَا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَلَا
يُعْطِيْ عَلَيْهِ النَّصْرَ وَالظَّفَرَ
يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ قُذِفَ فِيْ قَلْبِيْ اَنَّ

اپنی کتاب میں اس کی اطاعت اور محرمات سے
اجتناب کی وصیت کی۔ آج تم اجر اور ذکر کے
مقام پر کھڑے ہو۔ جو شخص ذکر (یعنی قرآن مجید)
پر قائم ہو۔ پھر اپنے نفس کو صبر اور یقین کوشش
اور انشراح پر (مجبور کرے وہ کامیاب ہے)۔
دشمن سے جہاد کرنا بڑا مشکل کام ہے کم آدمی
اسپر صبر کرتے ہیں۔ ہاں اس کے لئے مشکل نہیں
جو ہدایت کا عزم رکھتا ہو۔ اللہ انہیں کے ساتھ
ہے۔ جو اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور شیطان
اس کے ساتھ ہے جو خدا کی نافرمانی کرے۔ جہاد
کے کام کو صبر سے شروع کرو اور اس کے ساتھ
اپنے اللہ سے اس کے وعدوں کے پورے
ہونے کی التماس کرو۔ اور میرے حکموں کی تعمیل
کرو۔ کیونکہ میں تمہاری کامیابی کا بہت
خواہشمند ہوں۔ (یاد رکھو کہ اختلاف اور
جھگڑا اور فساد یہ تمام چیزیں کمزوری اور
ضعف پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اللہ کو وہ
پسند نہیں۔ اور (ایسے لوگوں کو جو اختلاف
کرنے والے ہوں) اس کی نصرت اور مدد نہیں
پہنچتی۔ اے لوگو مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ جو

Marfat.com

اَنَّ مَنْ كَانَ عَلٰى حَرَامٍ فَرَغِبَ عَنْهُ
اِبْتِغَاءَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ
وَمَنْ اَحْسَنَ مِنْ مُسْلِمٍ وَكَافِرٍ وَقَعَ
اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ فِيْ عَاجِلِ دُنْيَاهُ اَوْ
فِيْ اٰجِلِ اٰخِرَتِهٖ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَيْهِ بِالْجُمُعَةِ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا صَبِيًّا اَوِ امْرَاَةً
اَوْ مَرِيْضًا اَوْ عَبْدًا مَمْلُوْكًا
مَنِ اسْتَغْنٰى عَنْهَا اسْتَغْنَى
اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ
حَمِيْدٌ۔ مَا اَعْلَمُ مِنْ عَمَلٍ
يُقَرِّبُكُمْ اِلَى اللّٰهِ اِلَّا وَقَدْ اَمَرْتُكُمْ
بِهٖ وَلَا عَلَمٍ تُقَرِّبُكُمْ اِلَى النَّارِ
اِلَّا وَقَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ
وَاِنَّهٗ قَدْ نَفَثَ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ فِيْ
رُوْعِيْ اَنَّهٗ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ حَتّٰى
تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا لَا يَنْقُصُ مِنْهُ وَ
اِنْ اَبْطَاَ عَنْهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ
اَجْمِلُوْا فِيْ طَلَبِ الرِّزْقِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ
اِسْتِبْطَاؤُهٗ عَلٰى اَنْ تَطْلُبُوْهُ

محرمات سے محض خدا کے واسطے رک گیا۔ خدا
اس کے گناہ بخشدیتا ہے۔ اور جو نیک
عمل خواہ کافر یا مسلمان کرے اس کا اجر دنیا
یا عاقبت میں ضرور ملتا ہے۔

جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا
ہے۔ تو اس پر جمعہ کے دن نماز جمعہ
فرض ہے۔ ہاں نابالغ لڑکا یا عورت یا مریض
اور غلام جو دوسرے کا مملوک ہو اس سے مستثنےٰ ہیں
جو نماز جمعہ سے بے پرواہی برتتا ہے اللہ
اس سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ اللہ بے پروا
اور سب تعریفوں کا مالک ہے۔ (دیکھو)

(دیکھو) میں نے اپنے خیال میں جو کام تمکو خدا
سے مقرب بنائے۔ اور جو کام تم کو آگ کیطرف
لے جائے سب کھولکر بتا دیئے ہیں۔

مجھکو خدا کی طرف سے خبر دی گئی ہے۔ کہ کوئی
شخص جب تک اس کا رزق پورا نہ ہو۔ وہ
نہیں مرتا۔ اور وہ رزق کم نہیں ہوتا۔ اگرچہ
وہ یعنی رزق اس تک پہنچنے میں دیر ہی کیوں
نہ کرے۔ پس خدا سے ڈر جاؤ۔ اور حلال کی
کمائی کماؤ۔ اس کی کمی تم کو اسبات پر مجبور

Marfat.com

بِمَعْصِيَةِ رَبِّكُمْ فَإِنَّهُ لَا
يُقْدَرُ عَلَى مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ
قَدْ بَيَّنَ لَكُمُ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ
غَيْرَ أَنَّ بَيْنَهُمَا شُبُهًا مِنَ
مِنَ الْأَمْرِ لَمْ يَعْلَمْهَا كَثِيرًا
مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَنْ عُصِمَ فَمَنْ
تَرَكَهَا حَفِظَ عِرْضَهُ وَدِينَهُ
وَمَنْ وَقَعَ فِيهَا كَانَ كَالرَّاعِي
إِلَى جَنْبِ الْحِمَى أَوْشَكَ أَنْ
يَقَعَ فِيهِ وَلَيْسَ مَلِكٌ إِلَّا وَلَهُ
حِمًى أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللهِ
مَحَارِمُهُ وَالْمُؤْمِنُ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ كَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ
إِذَا اشْتَكَى تَدَاعَى عَلَيْهِ سَائِرُ
جَسَدِهِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

نہ کرے۔ کہ خدا کی نافرمانی سے اس کو حاصل کر
کوئی آدمی خدا کا فضل بجز اس کی اطاعت کے
حاصل نہیں کر سکتا۔ تمہارے لئے حلال و
حرام ظاہر ہو چکا ہے۔ ہاں کچھ مشتبہ چیزیں
ہیں۔ ان کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ہاں جسکو
اللہ بچائے۔ پس جو شخص ان مشتبہات سے
بچ جائے۔ تو اُس نے اپنا دین و ایمان بچا لیا۔
اور جو شخص اس میں مبتلا ہو گیا۔ وہ اس امیر
کی طرح ہے۔ جو کہ آتش سوزان کے کنارہ پر
کھڑا۔ اور گرنے کے قریب ہے۔ ہر ایک حاکم
کو کسی نہ کسی بات سے ننگ و عار ہوتی ہو
اور خدا کو محرمات سے سخت عار ہے یعنی
وہ اپنے بندوں سے محرمات کا ارتکاب باعث
ننگ و عار قرار دیتا ہے۔ ایک مومن دوسرے
مومن کے لئے بمنزلہ سر کے جسم کے ہے جب
سر کو تکلیف ہو تو سارے بدن کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اسیطرح ہر ایک مومن دوسرے
مومن کی تکلیف سے متاثر ہوتا ہے۔ تمہارے پر سلامتی ہو۔

معرکہ احد سے جب حضور واپس ہوئے۔ کچھ تو جنگ کے زخمی اور دوسرے
صحابہ جو ہمرکاب تھے۔ اور کچھ مستورات جو مدینہ سے بغرض تفحص حالات آگے
سے آئی ہوئی تھیں۔ آپ کے گرد جمع تھے۔ کہ آپ حرہ میں پہنچے۔ تب آپ نے

Marfat.com

لوگوں کو دو صفوں میں کھڑا کیا اور مستورات کو سب کے پیچھے اور آپنے مندرجہ ذیل الفاظ میں ایک دُعا پڑھی جو ایک خطبہ ہی سمجھنا چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ + وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ + وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ + وَلَا هَادِيَ لِمَنْ اَضْلَلْتَ + وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَنْ بَاعَدْتَ + وَلَا مُبَاعِدَ لِمَنْ قَرَّبْتَ + اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَعَافِيَتِكَ + اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ + الَّذِيْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ + اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ الْاَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ + وَالْغِنَا يَوْمَ الْفَاقَةِ عَائِذًا بِكَ اَللّٰهُمَّ مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَيْتَ + وَمِنْ شَرِّ مَا مَنَعْتَ + اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ + اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ +

اے اللہ تیری ہی تعریف ہے۔ اے اللہ جس کو تو تنگی دے اس کو کوئی کشادگی نہیں دیسکتا اور جس کو تو دے۔ اسکو کوئی روک نہیں سکتا اور جسکو تو روکے اسکو کوئی دے نہیں سکتا جسکو تو گمراہ کرے اسکو کوئی ہدایت نہیں دیسکتا۔ جسکو تو ہدایت کرے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ جسکو تو اپنے سے دور کرے اسکو کوئی قریب نہیں کرسکتا۔ اور جسکو تو قریب کرے۔ اسکو کوئی دُور نہیں کرسکتا۔ اے اللہ میں تیری برکتیں اور رحمتیں اور افضال اور تندرستی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تیری وہ نعمتیں تجھ سے چاہتا ہوں جو دائمی ہوں۔ اور جنکو زوال نہ ہو۔ خداوندا میں خوف کے دن تجھ سے امن کا اور فاقہ کے دن غنا کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان چیزوں کے شر سے جو تو نے دی ہیں۔ اور ان چیزوں کے شر سے جو روک رکھی ہیں۔ اے اللہ ہمکو مسلمان ہونیکی حالت میں فوت کر۔ اے اللہ ایمان کی محبت ہمکو عطا کر +

Marfat.com

وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ - وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ - اَللّٰهُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّونَ عَنْ رُسُلِكَ - اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزًا وَعَذَابَكَ اِلٰهَ الْحَقِّ - آمِين

اور اس کو ہمارے دلوں میں محبوب بنا۔ اور کفر اور فسق وعصیاں سے نفرت عطا کر اور ہم کو ہدایت یافتہ ٹھہرا۔ اے اللہ اہل کتاب کفار کو جنہوں نے تیرے رسولوں کی تکذیب کی اور تیرے راستہ سے لوگوں کو روکا۔ ان پر عذاب کر۔ اور آسمانی رجز اور عذاب ان پر نازل فرما۔ اے اللہ تو ہمری دعا قبول کر۔

ساتویں سال ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد نکاح ام حبیبہ بنت ابوسفیان کے ساتھ ہوا۔ جبکہ وہ پناہ گزینوں کے ہمراہ حبشہ میں مقیم تھیں جس کی تفصیل اس طرح ہے۔ کہ ام حبیبہ عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو عبداللہ بن جحش بھی بسبب مسلم ہونے کے معہ بال بچہ ان کے ساتھ چلا گیا۔ مگر وہ وہاں پہنچکر مرتد ہو کر وہاں ہی مر گیا۔ مگر ام حبیبہ اپنے اسلام پر ثابت قدم رہیں۔

جب حضور علیہ السلام کو عبداللہ بن جحش کے مرنے کی خبر پہنچی۔ تو آپ نے عمرو بن امیہ کو روانہ کیا اور نجاشی شاہ حبشہ کہلا بھیجا۔ کہ اگر ام حبیبہ پسند کرے تو اس کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔ چنانچہ جب یہ قاصد پہنچا۔ تو نجاشی نے ام حبیبہ کو اس مژدہ کی اطلاع دی۔ اور کہا کہ تم کسی کو اس کام کے لئے اپنا وکیل پیش کرو۔ چنانچہ ام حبیبہ نے خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل تجویز کیا۔ اور نجاشی نے اس طرح خطبہ پڑھا۔

Marfat.com

## چودھواں خطبہ

| | |
|---|---|
| اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ | خدا کی سب تعریف ہے۔ جو مالک قدوس |
| السَّلَامِ الْمُؤْمِنِ الْمُھَیْمِنِ الْعَزِیْزِ | سلام۔ امن دینے والا۔ حاکم۔ غالب۔ جابر |
| الْجَبَّارِ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ | ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے بغیر |
| اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ | کوئی معبود نہیں۔ اور محمدؐ اس کا بندہ اور |
| وَاَنَّہُ الَّذِیْ بَشَّرَ بِہٖ عِیْسَی ابْنُ | رسول ہے۔ جس کی عیسےٰ ابن مریم نے بشارت |
| مَرْیَمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ کَتَبَ اِلَیَّ | دی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ نے مجھے |
| اَنْ اُزَوِّجَہٗ اُمَّ حَبِیْبَۃَ بِنْتَ اَبُوْ | لکھا ہے۔ کہ میں آپ کا نکاح ام حبیبہ بنت |
| سُفْیَانَ فَاَجَبْتُ اِلٰی مَا دَعٰی | ابوسفیان سے کروں۔ پس میں نے اسبات |
| اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَصْدَقْتُھَا | کو قبول کیا۔ جس کا آپ نے مجھے فرمان دیا۔ اور |
| اَرْبَعَمِائَۃَ دِیْنَارٍ۔ | چار سو اشرفی اس کا مہر مینے تجویز کیا |

چنانچہ اسیوقت چار سو دینار مجلس میں للکرام حبیبہ کے حوالے کئے گئے۔ اور خالد بن ولید نے اس طرح خطبہ پڑھا۔

## پندرھواں خطبہ

| | |
|---|---|
| اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ وَاَسْتَعِیْنُہٗ | میں اللہ کی تعریف و توصیف کرتا اور اسی سے |
| وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ | مدد اور معافی چاہتا ہوں۔ میں شہادت دیتا ہوں |
| اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ | کہ اس کے بدوں کوئی معبود نہیں اور محمد صلعم |
| اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ | اس کا بندہ اور رسول ہے۔ جسکو ہدایت |
| الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ | اور دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ دوسری (باطل) |
| وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ط | ادیان پر اس کو غالب کرے۔ اگرچہ مشرک |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ اَجَبْتُ اِلٰی مَا دُعِیَ | اس کو ناپسند ہی کریں ۔ میں نے اس بات کو کہ اکا |
| اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَزَوَّجْتُہٗ اُمِّ | نکاح ام حبیبہ سے کردوں قبول کیا ہے ۔ اور |
| حَبِیْبَۃَ بِنْتَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَبَارَکَ | ام حبیبہ بنت ابو سفیان سے اس کا نکاح کردیا |
| اللّٰہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ | ہے ۔ خدا رسول اللہ کو اسمیں برکت دے ۔ |

یہ ام حبیبہ عبداللہ بن جحش کی بیوی تھیں ۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے ۔ عبداللہ بن جحش سے ایک لڑکی ان کے بطن سے پیدا ہوئی ۔ جس کا نام حبیبہ رکھا گیا ۔ اور اسی رعایت سے آپ ام حبیبہ کی کینت سے مشہور ہوئیں ۔ اس سے اگلے سال یعنی ۸ سنہ ہجری میں غزوہ موتہ کی مہم آپ کو پیش آئی ۔ جس کی تفصیل یہ ہے ۔ کہ آپ نے حارث بن عمیر ازدی کو حاکم بُصرے کے نام ایک تبلیغی خط دیکر روانہ کیا ۔ (بُصرے ایک قصبہ مضافات شام سے تھا) چنانچہ جب حارث موتہ میں پہنچا ۔ تو وہاں ان کو شرجیل بن عمرو غسانی جو کہ قیصر کا ایک اہلکار تھا ۔ ملا ۔ اس نے حارث سے پوچھا ۔ کہ تم کہاں جاتے ہو ۔ انہوں نے کہا ۔ کہ شام کو ۔ شرجیل نے کہا کہ غالباً تم محمد امین کے رسول ہو انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور بدبخت شرجیل طیش میں آگیا ۔ کہ اس بیگناہ قاصد کے سر اڑانے کا حکم دیا ۔ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

جب اس واقعہ کی دربار نبوۃ میں اطلاع پہنچی تو حضور علیہ السلام نہایت آشفتہ خاطر ہوئے اور آپ نے حکم دیا ۔ کہ اسلامی لشکر بمقام جُرف جمع ہو ۔ (جُرف ایک گاؤں تھا ۔ جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ شام کی سمت واقعہ تھا) چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی اور سب لوگ جمع ہوگئے ۔ آپ نے لشکر کا جائزہ لیا تو تین ہزار آدمی تھے ۔ نماز ظہر ادا کی گئی ۔ اور آپ نے بقول بعض جعفر بن ابی طالب کو سفید جھنڈا عطا کرکے انہیں کو امیر لشکر تجویز کیا ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ زید بن حارث کو امارت دی ۔ بہرحال آپنے

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ اگر بالفرض جعفرؓ کو کوئی حادثہ پیش آئے تو زید بن حارثہ امارت کا کام کرینگے اور اگر ان پر بھی کوئی واقعہ وقوع پذیر ہو تو عبداللہ بن رواحہ علمبردار ہو۔ اگر وہ بھی مارا جائے تو مسلمان کسیکو اپنا امیر اور علمبردار تجویز کرلیں اور لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ دَفَعَ اللّٰهُ وَرَدَّكُمْ صَالِحِيْنَ غَانِمِيْنَ۔ اور آپ ثنیۃ الوداع تک لشکر کے ہمراہ مشایعۃً تشریف لے گئے۔ اور وہاں پہنچکر اُن کو مندرجہ ذیل خطبہ وداع کہا۔

## سولھواں خطبہ

| | |
|---|---|
| اُغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فَقَاتِلُوْا عَدُوَّ | خدا کا نام لیکر لڑائی شروع کرو۔ اللہ کے اور اپنے |
| اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ بِالشَّامِ وَسَتَجِدُوْنَ | دشمنوں سے خوب مقابلہ کرو۔ لیکن تم کو وہاں |
| فِيْهَا رِجَالًا فِي الصَّوَامِعِ | کچھ آدمی ایسے بھی ملینگے۔ جو گرجوں میں لوگوں |
| مُعْتَزِلِيْنَ النَّاسَ فَلَا تَتَعَرَّضُوْا | سے علیحدہ ہوں گے تم اُن سے تعرض نہ کرنا |
| لَهُمْ وَسَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ | اور کچھ ایسے لوگ ملینگے۔ جن کی کھوپریوں میں |
| لِلشَّيْطٰنِ فِيْ رُءُوْسِهِمْ مَفَاحِصُ | شیطانی گھونسلے ہیں ان کا تلواروں سے |
| فَاقْلَعُوْهَا بِالسُّيُوْفِ لَا تَقْتُلُنَّ | خوب قلع قمع کرنا۔ عورت شیرخوار بچہ۔ پیر |
| امْرَاَةً وَلَا صَغِيْرًا ضَرَعًا وَ | فرتوت ان کو ہرگز قتل نہیں کرنا۔ کھجور کے |
| لَا كَبِيْرًا فَانِيًا وَلَا تَقْطَعُنَّ نَخْلًا وَ | درخت اور دوسرے عام درخت کسیکو |
| لَا شَجَرًا وَلَا تَهْدِمَنَّ بِنَاءً ۔ ¹ | نہیں کاٹنا۔ کوئی مکان منہدم نہیں کرنا |

¹ یورپ کے جھوٹے مہذب خیال کریں۔ کہ ان کی تہذیب نے پچھلے عالمگیر جنگ میں کیا نمونہ تہذیب کا پیش کیا ہے۔ بتلائیں۔ تہذیب وہ ہے جو محمد رسول اللہ اپنے جانباز سپاہیوں کو بتلا رہے ہیں۔ یا جو تم نے کیا اور اب یونان ناہنجار سمرنا میں اپنی تہذیب کا نمونہ پیش کر رہا ہے شرم شرم ۱۲ مؤلف

Marfat.com

اگرچہ ہمارا موضوع کتاب تو خطبہ ہی تھا۔ جو اوپر لکھا گیا ہے۔ مگر تازگی ایمان مومنین کے لئے اپنے موضوع سے تجاوز کر کے ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جب حضور لشکر سے وداع ہونے لگے۔ تو عبداللہ بن رواحہ نے آگے ہو کر حضور سے باادب التماس کی کہ مجھے کوئی عمل ارشاد ہو کہ جس سے میں نجات حاصل کر سکوں۔ حضور نے فرمایا۔ کہ جہاں تم جاتے ہو۔ وہاں خدا جل وعلا کو کوئی سجدہ نہیں کرتا۔ تم کثرت سے سجدات بجالانا۔ پھر انہوں نے کہا کہ حضور اس کے علاوہ کچھ اور بھی فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی یاد کثرت سے کرنا وہ تمہارا ممد و معاون ہوگا۔ سبحان اللہ یہ تھے سچے مسلمان۔ جو باوجود اس بات کے کہ وہ اپنی جان خدا کے راستہ میں لگا چکا ہے مگر بھی کسی مزید حسن عمل کی خواہش باقی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نسبت ایک قسم کی موت کی پیشگوئی کر چکے ہیں۔ مگر وہ ایسا راستباز مومن ہے۔ کہ اپنی جان کی پرواہ تک نہیں۔ مگر نیک اعمال کی کس قدر حرص ہے۔ یہ ہیں فیض اس قدسی صفات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جس کی شان وَيُزَكِّيهِمْ ہے۔ کیا تزکیہ اور کیا تعلیم ہے۔ کہ جس کے اثر کی کوئی انتہا نہیں۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد رخصت ہونے کے بعد عبداللہ بن رواحہ شوق شہادت میں مضطرب ہو کر مندرجہ ذیل اشعار کا ترنم کر رہا ہے۔

| | |
|---|---|
| لٰكِنَّنِي أَسْأَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَةً | میں خدا سے مغفرت کی درخواست کرتا ہوں۔ |
| وَضَرْبَةً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا | اور ایسی سخت تلوار کی ضرب جو خون کو چلا دے |
| أَوْ طَعْنَةً بِيَدَيْ حَرَّانَ مُجْهِزَةً | یا کسی سرکش تشنہ خون کے دونوں ہاتھوں سے |
| بِحَرْبَةٍ تُنْفِذُ الْأَحْشَاءَ وَالْكَبِدَا | (نیزہ کی) چوک (چاہتا ہوں) جو جگر اور انتڑیوں |

Marfat.com

حَتّٰی یَقُوْلُوْا اِذَا مَرُّوْا عَلٰی جَدَثِیْ
اَرْشَدَہُ اللّٰہُ مِنْ غَازٍ فَقَدْ رَشَدَا

سے پار نکل جانیوالی ہو۔ تاکہ جب لوگ میری قبر پر جائیں تو وہ (میری قبر کو دیکھکر کہہ اٹھیں کہ او غازی تیرے پر آفرین ہو کہ تجھے خدا نے رہنمائی کی اور کامیاب ہوا۔

## سترھواں خطبہ

اسی موتہ کی مہم کی نسبت یہ دوسرا خطبہ آپنے صحابہ کو جمع کرکے پڑھا۔ اور ان کی امداد کو لشکر بھیجا۔ وہاں کا تمام واقعہ حضور کو بذریعہ جبریل یا بذریعہ کشف صاف معلوم ہوگیا۔ اور آپنے مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا۔

قَالَ خَالِدُ ابْنِ سُمَیْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم صَعِدَ الْمِنْبَرَ وَاَمَرَ فَنُوْدِیَ الصَّلٰوۃَ جَامِعَۃً فَاجْتَمَعَ النَّاسُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم فَقَالَ بَابَ خَیْرٍ بَابَ خَیْرٍ بَابَ خَیْرٍ اُخْبِرُکُمْ عَنْ جَیْشِکُمْ ھٰذَا الْغَازِیْ اِنَّھُمْ انْطَلَقُوْا فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَقُتِلَ زَیْدٌ شَہِیْدًا۔ (وَاسْتَغْفَرَ لَہٗ) ثُمَّ اَخَذَ اللِّوَاءَ جَعْفَرُ فَشَدَّ عَلَی الْقَوْمِ حَتّٰی قُتِلَ شَہِیْدًا۔ (فَشَھِدَ لَہٗ بِالشَّہَادَۃِ۔ وَاسْتَغْفَرَ لَہٗ) ثُمَّ اَخَذَ اللِّوَاءَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَوَاحَۃَ فَاَثْبَتَ

خالد بن سمیر کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم منبر پر چڑھے اور حکم دیا۔ کہ لوگوں کو نماز کے لئے بلاؤ۔ چنانچہ سب لوگ اکٹھے ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ نیکی کا دروازہ۔ نیکی کا دروازہ نیکی کا دروازہ (یعنی اس کے اندر داخل ہوجاؤ) پھر فرمایا۔ کہ میں تمہارے غازی لشکر کی نسبت خبر دیتا ہوں۔ کہ وہ یہاں سے چلے۔ اور دشمنوں کو جالیا۔ پس سب سے پہلے) زید شہید ہوا۔ آپ نے اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔ پھر جعفر نے جھنڈا (اسلامی) سنبھالا اور دشمن پر خوب زور دکھایا۔ حتے کہ وہ بھی شہید ہو گیا۔ اس کی شہادت کی آپ نے شہادت دی اور طلب مغفرت

Marfat.com

قَدَمَيْهِ حَتّٰی قُتِلَ شَهِیْدًا فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَ اللِّوَاءَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ وَلَمْ یَكُنْ مِنَ الْاُمَرَاءِ مِثْلُهٗ هُوَ اَقْدَمَ نَفْسَهٗ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وسلم اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِكَ فَاَنْتَ تَنْصُرُهٗ فَمُنْذُ یَوْمَئِذٍ سُمِّیَ خَالِدُ سَیْفُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَكِّرُوْا فَامِدُّوْا اِخْوَانَكُمْ وَلَا یَتَخَلَّفَنَّ مِنْكُمْ اَحَدٌ فَنَفَرُوْا مُشَاةً وَرُكْبَانًا وَذٰلِكَ فِیْ حَرٍّ شَدِیْدٍ

کی۔ پھر عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا۔ اور خوب ثابت قدمی دکھائی۔ حتی کہ وہ بھی شہید ہوا۔ اس کے لئے بھی آپ نے دعائے مغفرت کی پھر خالد بن ولید نے جھنڈا اُٹھایا۔ اور اس جیسا کسی امیر نے کام نہ کیا۔ اور اُس نے خوب اپنے آپکو ثابت قدم رکھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے اللہ وہ (خالد بن ولید) تیری تلواروں سے ایک تلوار ہے اُس کی مدد فرما۔ اُسی دن سے خالد بن ولید سیف اللہ کے لقب سے ملقب ہوئے پھر آپ نے فرمایا۔ کہ سویرے اُٹھو اور اپنے بھائیوں کی مدد کرو۔ کوئی تم میں سے پیچھے نہ رہے۔ پھر لوگ پیادہ اور سوار ہو کر سدہار گئے۔ اور یہ دن سخت گرمی کے تھے۔

اب آٹھواں سال ہجری شروع ہوتا ہے۔ اور خدا کا وعدہ کہ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ پورا ہوتا ہے۔ قریش کی روز کی عہد شکنی اور غداری کے سبب دس ہزار قدسیوں کے ساتھ اس فخر الاولین والآخرین کا داخلہ اس سرزمین میں ہوتا ہے جہاں سے وہ بیکسی اور بے بسی کے عالم میں بھاگ نکلا تھا۔

وہ خدا کا مخلص بندہ مکہ کے مفتوح ہونے پر اپنے لاؤلشکر پر نظر ڈالتا ہے اور اس بیکسی[1] و بے بسی کے دنوں کو یاد کر کے اپنے خدائے واحد کی شکر گذاری میں ایسا

[1] جیسا کہ پیچھے کہا جا چکا ہے کہ حضور نے جاتے ہوئے مکہ کی طرف منہ پھیر کر فرمایا تھا۔ کہ اے مکہ مجھے تیری جدائی شاق ہے۔ [illegible]

شہرا بور ہوتا ہے کہ اپنی اونٹنی کے پالان پر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ اور اُس کی تسبیح و تحمید کو بار بار زبان سے دھراتا اور شکر گذاری کے گیت گاتا ہے۔ اور پھر اسی پاک گھر کو بتوں کی آلایش سے پاک کر کے کعبہ کے دونوں بازو پکڑے ہوئے فرماتا ہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ صدق اللہ وحدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہٗ ۔ اور وہ تمام دشمنان نبوۃ سامنے لائے جاتے ہیں۔ اور آپ اُنکو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ ماذا تقولون وما تظنون

یعنی اب بتلاؤ تم اپنی نسبت کیا کہتے ہو اور کیا خیال کرتے ہو۔ یعنی تم سے بدلہ لوں یا کیا کروں سہیل بن عمرو بولا۔ نقول خیراً ونظن خیراً اخ کریم وابن اخ کریم وقد قدرت۔ یعنی ہم نیکی کی بات کہتے اور نیکی کا ہی گمان کرتے ہیں (تو ہمارا کریم بھائی کا بیٹا اب تو ہمارے پر غالب ہے۔ یعنی جو چاہے کر سکتا ہے)

سہیل کے اس قول سے اُس ابر رحمت کو جوش آگیا۔ اور آنکھوں میں پانی بھر آیا اور معاً قصہ یوسف علیہ السلام آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ اور فرمایا لا تثریب علیکم الیوم۔ یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ یعنی میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اب تم کو میری طرف سے کوئی ملامت نہیں (یعنے میں نے معاف کیا) اللہ تم کو معاف کرے۔ وہ ارحم الراحمین ہے۔

## اٹھارھواں خطبہ

پھر ایک خوشی کے لہجہ میں آپ نے فرمایا۔

الا ان مکۃ محرمۃ بتحریم اللہ لم تحل لاحد کان قبلی دیکھو کہ مکہ معظمہ آج سے ایک خاص عزت سے معزز کیا جاتا ہے۔ اور وہ عزت اس کو

ولم يحل لي الا ساعة من خدانے دی ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ اسمیں کوئی خونریزی

نهار وهي محرمة الى ان خدانے جائز نہیں کی نہ میری سے پہلے اور نہ میرے بعد

تقوم الساعة لا يختلى بس ہاں مجھے ایک گھنٹہ کی اجازت ملی تھی۔ اب

خلاها ولا يقطع شجرها قیامت تک اس کی یہ عزت باقی ہے۔ اسکا گھاس

ولا ينفر صيدها اسکے درخت نہ کاٹے جائیں اور شکار نہ کیا جائے اس کی

ولا تحل لقطتها گری پڑی چیز کسیکو اٹھانے کی اجازت نہیں ہاں جسکا

الا لمنشد۔ کوئی مالک نہ ملے۔ یا کہ خود مالک نے اٹھا لیئے۔

الا لبئس جيران النبي كنتم دیکھو تم کسی بری قوم نبی کے گرد جمع

لقد كذبتم وطردتم و ہوئی اس کو اپنی برادری سے خارج کیا۔ پھر وطن

اخرجتم واذيتم ثم مارضيتم سے نکالا۔ دکھ پر دکھ دیئے۔ پھر اسپر راضی نہ ہوئے

حتى جئتموني في بلادي بلکہ اس کے نکالنے کے بعد اس کے قتل کے

تقاتلوني اذهبوا لئے اس کے شہروں میں تعاقب کیا۔ جاؤ اب

فانتم الطلقاء تم آزاد ہو۔

ان فقرات کے بعد جو مستبدار کے طور پر واقعہ ہوئے ہیں عقل سیاسی تو یہ چاہتی ہے۔ کہ اس کی خبر یہ نکلے۔ کہ اب تم میرے قابو میں ہو۔ تم سے اب میں انصافاً استیفا کا حق رکھتا ہوں کہ جو سلوک تم نے میرے سے کیا ہے وہی تم سے برتا جائے۔ شہر سے نکالا جائے۔ سزا پر سزا دی جائے اور تمہارے قتل کے لئے پھانسی نصب ہو۔ اور یکے بعد دیگرے اسپر لٹکائے جائیں۔ مگر نہیں وہ رحمۃ العالمین شفیع المذنبین اس مستبدار کی یہ خبر نکالتے ہیں۔ اذهبوا فانتم الطلقاء) یعنی جاؤ تم آزاد ہو۔ نہ میں تمہارا مزاحم نہ میرا لاؤ لشکر۔

Marfat.com

کہاں ہے وہ دجالی گروہ یورپ کے مؤرخوں کا جو اسلام کو بزور شمشیر پھیلانیکا الزام لگاتے اور اپنی آہنیں قلموں سے اسلام کے جگر گوشوں کے سینے چھلنی کرنے کے عادی ہیں۔ وہ سمندر میں ڈوب مریں۔ اگر وہ نہیں تو چلو بھر پانی میں۔ شرم شرم شرم۔

آزادی کا حکم کیا تھا گویا یوم النشور تھا۔ کہ لوگ قبروں سے نکلے ہوئے خوشی خوشی گھروں کو جارہے ہیں۔ حدیث میں یہ خطبہ اس طرح بیان ہوا ہے جو تغیر الفاظ کے سبب انیسواں خطبہ کہنا چاہیئے۔

## انیسواں خطبہ

| | |
|---|---|
| عن قتادة السدوسی | قتادہ سدوسی روایت کرتے ہیں۔ کہ جب |
| ان رسول اللہ صلعم قام | رسول اللہ صلعم کعبہ کے دروازہ پر آئے اور کھڑے |
| قائماً حین وقف علی باب | ہوگئے۔ اور فرمایا کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے |
| الکعبة ثم قال لا الہ الا اللہ | وہ اکیلا لاشریک ہے۔ اسنے اپنا وعدہ سچا |
| وحدہ لا شریک لہ صدق | کیا۔ اور اپنے بندہ کی مدد کی اور دشمنوں کو |
| وعدہ ونصر عبدہ و | ایک ایک کرکے شکست دی۔ ہر ایک بدلہ ہر |
| ھزم الاحزاب وحدہ | ایک خون ہر ایک مال (ایام جاہلیت کا) وہ |
| الا کل ماثرة ودم | آج میرے ان قدموں کے نیچے ہے۔ یعنی |
| او مال یدعی فھو تحت | ایام جاہلیت کے تمام اس قسم کے مقدمے |
| قدمی ھاتین | اور جھگڑے سب کالعدم اور ناقابل اخراج |
| الا سدانة البیت و | ہیں ہاں خدمت بیت اللہ اور حاجیوں کی |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| سقاية الحاج الا وقت بل | کو پانی پلانا بدستور قائم رہیگا (دیکھو) خطا |
| الخطامثل العمد بالسوط والعصاء | سے مقتول بھی قتل عمد کی طرح سمجھا جائیگا |
| فيهما الدية المغلظة منها | جیسے کہ چابک یا لکڑی سے کسیکو مارا جائے |
| اربعون في بطونها اولادها | اور اس میں سخت دیت ہے یعنی چالیس |
| يا معشر قريش ان الله قد | اونٹ اگر اونٹنیاں ہوں تو ان کے بچے |
| اذهب عنكم نخوة الجاهلية وتعظمها | پیٹ کے بھی ساتھ ہی سمجھے جائیں گے |
| بالآباء الناس من آدم وآدم خلق | اے قریش کے لوگو تمہاری نخوت اور غرور |
| من تراب ثم تلا رسول الله | جاہلیت اور آبائی فخر آج سے سب خاک میں |
| صلى الله عليه وسلم يا ايها | مل گئے۔ اور اُن کی کوئی وقعت نہیں۔ پھر |
| الناس انا خلقناكم من ذكر و | آپ نے قرآن کی آیت یا ایھا الناس الخ پڑھی |
| انثى وجعلناكم شعوبا وقبائل | اے قریش اے مکہ والو۔ اب بتاؤ کہ تم سے |
| لتعارفوا ان اكرمكم عند الله اتقيكم | میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ نیکی |
| الآية يا معشر قريش و يا اهل مكة ما | کی توقع ہے۔ تو خود بہتر بھائی اور کریم کا بیٹا |
| ترون اني فاعل بكم قالوا خيرا اخ وابن | ہے۔ تب آپ نے فرمایا۔ جاؤ تم سب آزاد |
| كريم ثم قال اذهبوا فانتم الطلقاء۔ | ہو۔ اس حکم سے آپنے سب کو آزاد کر دیا۔ |
| فاعتقهم رسول الله صلعم | |

وہ وعدہ الٰہی پورا ہوا جس کی انتظار کی جاتی تھی۔ مگر اسیوقت دوسری خوشخبری اذا جاء نصر الله الخ کے لفظوں میں آتی ہے۔ اور لوگ جوق در جوق داخل اسلام ہونے کو آرہے ہیں۔ آج حضرت صدیق کا والد ابو قحافہ بھی اسلام لاتا ہے۔ وہ نابینا بزرگ بڑے شوق سے حضور علیہ السلام کے اس سوال کے جواب میں کہ

Marfat.com

یا ابا قحافہ اسلم! اسلمت کہتا ہے۔ اور کلمہ شہادت سے اپنے دل وزبان کو منور کرتا ہے۔

اس کے بعد مستورات کی باری آتی ہے۔ بڑی بڑی مجرمہ عورتیں اسلام پر بیعت کرتی ہیں حضور علیہ السلام ایک چدر کا گوشہ پکڑتی ہیں اور دوسرا عورتیں پکڑتی ہیں۔ اور اس طور پر عورتوں کی بیعت یا ایھا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم۔ آیت مندرجہ بالا کے ماتحت لیجاتی ہے۔ اور ایک ایک فقرہ کا ان سے جواب لیا جاتا ہے۔

اگرچہ مستورات کے اسلام لانیکا حال لکھنا ہمارے موضوع سے کسی قدر دور نکل جاتا ہے۔ مگر حضور علیہ السلام کے واقعات وحالات کچھ ایسے دلچسپ اور دلفریب ہیں کہ دل نہیں چاہتا کہ ان کو چھوڑ کر آگے نکل جائیں۔ ہر ایک جگہ ایسی دلکش ہے۔ کہ ؎ کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا است۔

عورتوں کے اسلام لانے کے واقعہ میں ہندہ کا اسلام لانا اور حضور علیہ السلام کا اس کو معافی دینا ایسا معاملہ ہے کہ دل چاہتا ہے۔ کہ اس رحمۃ العالمین پر ناز بست انسان اللھم صل علی محمد وال محمد کو ورد زبان رکھے

یہ ہندہ ابو سفیان کی بیوی وہ عورت ہے۔ کہ جس نے جنگ احد میں اپنے بھائی بھتیجے کے مارے جانے کا بزعم خود اس طرح بدلہ لیا تھا۔ کہ حضرت حمزہ کا کلیجہ نکالکر چبا لیا۔ اور اپنے منہ کو خون آلودہ کیا۔ جس کا حضور کو سخت

Marfat.com

صدمہ پہنچا تھا۔ اللہ کی شان کہ آج وہ اسلام کے احکام پر سر جھکاتی ہے۔

الحاصل جب حضور نے آیت مندرجہ بالا عورتوں کے سامنے تلاوت فرمائی تو ام حکیم بنت حارث بن عبد المطلب کھڑی ہوئی اور اُس نے کہا یا رسول اللہ وہ کونسے امر معروف ہیں۔ کہ جس کا ہم کو حکم ہے۔ کہ اس کے مطابق عمل کر کے آپ سے نافرمانی نہ کریں۔ تب آپ نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| لَا تَخْمُشْنَ وَجْهًا | سوگواری کے وقت چہرہ مت نوچو |
| وَلَا تَلْطِمْنَ خَدًّا | منہ کو نہ پیٹو۔ |
| وَلَا تَنْتِفْنَ شَعْرًا | بال نہ نوچو۔ |
| وَلَا تَمْزِقْنَ جَيْبًا | کپڑے نہ پھاڑو |
| وَلَا تُسَوِّدْنَ ثَوْبًا | سیاہ کپڑے مت کرو |
| وَلَا تَدْعِيْنَ بِالْوَيْلِ | بَین مت کرو۔ |
| وَلَا تُقِمْنَ عِنْدَ قَبْرٍ | قبر پر نہ جاؤ۔ |

عورتوں نے ان سب باتوں کا اقرار کیا۔ کہ ایسا ہی ہوگا۔ جب آپ نے فرمایا ہے ہندہ بھی اس جماعت میں چہرہ پر نقاب ڈالے حاضر تھی۔ یہ چاہتی تھی کہ کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد اپنے آپ کو ظاہر کرے۔ کیونکہ اس کو خوف تھا۔ کہ کہیں میں اپنی کرتوتوں کے سبب تہ تیغ نہ کی جاؤں۔ یہ تھی بڑی ہوشیار اور چلبلی چنانچہ جب آپ نے فرمایا اُبَايِعُكُنَّ عَلٰى اَنْ لَا تُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا (خدا کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرو)۔ تو کہنے لگی۔ کہ یا حضرت آپ مردوں سے اسلام اور جہاد کی بیعت لیتے ہیں اور ہم سے اس کی۔ جس کا کوئی جواب آپنے نہیں دیا۔ پھر آپ نے لَا تَسْرِقْنَ فرمایا (چوری مت کرو) اسپر بولی کہ میرا میاں

Marfat.com

ابوسفیان سخت بخیل انسان ہے۔ میں اس کے مال میں سے چوری کرتی رہی ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ وہ میرے پر حلال ہے یا حرام۔ ابوسفیان معاً بول اٹھا کہ جو کچھ تو نے اب تک لیا یا آئندہ لے گی وہ تیرے پر حلال ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور معلوم کر گئے کہ یہ ہندہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو ہندہ بنت عتبہ ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ اے نبی اللہ میری گذشتہ خطائیں معاف کرو۔ خدا آپ کو معاف کرے۔ پھر آپ نے فرمایا ولا تزنین (زنا مت کرو) تب ہندہ بولی کہ یا رسول اللہ کیا کوئی شریف عورت زنا بھی کرتی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا۔ لَا تَقْتُلْنَ اَوْلَادَکُنَّ (اپنی اولاد کو قتل نہ کرو) ہندہ نے کہا۔ کہ ہم نے ان کو بچپن میں پالا پوسا اور جب وہ جوان ہو گئے تو آپ نے انہیں قتل کیا اس سے اُس کی مراد اس کے بیٹے حنظلہ کی تھی جو حضرت علی کے ہاتھ سے میدان بدر میں کام آیا۔ حضرت عمر اس کی اس بات سے بہت ہی ہنسے۔ اور حضور علیہ السلام نے بھی تبسم فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ (کسی پر جھوٹ مت لگاؤ) تب ہندہ نے کہا کہ خدا کی قسم بہتان ایک حقیر اور ذلیل کام ہے۔ آپ نہایت بہترین اُمور کی ہمیں تلقین فرماتے ہیں۔

اور لا یعصینک فی معروف کے جواب میں اس نے کہا۔ کہ اب ہم اس مجلس میں اس واسطے حاضر نہیں ہوئیں۔ کہ آپ کے احکام کی خلاف ورزی کریں۔ غرضیکہ یہ پرلطف جلسہ ہنسی خوشی ... اختتام پذیر ہوا۔ اور اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پھوپی ام ہانی کے مکان پر تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے غسل کر کے نفل چاشت ادا کئے

Marfat.com

بعدازیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی جگہ جنگ حنین پیش آگئی جسکی تفصیل یہ ہے۔ کہ جب مکہ معظمہ حضور کے ہاتھ پر فتح ہوگیا۔ تو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ گویا اسلام کے قبول کرنے کا ایک دروازہ کھل گیا۔ برخلاف قبیلہ ہوازن اور ثقیف کے وہ پہلے سے زیادہ اسلام کی دشمنی اور بیخکنی کے لئے تیار ہوگئے۔ اور لشکر جمع کر کے مکہ معظمہ پر حملے کی تیاری کی۔ حضور کو جب اس کی خبر پہنچی تو آپ بھی تیار ہوگئے شوال ۸ھ کو یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ اور بارہ ہزار سپاہ کے ہمراہ حضور نے مقابلہ کیا۔

اس جنگ میں کچھ ناتجربہ کار نوجوان اور کچھ نومسلم لوگ شامل ہوئے۔ اور سب سے آگے وہ بڑھے جس سے دشمن کو ان کے بھگا دینے کا موقع مل گیا اور اسلامی لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے محض ذات قدسی صفات رحمۃ للعالمین ہی اکیلے رہ گئے۔ اور فاطر سے اتر کر آپ زور سے فرماتے۔

انا النبی لا کذب — میں نبی ہوں اسمیں کچھ جھوٹ نہیں

انا ابن عبد المطلب — میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں

انصار اور مہاجر کو آپ نے للکارا۔ تو وہ لبیک لبیک کہتے ہوئے ایسے واپس آئے جیسے کبوتروں کے ٹکری ایک آواز سے آجاتی ہے۔ پھر جمکر مسلمان لڑے اور میدان لے لیا۔ بہت سے لوگ قید ہوئے اور بیحساب مال غنیمت ملا۔ دشمنوں میں سے کچھ لوگ بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہوئے اسواسطے وہاں کا محاصرہ بھی چندروز تک کیا گیا

مگر قبیلہ ہوازن کے لوگوں نے آکر معافی مانگ لی۔ اور چھ ہزار قیدی آپنے رہا کر دیئے۔

Marfat.com

آپ جعرانہ میں واپس تشریف لائے۔ اور مال غنیمت کے تقسیم کا معاملہ پیش آیا۔ حضور نے بہت سا حصہ جدید الاسلام لوگوں کو بطور مؤلفۃ القلوب کے عطا کیا گویا مکہ والوں کو جنہیں قریش بھی تھے مالا مال کر دیا۔ اور بہت کم حصہ انصار کو ملا۔

انصار میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ اور حضور کو بھی اس سے اطلاع ملی۔ تو آپ نے انصار کو جمع کر کے مندرجہ ذیل خطبہ دیا

## بیسواں خطبہ

| | |
|---|---|
| فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ | خدا کی تعریف اور ثنا ایسی کی جو اس کی شان |
| ثُمَّ قَالَ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ | کے شایاں ہے۔ پھر فرمایا کہ اے گروہ انصا |
| مَا مَقَالَةٌ بَلَغَتْنِیْ عَنْکُمْ | ر وہ کیا بات ہے جو تمہاری نسبت مجھے پہنچی |
| وَجِدَةٌ وَجَدْتُمُوْهَا عَلَیَّ فِیْ | ہے۔ اور کچھ غصہ تمہارے دلوں میں میری |
| اَنْفُسِکُمْ۔ اَلَمْ اٰتِکُمْ ضُلَّالًا | نسبت ہے۔ کیا تم میرے پاس گمراہ نہیں |
| فَهَدَاکُمُ اللّٰهُ وَعَالَةً | آئے تھے۔ اور اللہ نے تم کو ہدایت کی۔ |
| فَاَغْنَاکُمُ اللّٰهُ بِیْ | تم عیالدار تھے۔ اللہ نے تم کو میرے سبب |
| وَاَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ | سے غنی کر دیا۔ اور باہم دشمن تھے۔ خدا |
| قُلُوْبِکُمْ۔ | نے تم کو باہم دوست بنا دیا۔ |

بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے۔

| | |
|---|---|
| یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ یَمُنَّ اللّٰهُ | اے گروہ انصار کے اللہ نے تم پر ایمان کا احسان |
| عَلَیْکُمْ بِالْاِیْمَانِ وَخَصَّکُمْ بِالْکَرَامَةِ | نہیں کیا۔ اور تم کو اس بزرگی سے خاص کیا |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| وَسَمَّاكُمْ بِأَحْسَنِ الْأَسْمَاءِ أَنْصَارُ اللّٰهِ وَأَنْصَارُ رَسُوْلِهٖ ط | کہ تمہارا نام بہترین نام قرار پایا یعنی اللہ اور اس کے رسول کے مددگار۔ |
| قَالُوْا بَلَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمَنُّ وَأَفْضَلُ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُجِيْبُوْنِيْ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا بِمَاذَا نُجِيْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ الْمِنَّةُ وَالْفَضْلُ۔ | انصار نے کہا کیوں نہیں اللہ اور اس کے رسول کا ہم احسان مانتے ہیں۔ پھر آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اے انصار تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ہم کیا جواب دیں (ہم مانتے ہیں) کہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہم پر بہت احسان ہے۔ |

اور ایک روایت میں ہے۔ کہ انہوں نے یوں جواب دیا۔

| | |
|---|---|
| قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَجَدْتَنَا فِيْ ظُلْمَةٍ فَأَخْرَجَنَا اللّٰهُ بِكَ إِلَى النُّوْرِ وَوَجَدْتَنَا عَلٰى شَفَا جُرُفٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَنَا اللّٰهُ بِكَ وَوَجَدْتَنَا ضُلَّالًا فَهَدَانَا اللّٰهُ بِكَ فَرَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا | انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ نے ہم کو تاریکی میں پایا۔ آپ کی بدولت خدا نے ہم کو نور کی طرف ہدایت کی ہم آگ کے گڑھ کے کنارہ پر تھے۔ آپ کی بدولت خدا نے ہمکو اس سے بچایا۔ ہم گمراہ تھے۔ آپ کی بدولت خدا نے ہم کو ہدایت کی۔ پس ہم اللہ کے رب اسلام کے دین اور محمد صلعم کے نبی ہونے پر دل سے راضی اور خوش ہیں۔ |
| فَافْعَلْ مَا شِئْتَ فَأَنْتَ | آپ جو چاہیں کریں آپ کو کوئی |

Marfat.com

يا رسول الله في حلٍّ
قال اذا والله لو شئتم
لقلتم فصدقتم
اتيتنا مكذبًا
فصدقناك
ومخذولا فنصرناك
وطريدا
فآويناك
وعائلا فاغنيناك
وخائفا
فامناك
فقال الانصار المن لله ولرسوله
والفضل علينا وعلى غيرنا
فقال ما الذي يبلغني عنكم
قالوا هو الذي بلغك
لانهم لا يكذبون
فقال رسول الله صلعم انی اعطی
رجالا حديثو عهد بكفر
اتالفهم اوجد ثم يا معشر
الانصار في انفسكم لغاغة

روک نہیں۔

آپ نے فرمایا۔ اگر تم چاہتے تو تم کہہ سکتے
تھے۔ اور اپنے کہنے میں تم سچے بنی ہو۔
(یعنی مجھے مخاطبہ کرتے ہوئے کہتے) کہ آپ
اسوقت ہمارے پاس آئے جبکہ لوگ آپکی
تکذیب کرتے اور ہمنے تصدیق کی۔ اور آپ
ہمارے پاس اُسوقت آئے جب بے مددگار تھے
ہمنے آپ کی مدد کی۔ آپ بے ٹھکانہ تھے ہمنے
آپکو ٹھکانہ دیا۔ آپ تعلقات عیالداری رکھتے
تھے۔ آپ کو اس سے بیفکر کر دیا۔ آپ خائف
تھے ہم نے آپ کو امن دیا۔

انصار نے کہا۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کا
ہمپر احسان اور تفضل ہے نہ صرف ہمپر بلکہ اوروں پر بھی
آپنے فرمایا کہ وہ کیا ہے جو مجھ کو تمہاری بات
پہنچا ہے۔ چونکہ انصار جھوٹ نہیں بولتے
تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے جو کچھ آپنے سُنا
آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے ایسے لوگوں
کو دیا ہے کہ جو نومسلم ہیں۔ اور ان کی تالیف
قلوب کی گئی ہے۔ اے انصار کیا تم کو کچھ شبہ
ہے۔ ہمنے لوگوں کو اس لئے دیا ہے۔ کہ ان

Marfat.com

| | |
|---|---|
| اَلَّفْتُ بِهَا قَوْمًا لِيُسْلِمُوا وَيُسْلِمُ غَيْرُهُمْ تَبْعًا لَهُمْ - وَوَكَلْتُكُمْ اِلَى اِسْلَامِكُمُ الثَّابِتِ الَّذِيْ لَا يُتَزَلْزَلُ - | کی تالیف قلوب ہو۔ اور ان کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی مسلمان ہوں۔ اور تمہارے غیر متزلزل ایمان اور اسلام پر جس سے تم ٹلنے والے نہیں ہو بھروسہ کیا ہے۔ |
| اَلَا تَرْضَوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَرْجِعُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى رِحَالِكُمْ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ اَيْ لَا نَسَبْتُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ شِعْبًا جَبَلَيْنِ وَ سَلَكَ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ - اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَاَبْنَاءَ الْاَنْصَارِ - | اے انصار کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ بھیڑ بکری لیجائیں۔ اور تم رسول خدا کو لیکر اپنے گھروں کو جاؤ۔ مجھے خدا کی قسم ہے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی۔ تو میں بھی انصار میں سے ایک شخص ہوتا۔ یعنی چونکہ میں مہاجر ہوں انصار کس طرح ہو سکتا ہوں؟۔ اگر لوگ دو پہاڑوں کی وادیوں میں چلیں۔ تو میں اسی وادی کے راستہ جاؤں گا۔ جس راستہ انصار چلینگے۔ اے اللہ انصار اور ان کی اولاد پر رحم فرما۔ |

اس خطبہ سے انصار ایسے متاثر ہوے کہ سب کے سب رو رہے تھے اور ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو رہی تھیں۔ بالآخر وہ بھنائی ہوئی آواز سے بول اُٹھے۔

رَضِيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ قَسْمًا وَحَظًّا ہم رسول اللہ صلعم کے تقسیم اور حصہ پر بدل راضی ہیں

پھر حضور تشریف لیگئے۔ اور لوگ منتشر ہو گئے

اب ہم سال نہم ہجرت میں آتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں۔ کہ حضور نے لوگوں

سے وصولیٔ زکوٰۃ کے لئے بعض نامور صحابہ کو مامور کیا ہے قبیلہ بنی تمیم کو ادائے زکوٰۃ سے انکار ہے۔ اور آپ عیینہ بن حصن بن فزاری کو ان کی سزا کے لئے تعیین کر کے بھیجتے ہیں۔ چنانچہ اس نامور صحابی نے ایسا موقعہ دیکھکر اُنپر یورش کی۔ کہ ان کے بارہ آدمی اور یارہ ہی عورتیں اور تیس لڑکے قید کر کے مدینہ میں حاضر کئے۔ جس کے پیچھے اطلاع پانے پر قبیلہ بنو تمیم کے لوگ عطارد بن حاجب بن زراہ تمیمی۔ زبرقان بن بدر قیس بن بعد نعیم بن سعد عمرو بن اہتم اقرع بن حابس۔ اپنے شعراء اور خطبا کو لیکر بغرض رہائی اپنے اسیر شدہ لوگوں کے مدینہ میں وارد ہوئے۔ اور آتے ہی اپنے لوگوں کو اسیر دیکھا اور قیدیوں نے بھی واویلا شروع کر دیا۔ اور پھر یہ لوگ مسجد کی طرف لپکے۔ جبکہ آپ حضرت عائشہ کے حجرہ میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ ہر چند لوگوں نے ان لوگوں سے کہا کہ نماز ظہر کا وقت قریب ہے۔ ابھی حضور آیا ہی چاہتے ہیں۔ مگر یہ لوگ شور کرتے ہی رہے۔ جس کے سبب سے حضرت آنکھیں ملتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا کون لوگ ہیں جنہوں نے مجھے سونے نہیں دیا۔ اذان ہوئی نماز ادا کی گئی۔ بعد از نماز پھر انہوں نے واویلا شروع کی۔ جس کا جواب کچھ نہ دیا گیا۔ اور آپ داخل حجرہ ہوئے اور دوگانہ ادا کر کے دوبارہ باہر تشریف لائے۔ اور بنو تمیم پیش ہوئے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم لوگ شاعر اور خطیب ہیں۔ اور شعراء اور خطباء پر لوگوں کے سود و زیاں کا بہت کچھ انحصار ہے۔ ہم بھی اپنے شاعر اور خطیب لائے ہیں۔ تاکہ ہم آپ سے مفاخرت کریں۔ آپ نے جواب میں فرمایا

مَا بِالشِّعْرِ بُعِثْتُ وَلَا بِالْفَخْرِ اُمِرْتُ یعنی میں شعر کے لئے دنیا میں نہیں بھیجا گیا اور نہ فخر کیلئے بولو

تاہم آپ بیٹھ گئے اور اس کو بھی ایک تبلیغی رنگ سمجھکر فرمایا۔ کہ اچھا کہو تم کیا کہتے ہو۔ تب زبرقان بن بدر نے اپنے لوگوں میں سے عطارد بن حاجب کو حکم دیا۔ کہ خطبہ پڑھے۔ چنانچہ سیر میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے۔

## اکیسواں خطبہ

| | |
|---|---|
| لما دخل وفد بنی تمیم المسجد | جب بنو تمیم کا وفد مسجد نبوی میں داخل ہوا |
| النبوی نادوا رسول اللہ صلعم | تو انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو |
| من وراء الحجرات اَنْ اُخرج | حجروں کے اندر آواز دی کہ اے محمد صلعم |
| الینا یا محمد فتاذی من | آپ باہر تشریف لائیے۔ جس سے حضور کو |
| صیاحھم رسول اللہ صلی | ان کے چلانے سے تکلیف ہوئی۔ آپ |
| اللہ علیہ وسلم فخرج الیھم | تشریف لائے تو انہوں نے کہا۔ کہ ہم اسلئے |
| فقالوا یا محمد جئناک لنفاخرک | آئے ہیں کہ آپ سے ہم مفاخرت کریں۔ |
| فأذن لشاعرنا وخطیبنا | آپ ہمارے شعراء اور خطبا کو اجازت دیں |
| قال نعم قد اذنت لخطیبکم | آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا چنانچہ ان میں |
| فلیقل فقام الیہ عطارد بن | سے عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور بولا۔ |
| حاجب فقال الحمد | سب تعریف ہو اس اللہ کی جو ہم سب پر |
| للہ الذی لہ علینا الفضل | مزیت رکھتا ہے۔ اور وہ اس مزیت کا |
| وھو اھلہ۔ الذی جعلنا | حقدار ہے۔ جس نے ہم کو بادشاہ بنایا |
| ملوکًا ووھب لنا اموالًا | اور بہت بڑے مال عطا فرمائے جن کو ہم |
| عظامًا نفعل فیھا المعروف | نیک کاموں پر صرف کرتے ہیں۔ |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| وجعلنا اعزّ اهل المشرق | اور اہل مشرق میں ہم کو معزز بنایا۔ اور ہم کو |
| واکثرہ عددًا وابسرہ عدّۃ | کثرت عطا کی (اور معاش) میں یُسر بخشا |
| فمن مثلنا فی الناس۔ | پس ہمارے جیسا لوگوں میں کون ہے۔ |
| اولسنا رؤساء الناس واولی | کیا ہم لوگوں کے رئیس نہیں ہیں؟ اور |
| فضلهم فمن یفاخرنا فلیعدد | فضیلت میں اُن سے بڑھکر نہیں؟ جو |
| مثل ما عددنا وان لونشاء | شخص ہمارے مقابل فخر کرتا ہے وہ بھی |
| لاکثرنا الکلام ولکن یحیی من | ایسی چیزوں کو شمار کرے جو ہم نے شمار |
| الاکثار فیما اعطانا | کی ہیں۔ اور اگر ہم چاہتے۔ تو اس سے زیادہ |
| وانا نعرف اقول هذا | طول کلامی کرتے۔ لیکن بیہودہ گوئی سے ہم |
| الان لتاتونا بمثل | کو شرم آتی ہے۔ اس معاملہ میں جو ہم کو خدا نے |
| قولنا وامر افضل | دے رکھا ہے۔ اب میں (مقابلۃً) چاہتا |
| من امرنا۔ ثم جلس فقم | ہوں۔ کہ تم بھی مجھ جیسی باتیں اور امور |
| رسول اللہ صلعم لثابت بن قیس | بیان کرو"۔ پھر وہ بیٹھ گیا۔ پس آنحضرت |
| بن شماس اخی بلحارث بن | نے ثابت بن قیس سے فرمایا۔ اور تم کھڑے |
| الخزرج قم فاجب الرجل فی خطبتہ | ہوکر اس کا جواب دو۔ |

چنانچہ وہ کھڑے ہوگئے اور یوں خطبہ پڑھا۔

## بائیسواں خطبہ

| | |
|---|---|
| فقال الحمد للہ الذی | پس اس نے کہا سب تعریف اللہ کی ہے |
| خلق السموٰت والارض خلقه | جس نے زمین اور آسمان پیدا کئے۔ |

Marfat.com

قضى فيهن امره ووسع كرسيه
علمه ولم يك شئ قط الامن
فضله ثم كان من قدرته ان جعلنا
ملوكا واصطفى من خلقه رسولا
اكرمهم نسبا واصدقهم حديثا
وافضلهم حسبا فانزل عليه
كتابه وائتمنه على خلقه
فكان خيرة الله من العلمين
ثم دعى الناس الى الايمان
فامن برسول الله المهاجرون
من قومه ذوى رحمته اكرم
الناس انسابا واحسن الناس
وجوها وخير الناس
فعالا ثم كان اول الناس
اجابة واستجاب الله حين دعاه
رسول الله صلعم فنحن انصار الله
ووزراء رسوله نقاتل الناس
حتى يؤمنوا بالله ورسوله منع
ماله ودمه ومن كفر
جاهدناه فى الله ابدا

اور ان میں اپنا حکم جاری کیا۔ اور اپنے علم
کے غلبہ کو وسیع فرمایا۔ اور کوئی چیز اس کے
فضل کے بدوں مل نہیں سکتی۔ پھر اس
کی قدرت دیکھو کہ اُسنے ہم کو بادشاہ
بنایا۔ اور اپنی مخلوق میں سے ایک رسول
مبعوث کیا۔ جو صادق گفتار اور عالی نسب
ہے۔ پھر اس پر اپنی کتاب نازل کی
اور اپنی مخلوقات پر اس کو امین ٹھہرایا
اور وہ (درحقیقت) دنیا کے لوگوں میں
سے برگزیدہ ہے۔ پھر اس نے لوگوں
کو ایمان باللہ کیطرف دعوۃ دی۔ پھر اس
کے قوم کے مہاجرین نے جو رحیم شریف
النسب اور ذی وجاہت اور نیک کردار
لوگ ہیں وہ اسپر ایمان لائے۔ پھر ہم لوگ
اسپر ایمان لائے جبکہ اسکے بولے نے ہمارے
بارے میں اسکی دعا قبول کی۔ پس ہم لوگ انصار اللہ
اور اسکے رسول کے وزیر ہیں ہم لوگوں سے
لڑتے ہیں تاکہ وہ لوگ اللہ اور اسکے رسول پر
ایمان لائیں (جس سے انکو یہ فائدہ ہوتا ہے)
کہ انکا مال و جان محفوظ ہو جاتے ہیں جو انکار کریگا ہم اس سے محض خدا کیلئے

Marfat.com

| | |
|---|---|
| وکان قتله علينا يسيرًا۔ اقول | اور ایسے لوگوں کو قتل کرنا ہمارے پر |
| قولی هذا واستغفر الله | بہت آسان ہے۔ میں اب اتنی بات پر اکتفا کرتا |
| للمؤمنين وللمؤمنات | ہوں اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے |
| والسلام عليكم۔ | اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور تمہارے پر بھی سلامتی ہو |
| ثم قالوا يا محمد أذن لشاعرنا | پھر انہوں نے اپنے شاعر کیلئے اجازت طلب |
| فقال نعم۔ | کی۔ اور آپ نے اجازت دی |

چنانچہ زبرقان بن بدر اُن کی طرف سے کھڑا ہوا۔ اور مندرجہ ذیل اشعار فی البدیہہ اس نے پڑھے۔

| | |
|---|---|
| نحن الکرام فلا حیّ یعادلنا | ہم کریم لوگ ہیں کوئی قبیلہ ہمارا ہمسر نہیں |
| نحن رؤس فینا السادة الرفع | ہم ہی سردار ہیں اور ہمارے میں ہی بلند رتبہ سردار ہینگے۔ |
| ونطعم الناس عند القحط کلهم | قحط کے دنوں میں ہم شریف لوگوں کو کھانا کھلاتے |
| من الشریف اذا لم یؤنس انفزع | ہیں جبکہ کوئی کسی کی ہائے پکار نہیں سنتا۔ |
| اذا ابینا فلا یابی لنا احدٌ | جب ہم اپنا فخر و عزت بیان کرتے ہیں تو کسیکو امکان |
| انا کذالک عند الفخر نرتفع | انکار نہیں ہوتا۔ ہم ایسا ہی فخر کے موقعہ پر |
| سب سے بلند تر ثابت ہوتے ہیں | |
| فمن یفاخرنا فی ذاك یعرفنا | (مندرجہ بالا باتوں میں) ہمارا کوئی مقابلہ کرنے |
| فیرجع القول والاخبار تستمع | کی طاقت رکھتا ہے۔ باتیں اور خبریں دنیا |

میں چھپی نہیں رہتیں ۔ نہاں کے ماند آں رازیکہ کزو سازند محفلہا۔

اس موقعہ پر حسان بن ثابت موجود نہیں تھے۔ اور آپ نے اُن کو آدمی بھیجکر طلب کیا۔ چنانچہ حضرت حسان کی زبان سے یوں روایت ہے۔

Marfat.com

| | |
|---|---|
| قال حسان فلما جاءنی رسوله | حسان بن ثابت نے کہا کہ جب میری پاس |
| فاخبرہ انہ دعانی لاجیب شاعر | انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آدمی آیا اور مجھو کہا |
| بنی تمیم خرجتُ الی رسول اللہ | کہ آپکو حضور بنی تمیم کے شعرار کا جواب دینے کے |
| صلعم وانا اقول | لئے طلب فرماتے ہیں۔ اور میں نے کہا۔ |
| منعنا رسول اللہ اذحل وسطنا | جبکہ اللہ کے رسول ہمارے ہیں آکر فروکش ہوئے |
| علی کل باغ من معدٍ وارا غم | تو ہمنے ہر ایک معد اور راغم کے باغیوں سے محفوظ رکھا |
| منعناہ لما حل بیوتنا | جب وہ ہمارے ہیں آگئے تو ہم نے ہر ایک |
| باسیافنا من کل عادٍ وظالم | ظالم کو اپنی تلوار کے بل سے روک دیا۔ |
| ببیتٍ حدیدٍ عزہٗ وثراؤہٗ | مضبوط مکان ہیں کہ جسکو اسکے مکینوں نے معزز |
| بجابیۃ الجولانِ وسط الاعاجم | کردیا تیز تیروں کے ساتھ باشندگان عجم میں |
| ھل المجد الا السودد الجود والندیٰ | بزرگی سرداری بخشش اور کرم سے اور شاہی |
| وجاہ الملوک واحتمال العظائم | رعب وداب اور بھاری کاموں کی ذمہ داری |

سے (حاصل ہوتی ہے)

یہ قصیدہ کوئی بائیس شعر کا تھا۔ جو حضرت حسان نے پڑھا۔ جو بقیہ شعر بغرض اختصار چھوڑ دیئے گئے۔ اقرع شاعر فریق مخالف کا کھڑا ہوا اور اس طرح بولا۔

| | |
|---|---|
| اتیناک کیما یعرف الناس فضلنا | ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ تاکہ لوگ |
| اذا اختلفوا عند اذکار المکارم | ہماری فضیلت کو جانچ لیں۔ جبکہ فضیلت |

کے معاملہ میں کوئی جھگڑا ہو۔

| | |
|---|---|
| وانا رؤس الناس من کل معشر | ہم ہر ایک گروہ کے سردار اور رئیس سے |

Marfat.com

وان لیس فی ارض الحجاز کدارم بڑھ کر رئیس اور سردار ہیں حتی کہ حجاز کی زمین میں قبیلہ داری جیسا (معزز) کوئی قبیلہ نہیں ہے۔

وان لنا المرباع من کل غارۃ ہر ایک لوٹ میں خواہ تہامہ میں ہو یا نجد میں تکون بنجد او بارض التھائم ہماری چوتھائی مسلم امر ہے۔ یعنی ہم ایسے ڈاکو اور چور ہیں کہ سارے ڈاکو اور چور ہمارے خراج گزار ہیں۔

آخر حضرت حسان سے نہ رہا گیا۔ اور وہ با یمائے سرور کائنات کھڑے ہوئے۔ اور نہایت جوش سے بولے۔

بنی دارم لا تفخروا ان فخرکم اور بنی دارم تم اپنے فخر سے باز آؤ۔ یہہ یعود وبالا عند ذکر المکارم تمہارا فخر تمہارے لئے وبال جان ہوگا جبکہ شرفار کا ذکر آ گیا۔ یعنی تم شرفار میں سے نہیں ہو۔

فان کنتم جئتم لحقن دماءکم تم تو اس لئے آئے ہو۔ کہ جانیں قتل سے واموالکم ان تقسموا فی المقاسم اور تمہارے مال تقسیم ہونے سے محفوظ رہیں یعنی تم تو اپنے قیدیوں اور اپنی جانوں اور مالوں کی حفاظت کی درخوست لیکر آئے ہو

ھبلتم علینا تفخرون۔ وانتم تم ہمارے معاملہ میں فریب خوردہ ہو کہ تم ہمپر لنا خول من بین ظیر وحارم فخر کرتے ہو باوجودیکہ تم ہمارے ظیر وعارم (شہروں کے نام ہیں) کے رہنے والے نوکر ہو۔

فلا تجعلوا للہ ندا اوا سلموا (دیکھو) خدا کا شریک کسیکو مت ٹھہراؤ۔ اور مان جاؤ

ولا تفخروا عند النبی بدارم اور نبی صلعم کے سامنے دارمی ہونیکا فخر نہ کرو

والا وبیت الرب مالت اکفنا ورنہ خانہ کعبہ کے خدا کی قسم ہی کہ ہمارے ہاتھ

علی رؤسکم بالمرھفات الصوارم تمہارے سروں پر تیز تلواروں سے کام کرینگے

Marfat.com

اس سوال وجواب سے دارمی چونکہ سخن شناس تھے۔ بات کو پاگئے۔ اور آپ کا لوہا مان لیا اور تائید ایزدی جو کھلے طور پر ان کو نظر آئی تاڑ گئے۔ کہ اس کاروبار میں کوئی زبردست ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ اور آخر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو مناسب انعامات سے ممتاز کیا۔ اور قیدیوں کو رہائی بخشی۔

ان واقعات کے بعد کچھ سرایا پیش آئے اور غزوہ تبوک کی اہم مہم رونمائی جس کا ذکر قرآن مجید میں مفصل مذکور ہے۔ اور یہ مہم منافقین اور مسلمین کو جدا جدا دکھانے والی ہے۔ آپ نے حضرت علی کو مدینہ طیبہ کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور حضرت ابوبکر کو لشکر کا سردار قرار دیا۔ اور ثنیۃ الوداع پہنچکر لشکر کا جائزہ لیا اور زبان فیض ترجمان سے یوں خطبہ پڑھا۔

## تئیسواں خطبہ

| | |
|---|---|
| بعد ان احمد اللہ واثنی علیہ ۔ ایھا الناس ان اصدق الحدیث کتاب اللہ واوثق العری کلمۃ التقوی وخیر الملل ملۃ ابرھیم وخیر السنن سنۃ محمد واشرف الحدیث ذکر اللہ واحسن القصص ھذا القران۔ | خدا کی حمد وثنا کے بعد اے لوگو! سب سے سچی بات خدا کی بات ہے۔ اور بعض قریبی دوسرے قریبیوں سے زیادہ مستحق قرابت ہیں۔ مضبوط رسی تقوی کی بات ہے اور بہترین گروہ۔ گروہ ابراہیم علیہ السلام ہے۔ اور بہترین طریقہ محمد کا طریقہ ہے۔ سب باتوں سے بہتر بات خدا کا ذکر ہی ہے اور سب بیانوں سے بہتر بیان یہ قرآن شریف |

Marfat.com

وَخَيْرُ الْأُمُورِ عَوَازِمُهَا وَشَرُّ
الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا + وَأَحْسَنَ
الْهُدٰى هُدَى الْأَنْبِيَاءِ وَأَشْرَفُ
الْقَتْلِ قَتْلُ الشُّهَدَاءِ وَأَعْمَى
الْعَمَى الضَّلَالَةُ بَعْدَ الْهُدٰى -
وَخَيْرُ الْأَعْمَالِ مَا نَفَعَ - وَخَيْرُ
الْهُدٰى مَا اُتُّبِعَ وَشَرُّ الْعَمٰى
عَمَى الْقَلْبِ + وَالْيَدُ الْعُلْيَا
خَيْرٌ مِنْ يَدِ السُّفْلٰى + وَمَا
قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَ
أَلْهٰى وَشَرُّ الْمَعْذِرَةِ حِيْنَ
يَحْضُرُ الْمَوْتُ - وَشَرُّ
النَّدَامَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ - وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ لَا يَأْتِي الْجُمُعَةَ
إِلَّا نَزْرًا - وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَذْكُرُ
اللّٰهَ إِلَّا هُجْرًا + وَمِنْ أَعْظَمِ
الْخَطَايَا اللِّسَانُ الْكَذُوبُ
وَخَيْرُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ
وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى
وَرَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ +

بہترین معاملات کا پختہ کاری اور بدترین معاملات
کا بدعات ہیں۔ بہترین ہدایت انبیاء کی
ہدایت ہے۔ اور بہترین موت شہداء کی
موت ہے۔ سخت نابینائی وہ گمراہی ہے جو
ہدایت کے بعد ہو۔ بہترین اعمال وہ ہیں
جو سودمند ہوں۔ بہترین ہدایت وہ ہے
جسکی پیروی کی جائے۔ بدترین نابینائی
دل کی تاریکی ہے۔ اوپر کا ہاتھ نیچے کے
ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینے والا لینے والے سے اچھا)
تھوڑی چیز جو کافی ہو۔ اس بہتی سے جو غافل
کرے بہتر ہے۔ بدترین عذر وہ ہے جو موت سامنے
آنے پر کیا جائے۔ بدترین ندامت وہ ہوگی جو
قیامت کو دیکھکر کیجاویگی۔ بعض آدمی جمعہ میں
کم حاضر ہوتے ہیں۔
اور بعض اللہ کو اس طرح یاد کرتے ہیں جس میں
اخلاص نہیں ہوتا۔
بڑا گناہ جھوٹ بولنا ہے۔
دل کی دولتمندی بہترین دولت ہے۔ اور
بہترین زاد راہ خدا کا ڈر ہے۔
بڑی حکمت خدا سے ڈرنا ہے۔

Marfat.com

| | |
|---|---|
| وَخَیْرُ مَا أُلْقِیَ فِی الْقَلْبِ الْیَقِیْنَ - | جو دل میں بات آئے اُن سب میں سے بہتر |
| وَالْاِرْتِیَابُ مِنَ الْکُفْرِ - وَ | (اسلام پر) یقین اور کفر سے بیزاری ہے۔ |
| النِّیَاحَةُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِیَّةِ | بَین کرنے جاہلیت کی بات ہے (یعنی خلاف |
| وَالْغُلُوْلُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ - | اسلام ہی) دھوکہ باز جہنمی ہے۔ |
| وَالسُّکْرُ جَمْرُ النَّارِ + وَالشِّعْرُ | مسکرات کا استعمال دوزخ ہے۔ شعر ابلیسی |
| مِنْ إِبْلِیْسَ - وَالْخَمْرُ جِمَاعُ | کام ہے۔ شراب گناہوں کی ماں ہے۔ |
| الْاِثْمِ - وَالنِّسَاءُ حَبَائِلُ | عورتیں شیطان کے ڈورے ہیں۔ |
| إِبْلِیْسَ - وَالشَّبَابُ شُعْبَةٌ | عالم جوانی ایک قسم کا جنون ہے۔ بدترین |
| مِنَ الْجُنُوْنِ - وَشَرُّ الْمَکَاسِبِ | کمایوں سے سود کی کمائی ہے۔ |
| کَسْبُ الرِّبَا - وَشَرُّ الْمَاکِلِ | بدترین خوراک یتیم کا مال ہے۔ |
| أَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ - وَالسَّعِیْدُ | نیک وہ ہے۔ جو دوسرے کی حالت |
| مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِهٖ - وَالشَّقِیُّ | سے عبرت حاصل کرے۔ کمبخت |
| مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ أُمِّهٖ - وَإِنَّمَا | اپنی ماں کے پیٹ میں ہی کمبخت ہوتا |
| یَصِیْرُ کُمْ أَحَدُکُمْ إِلٰی مَوْضِعِ | ہے۔ تم میں سے ہر ایک چار ہاتھ کے زمین |
| أَرْبَعَةِ أَذْرُعٍ وَالْأَمْرُ إِلٰی آخِرِهٖ | میں جانے والا ہے۔ معاملہ کا انجام دیکھنا |
| وَمِلَاکُ الْعَمَلِ خَوَاتِیْمُهٗ - وَ | چاہیے۔ اور عمل کا مدار انجام پر ہے۔ |
| أَرْبَى الرِّبَا الْکَذِبُ + وَکُلُّ | جھوٹ بڑھنے والی چیز ہے۔ جو آنے والی |
| مَا هُوَ آتٍ قَرِیْبٌ - وَسِبَابُ | چیز ہے۔ وہ قریب ہی سمجھو۔ مومن کی عیب |
| الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ - وَقِتَالُ | چینی فسق ہے۔ اور مومن کا قتل کفر |
| الْمُؤْمِنِ کُفْرٌ - وَأَکْلُ لَحْمِهٖ | ہے۔ اور اس کی شکایت کرنا خدا کا |

Marfat.com

مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ - وَحُرْمَةُ مَالِهٖ — گناہ ہے۔ مومن کے مال کی عزت بھی
كَحُرْمَةِ دَمِهٖ - وَمَنْ تَوَكَّلَ — اس کی جان کی سی ہے۔ جو خدا پر بھروسہ
عَلَى اللهِ كَفَاهُ - وَمَنْ صَبَرَ — کرے وہ اس کو کافی ہے۔ جو صبر اختیار
ظَفِرَ - وَمَنْ يَعْفُ يَعْفُ — کرے۔ وہ کامیاب ہوا۔ جو (لوگوں کو)
اللهُ عَنْهُ - وَمَنْ كَظَمَ الْغَيْظَ — معاف کرے خدا اس کو معاف کرے گا۔ اور
يَأْجُرْهُ اللهُ وَيُضَاعِفُ لَهٗ - — جو غصہ پی جائے۔ خدا اسکو دوگنا اجر دیگا۔
وَمَنْ يَّصْبِرْ عَلَى الرَّزِيَّةِ — جو تکالیف و مصائب پر صبر کرے۔ خدا اس کو
يُعَوِّضْهُ اللهُ - وَمَنْ يَّتَّبِعِ — اس کا بدلہ دیگا۔ جو ہدایت کو سنکر اس پر
السُّمْعَةَ يُسَمِّعِ اللهُ بِهٖ - وَ — عامل ہو۔ خدا اس کی (دعا) کو سنے گا۔ جو
مَنْ يَصُمْ يُضَاعِفِ اللهُ لَهٗ - — (رمضان کے) روزے رکھے اسکا دوگنا اجر لیگا
وَمَنْ يَعْصِ اللهَ يُعَذِّبْهُ اللهُ — اور جو معصیت کرے اس کو عذاب ہوگا۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ + اَللّٰهُمَّ — اے اللہ میری امت کو معاف کر۔ اے اللہ مجھ
اغْفِرْ لِيْ وَلِاُمَّتِيْ - اَسْتَغْفِرُ — اور میری امتہ کو معاف کر۔ اور میں تمہارے
اللهَ لِيْ وَلَكُمْ — اور اپنے لئے خدا سے معافی مانگتا ہوں

پھر حضور معہ لشکر روانہ تبوک ہوئے۔ تبوک گاؤں کا نام ہے یا چشمہ کا جس پر آپ بغرض مقابلہ دشمن خیمہ زن ہوئے۔

اس مہم سے واپسی کے بعد آپ پر سورۂ براۃ کا نزول ہوا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا۔ کہ آپ جا کر یوم الحج میں اس حکم کو سنادو۔ چنانچہ حضرت علی نے یوم الاضحیہ کو لوگوں کو مخاطب کر کے یوں فرمایا۔

# چوبیسواں خطبہ

| | |
|---|---|
| يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي رَسُوْلُ رَسُوْلِ | اے لوگو میں رسول اللہ کا تمہاری طرف فرستادہ |
| رَسُوْلِ اللهِ اِلَيْكُمْ بِاَنْ لَا يَدْخُلَ | ہوں۔ (سنو آیندہ) کوئی کافر کعبہ میں |
| الْبَيْتَ كَافِرٌ وَلَا يَحُجَّ الْبَيْتَ | داخل نہ ہو۔ اور کوئی مشرک حج نہ کرے |
| مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ | اور کوئی شخص ننگا طواف نہ کرے۔ |
| عُرْيَانٌ ۔ وَمَنْ كَانَ لَهٗ عَهْدٌ عِنْدَ | اور جن لوگوں کے معاہدات حضور سے |
| رَسُوْلِ اللهِ فَلَهٗ عَهْدُهٗ اِلٰى اَرْبَعَةِ | ہیں وہ چار ماہ تک قائم رہینگے۔ اور جن کا |
| اَشْهُرٍ وَمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ فَلَهٗ مُدَّةُ | کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ اُنکے لئے بقیہ حرام |
| بَقِيَّةِ الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ | کے مہینوں کی مہلت ہے۔ |

اس کے علاوہ حضرت علی رضؓ نے سورۃ برأت کی پہلی دس آیتیں بھی پڑھ کر سنادیں۔

اس ادائیگی فرض کے بعد حضرت علی واپس تشریف لاکر حاضر حضور ہوئے یہی سال ہے۔ کہ جسمیں تمام اطراف واکناف عرب سے حضور کی خدمت میں وفود آئے۔ اسی واسطہ اس سال کو عام الوفود کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ان مخلصین مومنین نے جنہوں نے عسرت اور تنگی کی گھڑیوں میں آپ کا ساتھ دیا۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اب دسواں سال ہجرۃ شروع ہوتا ہے جسکو اسلامی تاریخ میں حجۃ الوداع کا لقب ملا۔ حضور کو قیام امن اور تبلیغ احکام اسلام کی اہمیت پیش نظر ہے۔ اور آپ ایک دم کے لئے بھی اپنے فرض رسالت سے بیفکر نہیں ہیں۔

---

لہ چونکہ یہ خطبہ آنحضرت کے حکم سے پڑھا گیا۔ گویا یہ آپ کا ہی خطبہ ہے۔

Marfat.com

اسی سال میں آپ نے فراغت حج کے بعد نصاری نجران کو تبلیغ اسلام کی اور وہ باہمی مشاورت کے بعد ایک جماعت کیصورت میں آپکی خدمت میں مباحثہ کے طور پر حاضر ہوئے۔ اور جانبین میں الوہیت مسیح پر اور اس کے ابطال پر خوب بحث ہوئی۔ بالآخر آیت مباہلہ نے اس کا فیصلہ کیا۔ اور انہوں نے بھی اپنی رضا ظاہر کی۔ چنانچہ حضور معہ حضرت علی و حسنین و فاطمۃ الزہرا حاضر میدان مباہلہ ہوئے مگر نصاریٰ نے آثار غضب خداوندی اپنے پر نازل ہوتے دیکھکر اس سے گریز کیا۔ اور معافی چاہی اور جزیہ دینا قبول کرکے واپسی کا قصد کیا۔ اور درخواست کی۔ کہ کسی مسلمان نیکبخت کو ہمارے دنیوی معاملات کے تصفیہ کے لئے ہمارے ساتھ بھیجا جائے۔

یہ واقعہ ۱۰ھ ہجری میں ۲۰۔ یا ۲۵۔ ذی الحجہ کو ظہور پذیر ہوا۔ اسی سال میں باذن فرمانفرمائے یمن نے دنیا سے کوچ کیا۔ اور حضور علیہ السلام نے اس کے بیٹے شہریار کو اس کی جگہ بحال اور قائم رکھا۔ ہاں یمن کے دو شہر اور کچھ اراضی حضرموت کے علاقہ کی۔ بلحاظ ملکی انتظام کے معاذ بن جبل رضہ کے ماتحت کردی اور ان کی روانگی کے وقت یوں آپ نے خطبہ فرمایا

## چھبیسواں خطبہ

| | |
|---|---|
| وَقَالَ لَهٗ يَا مُعَاذُ اِنَّكَ تَقْدِمُ | آپ نے فرمایا دیکھ اے معاذ تم اہل کتاب کیطرف |
| عَلٰى قَوْمٍ اَهْلِ كِتَابٍ وَاِنَّهُمْ | جاتے ہو۔ اور وہ تم سے کلید جنت کی نسبت |
| سَائِلُوْكَ عَنْ مَفَاتِيْحِ الْجَنَّةِ | سوال کرینگے (یعنے پوچھینگے کہ جنت میں پہنچنے |
| فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ مَفَاتِيْحَ الْجَنَّةِ | کی کنجی کیا ہے۔ پس ان کو کہنا۔ کہ جنت کی کنجی |

Marfat.com

لا اله الا الله وانها تخرق كل شيء حتى تنتهي الى الله عز وجل ولا تحجب دونه من جاء بها يوم القيامة مخلصا بكل ذنب۔ فقال ارايتك ما سئلت عنه واختصم الى مما ليس في كتاب الله ولم اسمع منك سنة فقال تواضع لله يرفعك ولا تقضين الا بعلم فان اشكل عليك امر فاسئل ولا تستحي واستشر ثم اجتهد فان الله عز وجل ان يعلم منك الصدق يوفقك فان التبس عليك فقف حتى تبينه او تكتب الى فيه واحذر الهوى فانه قائد الاشقياء الى النار وعليك بالرفق ۵

لا الہ الا اللہ ہے۔ اور وہ (یعنے لا الہ الا اللہ) ہر ایک پردہ کو جو درمیان اللہ اور اس کے بندے میں ہے اٹھا دیتا ہے۔ اور پھر کوئی حجاب گناہ کا بندے اور اللہ کے درمیان قیامت کو نہیں ہوگا۔ حضرت معاذ نے کہا کہ اگر مجھ سے ایسی باتوں کی نسبت پوچھا گیا۔ اور فیصلہ کرنے کی نوبت آئی۔ جس کا مجھے قرآن اور آپ کی سنت سے علم نہ ہو تو پھر میں کیا کروں) آپنے فرمایا کہ خدا کے حضور گریہ وزاری کرو کہ خدا تمکو عزت دیگا۔ اور کوئی فیصلہ بجز یقین کے مت کیجیو اگر ایسی مشکل آپڑی تو لوگوں سے پوچھو اور مشورہ کرنے سے مت جھجکو اور پھر اپنے اجتہاد سے بھی کام لو۔ پھر اگر خدا تمہارے میں صدق اور راستی پائیگا۔ تو تم کو توفیق فیصلہ عطا کریگا۔ اگر کوئی امر تمہارے پر پھر بھی مشکوک رہے تو پھر ٹھہر جا۔ کہ تجھے کوئی راستہ سوجھے۔ یا میری طرف لکھ دے اور ہوا و ہوس کی پیروی نہ کیجیو کیونکہ وہ کمبختوں کو آگ کی طرف لیجاتی ہے۔ اور نرمی اور مدارا کو اپنا شعار بنانا۔

آپ نے اب حج کا ارادہ فرمایا۔ جس حج کو حجۃ الوداع سے اسلامی دنیا میں یاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اعلان حج کیا گیا۔ اور لوگ اطراف واکناف عرب سے

Marfat.com

مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ہفتہ کے روز تیئیس ذیقعد اور ایک روایت میں پچیس ذیقعدہ کو مدینہ سے نکلکر باہر خیمہ زن ہوئے۔ اور اس سفر میں تمام ازواج مطہرات کے علاوہ ایک سو چوبیس ہزار لوگ ہمرکاب حضور والا تھے لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لا شریک لک لبیک کے نعرے زمین سے اٹھ کر آسمان سے ٹکرا رہے تھے۔ یہ قافلہ وارد مکہ ہوا۔ اور طواف کے بعد جمعرات کے دن زوال شمس کے وقت آپ منیٰ کو تمام حاجیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور ظہر عصر مغرب و عشا وہاں ہی ادا کی اور وہاں ہی رات کو شب باش ہوئے۔ علی الصباح جب سورج نکل آیا۔ آپ عرفات کو تشریف لیگئے۔ اور اپنے خیمہ میں جو عرفات کے ایک کونہ پر نصب تھا فروکش ہوئے۔ جب سورج ڈھل گیا غسل کیا۔ اور داخل عرفات ہو کر مندرجہ ذیل خطبہ آپ نے فرمایا۔

## چھبیسواں خطبہ

| | |
|---|---|
| اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَتُوْبُ اِلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ | سب تعریفیں اللہ کی ہیں ہم اسکی تعریف کرتے ہیں اس سے مدد اور معافی چاہتے اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں ہم اپنی نفسوں کی شرارتوں اور برے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں جسکو خدا ہدایت دے اسکو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جسکو وہ گمراہ کرے اسکو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود بجز خدا کے نہیں وہ اکیلا ہی اور اسکا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا رسول اور بندہ ہی |

Marfat.com

أُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ
وَأَحُثُّكُمْ عَلَى الْعَمَلِ بِطَاعَتِهٖ
وَأَسْتَفْتِحُ اللّٰهَ بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ
أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا
مِنِّيْ أُبَيِّنْ لَكُمْ فَإِنِّيْ لَا
أَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا أَلْقَاكُمْ
بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا فِيْ مَوْقِفِيْ
هٰذَا - أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّهَا
النَّاسُ إِنَّ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ
وَأَوَّلُ رِبًا أَبْدَءُ بِهٖ رِبَا الْعَبَّاسِ
بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَإِنَّ دِمَاءَ
الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ - وَأَوَّلُ
دَمٍ أَبْدَءُ بِهٖ دَمُ حَارِثِ بْنِ
رَبِيْعَةَ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ
الْمُطَّلِبِ - وَكَانَ مُسْتَرْضَعًا
فِيْ بَنِيْ لَيْثٍ فَقَتَلَهٗ بَنِيْ هُذَيْلٍ
فَهُوَ أَوَّلُ مَا أَبْدَءُ بِهٖ مِنْ دِمَاءِ
الْجَاهِلِيَّةِ - وَإِنَّ مَآثِرَ
الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ غَيْرَ
السَّدَانَةِ وَالسِّقَايَةِ - وَالْعَمْدِ

اے لوگو میں خدا سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں - اور میں تمکو اپنے اعمال میں اس کی فرمانبرداری کی تحریک کرتا ہوں - اور خدا سے بہترین فیصلہ کی درخواست کرتا ہوں - اسکے بعد اے لوگو میں جو تمہارے پاس بیان کرتا ہوں اسکو سنو - میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد میں تمکو سکونگا اور اس مقام پر ملوں یا نہ ملوں - اے لوگو جاہلیت کے سب سود موقوف کئے گئے ہیں - اور پہلا سود جس کو میں موقوف کرتا ہوں - عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے اور پہلا خون جس کو میں بیان کرتا ہوں حارث بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا ہے -

(اس نے بنی لیث کا دودھ پیا اور بنو ہذیل نے اس کو قتل کیا - پس پہلا خون جاہلیت کا ہے - جس کو میں موقوف کرتا ہوں)

جاہلیت کی تمام رسوم منسوخ بجز رسم خدمت حجاج اور سقائی کے یعنی پانی پلانے کے -

# بقیہ خطبۃ حجۃ الوداع

قَوَدٌ وَشِبْهُ الْعَمَدِ مَا قُتِلَ
بِالْعَصَا وَالْحَجَرِ۔ فِيْهِ مِائَةُ
بَعِيْرٍ فَمَنِ ازْدَادَ فَهُوَ مِنَ
الْجَاهِلِيَّةِ۔ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ
الشَّيْطٰنَ قَدْ يَئِسَ اَنْ يُعْبَدَ
بِاَرْضِكُمْ هٰذِهٖ وَلٰكِنَّهٗ قَدْ رَضِيَ
اَنْ يُّطَاعَ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ
فِيْمَا تُحَقِّرُوْنَ مِنْ اَعْمَالِكُمْ
فَاحْذَرُوْهُ عَلٰى دِيْنِكُمْ
اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ
فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا
وَاِنَّ الزَّمَانَ اسْتَدَارَ فَهُوَ
الْيَوْمَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ وَاِنَّ
عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا
عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ
يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلٰثَةٌ

اور قتل عمد کی سزا قصاص ہے یعنی خون کا خون
اگر کوئی لاٹھی یا پتھر سے قتل کرے۔ تو وہ شبہ
عمد ہے۔ جسمیں سو اونٹ دیت ہے، اور جو اسپر زیادہ
کرے وہ جاہلیت کی رسم ہوگی۔ اے لوگو شیطان
مایوس ہوگیا ہے۔ کہ (اب) تمہاری زمین میں
اسکی پرستش ہو۔ لیکن وہ اس طرح اپنی اطاعت
کی خواہش کریگا کہ تم لوگ اپنے چھوٹے چھوٹے
اعمال کی پروا نہ کرو۔ تم اس کے (ان حملوں
سے) اپنے دین میں ڈرتے رہو (اور ہوشیار رہو)
اے لوگو۔ مہینہ کو ادھر ادھر کردینا یہ کفر کی
زیادتی ہے۔ اس سے کافر لوگ گمراہ ہوگئے
ایک سال اس کو حلال اور ایک سال اس کو
حرام ٹھہراتے ہیں۔ زمانہ چکر لگاتا ہے۔ وہ آج
ایسا ہی ہے جیسا کہ (اول روز) خدا نے
زمین و آسمان پیدا کیے مہینوں کی گنتی خدا کے
نزدیک بارہ ہی ہے۔ جب سے کہ اُسنے
زمین و آسمان پیدا کیے۔

چار انہیں سے حرمت کے مہینے ہیں۔ تین تو

Marfat.com

مُتَوَالِيَاتٍ وَوَاحِدٌ فَرْدٌ۔
ذُوالْقَعْدَةِ وَذُوالْحِجَّةِ وَمُحَرَّمٌ
وَرَجَبُ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى
وَشَعْبَانَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ +
اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ لِنِسَائِكُمْ حَقًّا
وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ حَقًّا فَعَلَيْهِنَّ
اَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ غَيْرَكُمْ
وَلَا يَدْخُلْنَ بُيُوْتَكُمْ
اَحَدٌ تَكْرَهُوْنَهٗ اِلَّا بِاِذْنِكُمْ
وَلَا يَاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ
فَاِنْ فَعَلْنَ فَقَدْ اُذِنَ
لَكُمْ اَنْ تَهْجُرُوْهُنَّ
فِي الْمَضَاجِعِ وَتَضْرِبُوْهُنَّ
ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ
فَاِنِ انْتَهَيْنَ فَلَهُنَّ
رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ وَاسْتَوْصُوْا
بِالنِّسَاءِ خَيْرًا۔ فَاِنَّهُنَّ
عِنْدَكُمْ عَوَانٌ لَا
يَمْلِكْنَ لِاَنْفُسِهِنَّ شَيْئًا

تو یکے بعد دیگرے آتے اور ایک اکیلا ہے۔ تین جو
یکے بعد دیگرے آتے ہیں ذی قعد ذی الحجہ اور
محرم ہیں۔ اور چوتھا ماہ رجب جو جمادی اور شعبان
کے درمیان ہوا ہوگا مینے تم کو پہنچا دیا ہے۔
اے لوگو تمہاری عورتوں کے تمہارے پر کچھ حق ہیں
جسطرح کہ تمہارے حق انپر ہیں۔ عورتوں کا فرض ہے کہ وہ
تمہارے بستروں پر خوابگاہوں کو تمہارے غیر سے
ملوث نہ ہونے دیں اور کسی ایسے شخص کو جس کو
تم پسند نہیں کرتے تمہارے گھروں میں داخل
نہ ہونے دیں ہاں تمہاری اجازت سے کوئی
حرج نہیں۔ اور انکو لازم ہے کہ کوئی بیحیائی کا کام
نہ کریں۔ اگر وہ بیحیائی کا کام کریں تو میں تمکو اجازت
دیتا ہوں کہ ان کو اپنی خوابگاہوں سے سزا کے
طور پر علیحدہ کردو اور انکو مارو بھی۔ مگر ایسا مارنا
جو مضرت رساں نہ ہو یعنی کسی اعضا کو بیکار
نہ کیا جائے۔ پھر اگر وہ بیحیائی سے رک جائیں تو تمہارے
ذمہ انکا روٹی کپڑا ہوگا۔ جو درمیانہ رنگ میں
ہو۔ عورتوں کے لئے بہتری کی وصیت کرو۔
کیونکہ وہ تمہاری مددگار ہیں۔ اور اپنی جان تک
تم کو دے چکی ہیں

إِنَّمَا أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ
اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ
بِكَلِمَةِ - فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي
النِّسَاءِ وَاسْتَوْصُوا بِهِنَّ خَيْرًا -
أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ
إِخْوَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ مَالُ
أَخِيهِ إِلَّا عَلَى طِيبِ نَفْسٍ أَلَا
هَلْ بَلَّغْتُ؟ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ
أَلَا لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِي كُفَّارًا
يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ
فَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَّا إِنْ
أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللّٰهِ
رَبِّكُمْ - أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ؟
اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ !
أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ
وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ كُلُّكُمْ
لِآدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ
وَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ فَضْلٌ
إِلَّا بِالتَّقْوَى - أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ

خدا نے تم کو اپنی امانت دے رکھی ہے اور ایک
خدائی حکم سے ان کی شرمگاہ بس تمہارے
پر حلال کی گئی ہیں - پس عورتوں کے معاملہ میں
خدا سے ڈرجاؤ اور انکے لئے بہتری کی وصیت کرو -
اے لوگو مومن باہم بھائی بھائی ہیں کسی
شخص کو اپنے بھائی کا مال حلال نہیں مگر ہاں اجازت سے
اے لوگو میں تم کو پہنچا چکا یعنی پیغام حق -
اے خدا گواہ رہو -
خبردار میرے بعد کافر نہ ہوجانا کہ تم ایکدوسرے
کو قتل کرنے لگ جاؤ میں نے تمہارے میں ایسی
کتاب چھوڑی ہے کہ اگر اس کو مضبوط کرکے
پکڑوگے تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے - اور وہ تمہارے
رب کی کتاب ہے - لوگو میں تم کو پیغام حق
پہنچا چکا - اے خدا گواہ رہو -
اے لوگو تمہارا خدا ایک ہے اور تمہارا باپ
بھی ایک ہے - تم تمام آدم کی اولاد ہو - اور
آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے - خدا
کے نزدیک وہی بزرگ ہے جو زیادہ متقی ہے
عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں - مگر ہاں
تقوی اور خشیۃ اللہ سے - دیکھو حاضر لوگ

Marfat.com

| | |
|---|---|
| الغائب! | غیر حاضروں کو میرا پیغام پہنچا دیں۔ |
| ایّھا النّاس انّ اللہ | اے لوگو خدا نے ہر ایک وارث کے لیے |
| قسم لکلّ وارثٍ نصیبہٗ من | اس کا حصّہ میراث مقرر کر دیا ہے۔ اور اس |
| المیراث ولا تجوز وصیّۃ فی | کی وصیت ثلث مال سے زیادہ کی جائز نہیں |
| اکثر من الثلث۔ والولد للفراش | ہے۔ بچہ باپ کا ہے اور زانی کے لیے پتھر |
| وللعاھر الحجر | ہے۔ یعنی رجم۔ |
| من ادّعی الی غیر ابیہ او | جو اپنے باپ کو چھوڑ کر اور کو باپ بنائے |
| تولّی غیر موالیہ فھو ملعون | اور اپنے آقا کو چھوڑ کر اور کو آقا بنائے۔ وہ |
| لا یقبل اللہ منہ صرفًا و عدلًا | ملعون مردود ہے۔ خدا اس سے کوئی قبول نہیں |
| والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ | کریگا۔ خدا کا سلام اور رحمت تم پر ہو۔ |

## ستائیسواں خطبہ

| | |
|---|---|
| روی عن انس بن مالک | انس بن مالک سے روایت ہے کہ ہمکو رسول خدا |
| رضی اللہ عنہ قال خطبنا | صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا کہ خدا ایسے شخص |
| رسول اللہ صلعم نضّر اللہ امرأً | کی مدد کرے جو میری باتوں کو سنے اور ان کو |
| سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا | محفوظ رکھے اور پھر ان لوگوں کو پہنچائے |
| وبلّغھا من لم یسمعھا ثم ذھب | جنہوں نے نہیں سنا اور پھر وہ اسی طرح |
| بھا الی من لم یسمعھا فربّ | جنہوں نے نہیں سنا وہ بھی پہنچاوے اکثر حامل فقہ ایسے |
| حامل فقہٍ لا فقہ لہ وربّ | ہوتے ہیں کہ خود تو نہیں سمجھتے اور اکثر ایسے بھی |
| حامل فقہٍ الی من ھو افقہ منہ | حامل فقہ ہوتے ہیں جو اپنے سے زیادہ |

سمجھدار کو بات پہنچاتے ہیں۔

## اٹھائیسواں خطبہ

عن ابن عبادٍ قال کان الذی یصرخ فی الناس بقول رسول اللہ صلعم وھو علی عرفۃ ربیعۃ بن امیہ ابن خلف یقول لہ رسول اللہ۔ قُلْ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ ھَلْ تَدْرُوْنَ اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا فَیَقُوْلُوْنَ اَلشَّھْرُ الْحَرَامُ فَیَقُوْلُ قُلْ لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ اِلٰی اَنْ تَلْقَوْا رَبَّکُمْ کَحُرْمَۃِ شَھْرِکُمْ ھٰذَا قَالَ قُلْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ اَیُّھَا النَّاسُ فَھَلْ تَدْرُوْنَ اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا۔ فَیَصْرُخُ فَیَقُوْلُوْنَ اَلْبَلَدُ الْحَرَامُ فَیَقُوْلُ قُلْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ اِلٰی اَنْ تَلْقَوْا رَبَّکُمْ کَحُرْمَۃِ بَلَدِکُمْ ھٰذَا ثُمَّ قَالَ قُلْ اَیُّھَا النَّاسُ ھَلْ تَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا فَقَالَ لَھُمْ فَقَالُوْا یَوْمُ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ

عبادہ سے روایت ہے کہ جو شخص لوگوں تک رسول اللہ کی بات پکار کر عرفات کے دن پہنچاتا تھا وہ ربیعہ بن امیہ ابن خلف تھا۔ آنحضرت نے اسکو فرمایا لوگوں سے کہو کہ رسول اللہ فرماتے ہیں۔

تم جانتے ہو کہ یہ کونسا مہینہ ہے لوگوں نے کہا کہ شہر الحرام ہے۔ پھر آپنے فرمایا۔ کہ اُن سے کہدو۔ کہ جس طرح یہ مہینہ حرمت کا ہے۔ اسیطرح تمہارے پر ایک دوسرے کا خون اور مال قیامت تک حرام ہے۔

پھر آپ نے فرمایا لوگوں سے پوچھو کہ تم جانتے ہو۔ یہ کونسا شہر ہے ربیعہ نے چلا کر پوچھا لوگوں نے کہا کہ حرمت والا شہر آپنے فرمایا کہ ان سے کہو کہ خدا نے تمہارے باہم خون اور مال قیامت تک ایسے ہی حرام کئے ہیں جس طرح کہ اس شہر کی عزت ہے۔ پھر آپنے فرمایا۔ کہ ان سے پوچھو کہ یہ کونسا دن ہے لوگوں نے کہا۔ کہ

حج اکبر کا دن ہے۔

Marfat.com

ثم قال ان اللہ حرم علیکم — آپ نے فرمایا کہ اُن سے کہو کہ تمہارے مال
اموالکم و دماءکم الی ان تلقوا — واموال باہم قیامت تک ایسے ہی قابل
ربکم کحرمۃ یومکم ھذا — عزت و حرمت ہیں جس طرح کہ آج کا دن۔

بعض روایات میں آگے یہ الفاظ اور ایزاد کئے گئے ہیں۔

الا فلیبلغ شاھدکم — دیکھو حاضر غیر حاضر کو پہنچا دے کہ میرے
غائبکم لا نبی بعدی ولا — بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور تمہارے
امۃ بعدکم ثم رفع یدیہ — بعد کوئی امت نہیں ہے۔ پھر آپ نے دونوں
حتی انہ لیری بیاض ابطیہ — ہاتھ اٹھائے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی
ثم قال اللھم اشھد انی — دیتی تھی۔ پھر کہا اے اللہ گواہ رہو۔ کہ
قد بلغت۔ — میں پہنچا چکا۔

لوگوں سے آپ نے مخاطب ہو کر فرمایا۔

الا ھل بلغت؟ — کیا میں پہنچا چکا یا نہیں۔

سب بول اُٹھے کہ نعم نعم یا رسول اللہ۔ سب نے کہا کہ ہاں ہاں

پھر آپ نے فرمایا۔ اللھم اشھد — اے اللہ گواہ رہو۔

انہیں خطبوں میں یہ الفاظ بھی صحیح مسلم کے قابل توجہ ہیں جو آپ نے ارشاد فرمائے۔

ان امر علیکم عبد — اگر کوئی نک کٹا حبشی بھی تمہارے پر حاکم
مجدع اسود یقودکم بکتاب — ہو اور تم کو کتاب اللہ پر چلائے تو اس کی
اللہ فاسمعوا لہ واطیعوا + — سننا اور اطاعت کرنا۔

اسلام کے اولین فرائض کی نسبت فرمایا۔

Marfat.com

اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَطِيْعُوْا اِذَا اَمَرَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ

(زاد المعاد)

اپنے اللہ کی پرستش کرو۔ پانچوں نمازیں اور رمضان کے روزے ادا کرو۔ میرے احکام کی اطاعت کرو۔ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (زاد المعاد)

اسی دن آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ کا بڑے زور سے اعلان کیا گیا اور تمام دنیا کے سامنے تکمیل دین کی خوشخبری پہنچائی گئی۔

اب رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین فخر الاولین والآخرین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان خطبات کے بعد اپنی امت اور حاضرین کو الوداع فرمایا۔ اور قربانی کے سو اونٹ جو تھے ان میں سے بعض کو آپ نے خود ذبح کیا اور باقی حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کئے اور ان کا گوشت پوست سب کو خیرات کرنے کی ہدایت فرمائی حتےٰ کہ مزدوری بھی الگ دی جائے۔ معمر بن عبداللہ بلوا کر آپ نے سر مبارک کے بال منڈوائے ابو طلحہ اور اس کی بیوی ام سلیم کو خود محبت سے کچھ آپ نے بال مرحمت فرمائے۔ اور باقی ابو طلحہ نے مسلمانوں میں دو دو اور ایک ایک تقسیم کئے۔ چاہ زمزم پر آپ تشریف لائے اور حضرت عباس کے ہاتھ سے پانی کھڑے کھڑے نوش فرمایا۔

غرضیکہ ۱۲ تاریخ ذی الحجہ تک جو ایام تشریق ہیں منیٰ میں رمی الجمارہ فرماتے اور ۱۳ تاریخ کو خانہ کعبہ کا آخری طواف کر کے وہیں نماز صبح ادا کی۔ اور قافلوں کو واپسی کا حکم دیا۔ اور خود بھی بنفس نفیس مع انصار و مہاجر عازم طیبہ ہوئے

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

راستہ میں ایک مقام خُم پر پہنچکر آپنے ایک تالاب کے کنارے ایک خطبہ فرمایا۔ اس واسطے اس خطبہ کو لوگ خم غدیر کے خطبہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

## انتیسواں خطبہ

| | |
|---|---|
| امابعد ایھا الناس فانما | حمد و ثنا کے بعد۔ لوگو! میں ایک آدمی ہوں |
| انا بشر یوشک ان یاتی | ممکن ہے کہ میرے پاس خدا کا فرستادہ آجائے |
| رسول ربی فاجیب وانا | (یعنی فرشتہ موت) اور مجھے قبول کرنا ہے۔ |
| تارک فیکم الثقلین | میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں۔ |
| اولھما کتاب اللّٰہ | اول کتاب اللہ اسمیں ہدایت اور نور ہے تم |
| واستمسکوا بہ | لوگ کتاب اللہ کو خوب زور سے پکڑو۔ اور اسی |
| واھل بیتی اذکرکم | سے تمسک کرو۔ دوسرے میرے اہل بیت |
| فی اھل بیتی۔ | کے معاملہ میں تم کو یاد دلاتا ہوں۔ |

آخر کا جملہ آپنے مکرر سہ کرر فرمایا۔

بعض کتب احادیث میں جیسے ترمذی اور طبری ہیں اُن میں ایسے الفاظ بھی اس خطبہ میں مروی ہیں۔ جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبت کی گئی ہے۔ چنانچہ ابو سعید کی روایت اس طرح ہے۔

| | |
|---|---|
| عن ابی سعید قم تشکا الناس علی | ابو سعید سے روایت ہے کہ لوگوں نے علی بن |
| ابن ابی طالب نقام رسول اللّٰہ | ابی طالب کی شکایت کی تو رسول اللہ صلعم |
| خطیبا فسمعتہ یقول یا ایھا | نے خطبہ پڑھا۔ میں نے سنا کہ آپنے فرمایا۔ اے |
| الناس لاتشکوا علیا فو اللّٰہ | لوگو علی کی شکایت مت کرو۔ خدا کی قسم |

Marfat.com

انہ لاخشی الناس فی سبیل اللہ۔ — وہ خدا کی راہ میں لوگوں سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

ان روایتوں میں ایک فقرہ ایسا ہے جو امامیہ اور اہل سنت میں مشترک طور پر مسلم ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ

من کنت مولاہ فعلیؓ مولاہٗ۔ اللھم وَالِ من والاہ وعادِ من عاداہٗ۔ — جس کا میں محبوب ہوں علی بھی اس کا محبوب ہے، اے خدا جو علی کو اپنا دوست سمجھے اس کو تو بھی دوست رکھ۔ اور جو اس سے عداوت کرے تو بھی اس سے عداوت کر۔

دراصل حضرت علی یمن کے حاکم مقرر کر کے بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ آپ وہاں کے لوگوں کے ہمراہ ہی آکر حجۃ الوداع حضور علیہ السلام کے شامل ہوئے وہاں کوئی ایسا معاملہ پیش آیا۔ کہ جس سے حضرت علی سے آپ کے ہمراہی ناراض ہوئے اور آنحضرت سے انہوں نے شکایت کی تو آپ نے شکایت کرنیوالوں کو صاف فرمادیا۔ کہ علی کو اس سے زیادہ حق پہنچتا تھا۔ اسی غرض سے یہ خطبہ راستہ میں ہی آپ نے غدیر خم پر فرمایا۔ جسکو صاحب سیرۃ حلبیہ نے اس طرح نقل کیا ہے۔

## تیسواں خطبہ

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبُ وَاِنِّیْ مَسْئُوْلٌ وَّاَنْتُمْ مَسْئُوْلُوْنَ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ — اے لوگو میں تمہارے جیسا آدمی ہوں مجھے قریب ہے کہ اللہ کیطرف سے بلاوا آئے اور مجھے قبول کرنا ہوگا۔ اور (دیکھو) کہ میں بھی اور تم بھی پوچھے جاؤ گے۔ تم کیا کہو گے لوگوں نے کہا کہ ہم گواہی دینگے۔ کہ آپ نے ہمکو پیغام حق پہنچایا

Marfat.com

وَجَهَدْتَ وَنَصَحْتَ فَجَزَاكَ
اللهُ خَيْرًا فَقَالَ صلعم اَلَيْسَ
تَشْهَدُوْنَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
وَاَنَّ جَنَّتَهٗ حَقٌّ وَنَارَهٗ حَقٌّ
وَاَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَاَنَّ الْبَعْثَ
حَقٌّ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَنَّ السَّاعَةَ
اٰتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللهَ
يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ۔
قَالُوْا بَلٰى نَشْهَدُ۔ قَالَ اَللّٰهُمَّ
اَشْهَدْ الحدیث
ثُمَّ حَضَّ عَلَى التَّمَسُّكِ بِكِتَابِ
اللهِ وَوَصّٰى بِاَهْلِ بَيْتِهٖ اَيْ فَقَـ
اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ
كِتَابُ اللهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ
وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ
الْحَوْضَ وَقَالَ فِيْ حَقِّ عَلِيٍّ
كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهٗ لَمَّا كَرَّرَ عَلَيْهِمْ
اَلَسْتُ اَوْلٰى بِكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ
ثَلَاثًا وَهُمْ يُجِيْبُوْنَهٗ صلعم

وخوب کوشش سے پہنچایا اور آپنے ہمکو نصیحت کی
اللہ آپ کو اس کی جزا خیر دے۔ پھر آپنے فرمایا۔
کہ کیا تم اس بات کی شہادت نہیں دیتے کہ بجز
خدا کے اور کوئی معبود نہیں اور محمد اسکا بندہ اور رسول ہے
اور جنت اور دوزخ حق ہیں اور موت
حق ہے۔ اور موت کے بعد جی اٹھنا
حق ہے۔ اور قیامت آنے والی ہے۔
جس میں کچھ شک نہیں اور لوگ قبروں
سے اٹھائے جائینگے۔ سب نے کہا
کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ ہم سب ان
باتوں کا اثبات میں جواب دیتے ہیں۔
تب آپنے فرمایا۔ کہ اے اللہ گواہ رہو جیسا
کہ حدیث میں ہے۔ پھر آپ نے لوگوں کو
قرآن پر عملدرآمد کی طرف تحریص دلائی اور
اپنے اہل بیت کی نسبت وصیت کی یعنی یہ فرمایا
کہ میں تمہارے میں دو بھاری چیزیں کتاب اللہ اور اہل
بیت کو چھوڑتا ہوں۔ یہ دونوں باہم جدا نہیں
ہونگے حتی کہ وہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں
پھر آپنے حضرت علی کی نسبت کچھ مکرر سہ کرر فرمایا
اور پھر آپنے تین دفعہ فرمایا کہ کیا میں نہیں تمہارے نفسوں

Marfat.com

بالتصدیق والاعتراف ورفع صلعم ید علی کرم اللہ وجہہ و قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ وانصر من نصرہ و اعن من اعانہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث دارہ {جن فقرات کے نیچے خطوط ہیں انکو بعض صحیح مانتے ہیں اور بعض الحاقی}

سے زیادہ محبوب نہیں ہوں سب نے اقرار کیا اور اعتراف کیا۔ اور حضرت علی کا ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے اے اللہ جو اس کو دوست بنا تو بھی اسکو دوست ٹھہرا۔ اور جو اس سے دشمنی کرے تو بھی اس کا دشمن ہو۔ جو اس کو محبوب رکھے اس کو اپنا محبوب بنا اور جو شخص اس سے دشمنی کری تو بھی اس کا دشمن ہو۔ جو اسکی مدد کرے تو اس کی مدد کر جو اسکی اعانت کرے تو بھی اس کی اعانت کر جو اسکو ذلیل کرے تو بھی اسکو ذلیل کر۔ اور حق کو اسی طرف پھیر دے جسطرف کہ یہ پھرے

اگرچہ ہمارے امامیہ احباب تو عمرو بن العاص کی نسبت کچھ اور ہی فرماتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ انہوں نے نہایت شرح صدر سے یہ چند ابیات حضرت علی کی خدمت میں بطور تہنیت پیش کئے۔

| | |
|---|---|
| بیاٰل محمد عرف الصواب | آل محمدؐ میں نیکی کا ہونا صاف بات ہے چھپی |
| وفی ابیاتھم نزل الکتاب | نہیں انہیں کے گھروں میں کتاب اللہ نازل ہوئی ہے |
| وھم حجج الالہ علی البرایا | وہ خلق اللہ میں اس کی حجت ہیں۔ ان |
| بھم وبجدھم لا یستراب | میں اور انکے دادا کی بزرگی میں کسیکو شک نہیں |
| ولا سیما ابو حسن علی | بالخصوص ابوحسن علی۔ اس کا لڑائی میں وہ |
| لہ فی الحرب مرتبۃ تھاب | درجہ ہے۔ کہ جس سے دشمن کانپتا ہے۔ |
| طعام سیوفہ مھج الاعادی | دشمنوں کی جانیں اس کی تلواروں کا کھانا۔ |

Marfat.com

ونیفض دم الرقاب لھا شراب — اور ان کی گردنوں کا خون اس کا پانی ہے

وضربتہ کبیعتہ بخمّ — اس کی ضرب کے سامنے گردنیں ایسی جھکتی ہیں

معاقدھا من القوم الرّقاب — اور عہد و پیمان رکھتی ہیں جیسا کہ بیعت

خم کے وقت قوم کی گردنیں جھک گئیں۔

علیؑ الدرّ والذھب المصفّٰی — علی در یگانہ اور خالص سونا ہے۔ اور

وباقی الناس کلھم تراب — اور لوگ مقابلۃً مٹی ہیں۔

ھوالبکّاء فی المحراب لیلاً — وہ راتوں کو محراب میں رونے والا اور سخت

ھوالضحّاک اذا اشتدّ الضّراب — لڑائی میں بڑا ہنسنے والا ہے۔

ھوالبناء العظیم وفلک نوحؑ — وہ بناء عظیم کشتی نوح اور باب اللہ ہے۔

وباب اللہ وانقطع الخطاب — اس سے زیادہ اور کیا خطاب ہوگا جو دیا جائے

غرضیکہ یہ قدوسیوں کا گروہ حضرت سرور کائنات کے ہمرکاب منازل طے کرتا ہوا مدینہ منورہ کے قریب ذوالحلیفہ میں آکر شب باش ہوئے۔ آفتاب کا نکلنا تھا۔ کہ حضور علیہ السلام کی سواری مدینہ منورہ میں داخل ہوئی۔ اور سواد مدینہ کو ملاحظہ فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ کو زبان مبارک سے دہرایا۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ — اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔ اس کے بغیر کوئی

وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ — معبود نہیں۔ وہ یکتا اور لاشریک ہے اور

وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ — اسی کا ملک اور وہی قابل ستائش ہے۔ وہ ہر

شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اٰئِبُوْنَ۔ تَآئِبُوْنَ — ایک چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹتے ہیں توبہ کرتے

عَابِدُوْنَ۔ سَاجِدُوْنَ۔ — اور عبودیت کا اظہار کرتے اور سجدے کرتے۔

لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ — اپنے خدا کی تعریف کرتے ہوئے۔

Marfat.com

صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ۔

اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا ۔ اپنے بندہ کی نصرت کی ۔ اور دشمنوں کی جماعتوں کو ایک ایک کرکے شکست ہوئی ۔

اب ۱۰ھ ہجری کا آغاز ہوتا ہے ۔ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ کی تعمیل حجۃ الوداع میں ہو چکی ہے ۔ خدا اور اس کی مخلوق کو اپنی تبلیغ پر گواہ ٹھہرا چکے ہیں ۔ لوگ اقرار کر چکے ہیں ۔ کہ آپ نے تمام احکام اسلام ہم تک پہنچا دیئے ۔ اب جب نبوۃ اپنا فرض ادا کر چکی اللہ تعالیٰ بھی اپنا حکم اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا فرما چکا ۔ تو آپ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ کے مطابق زیادہ تر تسبیح وتہلیل واستغفار میں بسر فرماتے ۔ حجۃ الوداع کے خطبہ میں بھی آپ ارشاد فرما چکے کہ شاید تم مجھ کو اس جگہ پر آئندہ نہ دیکھ سکو ۔

اسی سال آپ غزوہ احد کے شہدار کی قبروں پر جا کر اُن سے بھی اسی طرح وداع ہوئے جس طرح زندوں سے ۔ اور ان پر نماز جنازہ بھی پڑھی ۔ اس کے بعد بھی آپ نے ایک خطبہ میں اپنی رخصت ہونے کا قرب بیان فرمایا ۔

## تیسواں خطبہ

قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ نَعٰی اِلَیْنَا نَبِیُّنَا وَحَبِیْبُنَا نَفْسَہٗ قَبْلَ مَوْتِہٖ بِشَھْرٍ فَلَمَّا دَنَی الْفِرَاقُ جَمَعَنَا فِیْ بَیْتِ اُمِّنَا عَائِشَۃَ فَنَظَرَ اِلَیْنَا

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ایک مہینہ قبل اپنی رحلت سے اپنے مرنے کی خبر دی ۔ تو ہم اس قرب موت کے دنوں میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے

Marfat.com

وَشَدَّدَ فَدَمَعَتْ عَيْنُهُ وَقَالَ
مَرْحَبًا بِكُمْ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ آوَاكُمُ
اللّٰهُ حَفِظَكُمُ اللّٰهُ رَفَعَكُمُ اللّٰهُ
نَفَعَكُمُ اللّٰهُ وَفَّقَكُمُ اللّٰهُ
سَلَّمَكُمُ اللّٰهُ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ
قَبِلَكُمْ أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى
اللّٰهِ وَأُوصِي اللّٰهَ بِكُمْ وَ
أَسْتَخْلِفُهُ عَلَيْكُمْ وَأُؤَدِّيكُمْ
إِلَيْهِ - إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ
أَلَّا تَعْلُوا عَلَى اللّٰهِ فِي عِبَادِهِ
وَبِلَادِهِ فَإِنَّهُ قَالَ لِي وَلَكُمْ
تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا
لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي
الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ
لِلْمُتَّقِينَ - وَقَالَ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ
مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ - فَقُلْنَا مَتَى
أَجَلُكَ قَالَ قَدْ دَنَا الْفِرَاقُ وَ
الْمُنْقَلَبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى سِدْرَةِ
الْمُنْتَهَى ؕ

آپ نے ہمکو خوب دیکھا۔ اور آپکی آنکھوں میں
آنسو آگئے۔ اور فرمایا خوش آمدید۔ خدا تم پر رحم کرے
وہ تمکو اپنی پناہ میں رکھے خدا تمہارے حافظ ہو۔ خدا تمہارے
مراتب اعلیٰ کرے۔ خدا تم کو سود مند ٹھہرائے۔ خدا تمکو
نیک اعمال کی توفیق عطا کرے۔ خدا تم کو سلامت رکھے
خدا تم لوگوں پر رحمت کرے۔ خدا تمکو قبول فرمائے۔
میں تم کو تقویٰ اللہ کی وصیت کرتا ہوں اور تمہارے
لئے اس سے نیکی کی سفارش کرتا ہوں۔ اور اسکو
تمہارے پر خلیفہ ٹھہراتا ہوں۔ اور اسکے سپرد کرتا ہوں۔
میں تمہارے لئے بشیر و نذیر ہو کر آیا ہوں دیکھو خدا کے احکام
میں زیادتی مت کرو۔ اور اسیطرح اسکے بندوں اور
شہروں میں زیادتی مت کرو اسنے مجھے اور تمکو یہ فرمایا ہو کہ دار آخرت
انہیں لوگوں کے لئے ہے۔ جو کہ زمین میں تکبر اور فساد نہیں
کرتے اور انجام کار متقی لوگوں کے لئے کامیابی ہے۔ اور
اسنے فرمایا ہے کہ کیا جہنم متکبروں کا ٹھکانا نہیں ہے؟
پھر ہمنے کہا کہ یارسول اللہ آپکا وصال کب ہوگا۔
تو آپ نے فرمایا کہ قریب ہے۔
اور میں اللہ اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف جانے
والا ہوں۔

الحاصل آپ ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ کو آدھی رات کے وقت جنۃ البقیع میں تشریف

Marfat.com

لے گئے اور واپسی کے وقت جناب کی طبیعت کچھ ناساز ہو گئی - یہ رات حضرت میمونہ کی باری تھی - اور بدھ کا دن تھا پانچ روز تو آپ متواتر اس ناسازی طبیعت میں باری باری ہر ایک بی بی کے گھر تشریف لے جاتے رہے پیر کے روز حضرت عائشہ کے حجرہ میں تشریف لائے - اور ازواج نے اجازت دی کہ آپ یہاں ہی قیام فرماویں ضعف اس قدر ہو گیا تھا - کہ آپ چل نہیں سکتے تھے چنانچہ حضرت علی اور حضرت عباس آپ کو تھام کر حضرت عائشہ کے حجرہ تک لائے -

جب تک حضور میں طاقت رہی مسجد میں نماز پڑھانے تشریف لاتے - سب سے آخری نماز آپ نے مغرب کی پڑھائی جس میں والمرسلات عرفًا قرات فرمائی - عشا کا وقت آیا - تو آپ نے فرمایا کہ نماز ہو چکی - لوگوں نے عرض کی کہ حضور کا انتظار ہے - چنانچہ لگن میں پانی ڈلوا کر آپ نے غسل کیا - آپ نے اٹھنا چاہا تو غش ہو گیا - اسی طرح چند بار نماز کی نسبت پوچھا اور غسل کیا - مگر اٹھنے پر غش آجاتا - آخر ش تیسری دفعہ جب اسیطرح غش کے بعد افاقہ ہوا - تو آپ نے فرمایا - کہ ابوبکر نماز پڑھائیں - اس وقت حضرت عائشہ نے اپنے باپ کے رقیق القلب ہونے کا عذر کیا - مگر آپ نے اپنے حکم کو بحال رکھکر پھر بھی یہی حکم دیا - کہ ابوبکر نماز پڑھائیں - اس کے بعد کئی روز تک آپکے ضعف کے سبب ابوبکر ہی نماز پڑھاتے رہے - وفات سے پانچ روز پہلے آپ کی طبیعت میں کچھ سکون ہوا - آپنے سات مشکیزوں سے غسل فرمایا - اور حضرت عباس اور حضرت علی آپ کو تھام کر مسجد میں لائے - حضرت ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے - آپ کی آہٹ پا کر حضرت ابوبکر پیچھے ہٹ گئے آپ نے اشارہ سے روکا - اور کھڑے رہنے کا حکم دیا - چنانچہ آپ حضرت

ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے اور جماعت پڑہائی ۔ نماز کے بعد حضور نے ایک خطبہ دیا۔

## اکتیسواں خطبہ

عَنْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَلَسَ یَوْمًا عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اَنَّ عَبْدًا خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَہٗ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا مَا شَاءَ۔ وَبَیْنَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ۔ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ قَالَ فَدَیْنَاکَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ قَالَ فَتَعَجَّبْنَا لَہٗ وَقَالَ النَّاسُ اُنْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الشَّیْخِ یُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَنْ عَبْدٍ یُّخَیَّرُ وَیَقُوْلُ فَدَیْنَاکَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا فقم فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ھُوَ الْمُخَیَّرُ (وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا بِہٖ) فقم رَسُوْلُ اللّٰہِ

ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایکدن منبر پر بیٹھے اور فرمایا۔ کہ ایک بندہ ہے۔ کہ اسکو خدا نے اختیار دیا ہے۔ کہ خواہ وہ دنیا اور اسکی ما فیہا کو قبول کرے۔ اور خواہ وہ اسکو قبول کرے جو اللہ کے پاس ہے۔ اس بندہ نے جو خدا کے پاس ہے اسکو قبول کیا (اس بات کو سنکر) ابوبکر رو پڑے اور کہا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ (راوی کہتا ہے) ہم نے ابوبکر کے اس کلمہ سے تعجب کیا اور کہا کہ اس بوڑھے کو دیکھو کہ آنحضرت صلعم تو کسی ایک آدمی کا ذکر کرتے ہیں۔ اور یہ کہتا ہے۔ فدیناک باٰبائنا و امھاتنا

پھر اس نے یعنی ابوبکر نے کہا کہ وہ مختار خود حضور ہی ہیں (راوی کہتا ہی کہ ابوبکر ہم سب سے نبوۃ کی ادا کو سمجھنے والا تھا) آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم ان امنّ الناس علیّ فی صحبته ابو بکر و ماله - ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکن اخوة الاسلام لا تبقی خوخة فی المسجد الا خوخة ابی بکر

صلے اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ جس کے مال اور صحبت کا سب سے زیادہ میں ممنون ہوں۔ وہ ابوبکر ہے۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا۔ تو ابوبکر ہی تھا۔ مگر اسلامی اخوة دوستی سے کہیں زیادہ ہے۔ کوئی دریچہ مسجد کی طرف بجز ابوبکر کے دریچے کے نہ رہنے پائے۔

## بتیسواں خطبہ

عن ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی ملیکہ قال لما کان یوم الاثنین خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاصبا رأسه الی الصبح

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ جب دوشنبہ کا دن تھا۔ تو آنحضرت صلعم صبح نماز کو سر کو باندھے ہوئے تشریف لائے۔

وابو بکر یصلی بالناس۔ فلما خرج رسول اللہ تفرج الناس فعرف ابو بکر ان الناس لم یفعلوا ذلک الا لرسول اللہ

اور ابوبکر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب رسول اللہ تشریف لائے تو لوگ کشادہ ہوگئے۔ ابوبکر نے جان لیا کہ لوگ آنحضرت ص کی خاطر کشادہ ہوئے ہیں)

فنکص علی مصلاه - فوضع رسول اللہ یده فی ظهره

اور وہ اپنی نماز کی جگہ سے پیچھے کو لوٹے آنحضرت نے ابوبکر کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا

Marfat.com

وَقَالَ صَلِّ بِالنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صلعم اِلٰی جَنْبِهٖ فَصَلّٰی قَاعِدًا عَنْ یَمِیْنِ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوۃِ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ وَکَلَّمَهُمْ رَافِعًا صَوْتَهٗ حَتّٰی خَرَجَ صَوْتُهٗ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ یَقُوْلُ اَیُّهَا النَّاسُ سُعِّرَتِ النَّارُ وَاَقْبَلَتِ الْفِتَنُ کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا تُمْسِکُوْنَ شَیْئًا اِنِّیْ لَمْ اُحِلَّ اِلَّا مَا اَحَلَّ لَکُمُ الْقُرْاٰنُ وَاِنِّیْ لَمْ اُحَرِّمْ عَلَیْکُمْ اِلَّا مَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْقُرْاٰنُ۔ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم مِنْ کَلَامِهٖ قَالَ لَهٗ اَبُوْ بَکْرٍ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِنِّیْ اَرَاکَ قَدْ اَصْبَحْتَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ وَفَضْلِهٖ کَمَا تُحِبُّ ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ اَبُوْ بَکْرٍ اِلٰی اَهْلِهٖ

اور فرمایا لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ اور خود حضور ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے اور ابوبکر کی سیدھی طرف آپ نے نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو آنحضرت لوگوں سے مخاطب اور متوجہ ہوئے۔ اور بڑی اونچی آواز سے لوگوں سے باتیں کیں یہاں تک کہ آپ کی آواز مسجد کے دروازہ سے باہر سنائی دیتی کہ لوگو دوزخ بھڑکائی گئی ہے اور فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور اللہ کی قسم میں نے تمکو کوئی چیز نہیں دی۔ اور نہیں حلال کی مگر وہی جو قرآن نے حلال کی اور میں نے تمہارے پر کوئی چیز حرام نہیں کی مگر وہی جو قرآن نے حرام کی۔
جب آنحضرت صلعم اپنی کلام سے فارغ ہوئے تو ابوبکر رض نے کہا یا رسول اللہ میں دیکھتا کہ آپ خدا کے فضل اور اس کی نعماء سے مالامال ہو گئے۔ جیسا کہ آپ چاہتے تھے۔ اس کے بعد آنحضرت داخل حجرہ ہو گئے اور ابوبکر رض اپنے گھر کو سدھارے۔

# تینتیسواں خطبہ

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَخِیْهِ
اَلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ۔ قَالَ
جَاءَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَخَرَجْتُ
اِلَیْهِ فَوَجَدْتُهٗ مَوْعُوْكًا قَدْ
عَصَبَ رَاْسَهٗ فقر خُذْ بِیَدِیْ
یَا فَضْلُ فَاَخَذْتُ بِیَدِهٖ حَتّٰی
جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَالَ نَادِ
فِی النَّاسِ فَاجْتَمَعُوْا اِلَیْهِ فقر
اَمَّا بَعْدُ اَیُّهَا النَّاسُ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ
اِلَیْكُمُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ
اِنَّهٗ قَدْ دَنَا مِنِّیْ حُقُوْقٌ مِنْ
بَیْنِ اَظْهُرِكُمْ۔ فَمَنْ كُنْتُ
جَلَدْتُ لَهٗ ظَهْرًا۔ فَهٰذَا
فَلْیَسْتَقِدْ مِنْهُ وَمَنْ كُنْتُ
شَتَمْتُ لَهٗ عِرْضًا فَهٰذَا
عِرْضِیْ فَلْیَسْتَقِدْ مِنْهُ اَلَا وَ
اِنَّ الشَّحْنَاءَ لَیْسَتْ مِنْ
طَبْعِیْ وَلَا مِنْ شَانِیْ وَاِنَّ

فضل بن عباس کہتے ہیں کہ میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں آپکو دیکھکر باہر نکل آیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کو بخار ہے۔ آپ سر کو پٹی باندھے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ فضل میرا ہاتھ پکڑ لے میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا تاکہ آپ منبر پر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا۔ کہ لوگوں کو بلاؤ چنانچہ لوگ آگئے آپ نے فرمایا کہ لوگو میں تمہارے سامنے اس معبود برحق کی تعریف کرتا ہوں جس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ مطالبہ حقوق کا وقت قریب آگیا ہے۔ پس جس کو میں نے کوڑا مارا ہو میری پیٹھ موجود وہ آگے نکل آئے (اور کوڑا مار لے) اور جس کی میں نے آبرو ریزی فحش بات سے کی ہو۔ وہ بھی آگے نکل کر (اپنا بدلہ) لے دیکھو بخل میری طبیعت میں نہیں۔ اور نہ ہی میری شان ہے

أَحَبُّكُمْ إِلَيَّ مَنْ أَخَذَ مِنِّي حَقًّا إِنْ كَانَ لَهُ أَوْ حَلَّلَنِي فَلَقِيتُ اللّٰهَ وَأَنَا طَيِّبُ النَّفْسِ۔ وَقَدْ أَرَىٰ أَنَّ هٰذَا غَيْرُ مُغْنٍ عَنِّي حَتَّىٰ أَقُومَ فِيكُمْ مِرَارًا

تم میں سے وہ شخص میرا محبوب ترین ہے جو اپنا حق مجھ سے لے لے یا مجھ کو معاف کرے تاکہ میں اپنے اللہ سے ہلکا پھلکا خوش خوش ملاقات کروں۔ میں یقیناً دیکھتا ہوں کہ مطالبہ حقوق مجھ سے ضرور ہوگا خواہ کتنی مدت میں تم میں رہوں۔

## چونتیسواں خطبہ

قَالَ الْفَضْلُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَجَعَ فَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَعَادَ لِمَقَالَتِهِ الْأُولَىٰ فِي الشَّحْنَاءِ وَغَيْرِهَا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي عِنْدَكَ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ قَالَ أَعْطِهِ يَا فَضْلُ وَأَمَرْتُهُ فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيُؤَدِّهِ وَلَا يَقُلْ فُضُوحُ الدُّنْيَا أَلَا إِنَّ فُضُوحَ الدُّنْيَا أَيْسَرُ مِنْ فُضُوحِ الْآخِرَةِ۔ فَقَامَ

فضل کہتے ہیں پھر آپ (منبر سے) اُترے اور ظہر کی نماز پڑھی پھر دوبارہ منبر پر بیٹھے اپنی پہلی بات شحناء وغیرہ کا اعادہ کیا۔ ایک آدمی اُٹھا اور کہا کہ یا رسول اللہ میرے آپ کے ذمہ تین درہم ہیں۔
آپ نے فضل سے کہا کہ اس کو دیدو چنانچہ میں نے دیدیے اور وہ آدمی بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا جس شخص کے پاس کوئی چیز ہو (امانت ہو یا کچھ اور) وہ بھی ادا کر دے۔ اور دنیا کی فضیحت کا کچھ خیال نہ کرے۔ دیکھو دنیا کی رسوائی عاقبت کی رسوائی سے بہت آسان ہے۔

Marfat.com

رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔
عِنْدِیْ ثَلَاثَۃُ دَرَاھِمَ غَلَلْتُھَا
مِنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَلِمَ غَلَلْتَھَا
قَالَ کُنْتُ اِلَیْھَا مُحْتَاجًا۔ قَالَ
یَاُخُذُھَا مِنْہُ یَا فَضْلُ ثُمَّ قَالَ
یَاَیُّھَا النَّاسُ مَنْ خَشِیَ مِنْ نَفْسِہٖ
شَیْئًا فَلْیَقُمْ اَدْعُ لَہٗ فَقَامَ رَجُلٌ
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَکَذَّابٌ
اِنِّیْ لَفَاحِشٌ وَاِنِّیْ لَنَؤُوْمٌ
فَقَالَ اللّٰھُمَّ ارْزُقْہُ صِدْقًا
وَاِیْمَانًا وَاَذْھِبْ عَنْہُ النَّوْمَ
اِذَا اَرَادَ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ
فَقَالَ وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اِنِّیْ لَکَذَّابٌ وَاِنِّیْ لَمُنَافِقٌ
وَاِنْ شَیْءٌ اِلَّا جِئْتُہٗ فَقَامَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ
فَضَحْتَ نَفْسَکَ اَیُّھَا الرَّجُلُ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ
فُضُوْحُ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ

ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ یا رسول
اللہ میرے پاس تین درہم ہیں جو خدا کے
رستے میں خرچ کرنے سے میں نے چھپا رکھے
ہیں۔ آپنے فرمایا کہ تمنے کیوں چھپائے۔
اسنے کہا کہ مجھے انکی ضرورت تھی۔ آپنے فرمایا کہ
فضل اس سے (وہ درہم) لے لو۔ پھر آپنے فرمایا
کہ اے لوگو اگر کسیکو اپنے نفس سے کچھ ڈر ہو (یعنی
اپنے نفس کی برائیوں سے مجبور ہو) وہ کھڑا ہوتا کہ
میں اس کے لئے دعا کروں۔ ایک آدمی کھڑا ہوا
اور کہا یا رسول اللہ میں بہت جھوٹ بولتا۔
بیحیائی کا کلام کرتا اور بہت سونے والا ہوں۔
آپنے فرمایا اے اللہ اسکو سچائی کی توفیق اور ایمان کا نور
عطا فرما۔ اور اس کی نیند کو کھودے جبکہ وہ چاہے
پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ
میں بہت جھوٹا اور منافق ہوں میں نے
کوئی گناہ نہیں چھوڑا حضرت عمر نے کھڑے
ہو کر کہا کہ بھلے مانس تو نے (یہ باتیں کہکر اپنے
آپکو رسوا کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے
خطاب کے بیٹے دنیا کی رسوائی عاقبت
کی رسوائی سے آسان تر ہے (آپنے دعا کے

Marfat.com

نُضُوۡحِ الۡاٰخِرَةِ - اَللّٰهُمَّ اَرۡزُقۡهُ صِدۡقًا وَّ اِيۡمَانًا وَّصَبۡرًا اَمۡرُهٗ اِلَى الۡخَيۡرِ فَقَالَ عُمَرُ كَلِمَةً فَضَحِكَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ مَعِيَ وَاَنَا مَعَ عُمَرَ

کے طور پر اس شخص کے لئے فرمایا) اے اللہ اس کو سچائی اور ایمان عطا فرما اور اس کا معاملہ بالخیر انجام کو پہنچا (اس دعا کو حضرت عمر نے سنکر فرمایا) کہ ہاں کہتا جا (حضرت عمر نے بہ اسواسطے فرمایا - کہ رحمۃ للعالمین جبکہ دعا فرما رہے ہوں - تو پھر اپنی برائیاں

بیان کرنے میں کمی مت کر کہتا چلا جا) حضرت عمر کے اس بات کے کہنے سے آنحضرت صلعم ہنس پڑے - اور فرمایا کہ عمر میرے ساتھ اور میں عمر کے ساتھ ہوں غالباً یہ قبر کی پیشینگوئی ہے کہ اب بھی میرے ساتھ اور بعد از موت بھی

صاحب سیرۃ حلبیہ نے ایک اور خطبہ انہیں ایام بیماری کا نقل کیا ہے - جو ہم یہاں لکھتے ہیں - اور اس کا سبب یوں بیان کیا ہے - کہ جب حضور کی بیماری نے طول پکڑا تو انصار بے تابانہ مسجد کے آس پاس چکر لگاتے اور آپ کی خیریت کی آرزو رکھتے کہ سنی جائے - چنانچہ آپ کی اس حالت کو حضرت علی حضرت عباس اور حضرت فضل نے حضور کی خدمت میں بیان کیا - چنانچہ آپ حضرت علی پر سہارا لئے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور حضرت عباس اور فضل بھی آگے آگے جا رہے تھے - آپ سب سے نیچی زینہ پر منبر کے بیٹھ گئے - اور اپنے سر کو پٹی باندھی ہوئی تھی - بعد از حمد و ثنا آپنے لوگوں کو مخاطب کیا - جو آپ کو دیکھکر جمع ہو گئے تھے -

# پینتیسواں خطبہ

أَيُّهَا النَّاسُ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تَخَافُونَ مِنْ مَوْتِ نَبِيِّكُمْ هَلْ خَلَدَ نَبِيٌّ قَبْلِي فِيمَنْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَأَخْلُدَ فِيكُمْ أَلَا وَإِنِّي لَاحِقٌ بِرَبِّي وَأَنَّكُمْ لَاحِقُونَ بِهِ فَأُوصِيكُمْ بِالْمُهَاجِرِينَ فِيمَا بَيْنَهُمْ بِالْخَيْرِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ السورة وَإِنَّ الْأُمُورَ تَجْرِي بِإِذْنِ اللّٰهِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اسْتِبْطَاءُ أَمْرٍ عَلَى اسْتِعْجَالِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَعْجَلُ لِعَجَلَةِ أَحَدٍ وَمَنْ غَالَبَ اللّٰهَ غَلَبَهُ وَمَنْ خَادَعَ اللّٰهَ خَدَعَهُ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ وَأُوصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ

اے لوگو مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اپنی نبی کی موت سے ہراساں ہو رہے ہو بھلا بتاؤ تو سہی کہ کوئی نبی جو میرے سے پہلے آئے ہیں۔ اُن میں سے کوئی اب تک اپنی امت میں موجود ہے۔ دیکھو میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں۔ میں تمکو اولین مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک اور انکو بھی باہم نیکی اور حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں اللہ تعالی فرماتا ہے والعصر ان الانسان الخ معاملات خدا کے حکم کے ماتحت جاری و ساری رہینگے کسی معاملہ میں جو دیر میں ہونیوالا ہے۔ اس کی نسبت جلدی مت کرنا۔ کیونکہ اللہ جل شانہ کسی کی جلدی کے لئے جلد بازی نہیں کرتا۔ جو خدا کی بادشاہت چاہتا ہے خدا اس کو غالب کریگا۔ جو خدا سے دھوکا کرتا ہے۔ خدا اس کو اس کی جزا دیگا۔ دیکھو خبردار تم لوگ اگر والی ہو جاؤ تو زمین میں فساد اور قطع رحم نہیں کرنا۔ میں تم کو انصار سے

Marfat.com

خیرًا فانہم الذین تبوّؤا و
والایمان من قبلکم ان
تحسنوا الیہم الم یشاطروکم
فی الثمار الم یوسعوا لکم
فی الدیار الم یؤثروکم
علیٰ انفسکم وبہم الخصاصۃ
الا فمن ولی ان یحکم بین
رجلین فلیقبل من محسنہم
ولیتجاوز عن مسیئہم۔ الا
ولا یستاثروا علیہم الا فانی
فرطکم وانتم لاحقون بی
الا وان موعدکم الحوض۔ الا
فمن احب ان یردہ علیّ غدًا
فلیکفف یدہ ولسانہ الا فیما
ینبغی۔ یا ایہا الناس ان الذنوب
تغیر النعم فاذا بر الناس
برت ائمتہم واذا فجر الناس
عقوا ائمتہم۔

بہترین سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ انصار
وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمان ہونے اور تم
کو مکان دینے میں تمہارے سے سبقت کی جبکہ
تمہاری طرف سے اُن کے ساتھ کوئی حسن
سلوک ظہور پذیر نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے
تم کو اپنے پھل پھول میں حصہ دار نہیں
بنایا۔ انہوں نے تمہارے لئے اپنے گھروں کو وسیع
نہیں کیا۔ انہوں نے اپنی جانوں سے تمکو ترجیح
نہیں دی جبکہ وہ خود بھی فقیر اور محتاج تھے دیکھو
اگر تم میں سے کوئی شخص دو آدمیوں میں حاکم ہو تو تمکو چاہیے
کہ اُن کے محسن کا (عذر) قبول کرے اور اسکے گناہوں سے
چشم پوشی کرو دیکھو تم انصار پر اپنے آپکو ترجیح مت دو
دیکھو میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور تم میرے پاس آنیوالے ہو
تمہارا اور میرا وعدہ حوض کوثر پر ملنے کا ہے۔ پس جو
شخص چاہتا ہے کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملے پس
چاہیئے کہ وہ اپنے ہاتھ (ظلم سے) اور اپنی زبان
(بدگوئی سے) روک لے۔ مگر مناسب امر میں حرج
نہیں۔ لوگو! گناہ (خدا کی) نعمتوں کو بدل دیتے ہیں
جب لوگ نیک ہوں تو انکے پیشوا بھی نیک ہوتے ہیں۔ جب لوگ فاجر و فاسق ہوں تو
اُن کے پیشوا بھی (خدا کے) نافرماں ہوتے ہیں

Marfat.com

ان خطبات میں حضور نے تمام احکام الٰہی کو وقتاً فوقتاً پورا کیا۔ باوجودیکہ مرض کی شدۃ ہی۔ مگر حضور اپنی امت کے غم سے دم بھر کے لئے بھی فارغ نظر نہیں آتے۔ اللہ اللہ کیسا استقلال ہے حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ جب بیماری کی شدت اور سخت گھبراہٹ تھی۔ آپ کبھی چادر چہرہ مبارک پر ڈال اور کبھی اٹھا دیتے۔ اس گھبراہٹ میں بھی شرک سے بیزاری کا اظہار فرماتے لَعنۃُ اللّٰہِ عَلَی الیَھُودِ وَالنَّصَارٰی یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت کہ انہوں نے اِتَّخَذُوا قُبُورَ اَنبِیَائِہِم مَسَاجِدَ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ یعنی انکو سجدہ کرتے ہیں اوران کو معبود بناتے ہیں۔

بعض روائیتوں میں انہیں ایام کے یہ جملہ بھی مروی ہیں۔

اَخرِجُوا الیَھُودَ وَالنَّصَارٰی مِن جَزِیرَۃِ العَرَب یہود اور نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔

مرض میں شدۃ اور تخفیف ہوتی رہی۔ جس دن حضور نے وفات پائی (دوشنبہ) تو اس روز طبیعت کو کسیقدر سکون تھا۔ حضور نے مسجد کی طرف سے پردہ اٹھا کر نمازیوں کو صبح کے وقت دیکھکر تبسم فرمایا۔ اور پھر پردہ ڈالدیا۔ یہ سب سے آخری موقعہ ہے کہ صحابہ نے حضور کی زیارت کی۔ ضعف اس قدر بڑھ گیا تھا۔ کہ آپ اچھی طرح پردہ بھی نہیں ڈال سکے

جوں جوں آفتاب نکلتا آپکی بیچینی اور اضطراب بڑھتا کبھی غش کبھی ہوش آتا حضرت فاطمہ اس حالت کا مشاہدہ کرکے بے اختیار کہہ اٹھتیں واکرب اباہ اس حالت میں اکثر زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے مَعَ الَّذِینَ اَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیہِم (ان لوگوں کے ساتھ جنپر خدا نے انعام کیا) اور کبھی فرماتے اللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیقِ الاَعلٰی (اے خدا بڑے رفیق میں)

وفات سے پہلے عبدالرحمن بن ابوبکر ہاتھ میں مسواک لئے ہوئے آئے۔ آپ نے مسواک کو بغور دیکھا اور حضرت عائشہ جنکے سینہ پر آپ سر مبارک رکھے ہوئے تھے۔ آپ کی مسواک کی خواہش تاڑ گئیں۔ چنانچہ مسواک لیکر انہوں نے اپنے مُنہ سے اس کو نرم کر کے آپ کو دی اور آپ نے تندرستوں کی طرح مسواک اور کلی کی۔ اب یہ آخر وقت محبوب خدا کا ہے۔ آواز میں گھبراہٹ ہے لب مبارک ہلے تو آواز آئی۔

الصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ (یعنی نماز اور غلاموں کی حفاظت کرو)

گھبراہٹ میں پانی میں ہاتھ ڈبوتے اور چہرہ مبارک پر پھیر لیتے۔ بالآخر ہاتھ اٹھا کر انگلی سے اشارہ کیا اور تین دفعہ فرمایا (بل الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی (یعنی اب اور کوئی نہیں بلکہ وہ بڑا رفیق درکار ہے) یہی فرما رہے تھے کہ ہاتھ لٹک گئے اور آنکھیں بند ہو گئیں اور روح اقدس عالم قدس کو سدھار گئی۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد و خلفاء محمد و ذریۃ محمد و اھل بیت محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

یہ خاتمہ بالخیر ہے اس پاک ہستی کا جسکے اخلاق و آداب بیان کرنے کے لئے کئی دفتر بھی مکتفی نہیں ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ جو کچھ اُس نے کہا تھا کر دکھایا وہ مصیبت اور تکالیف کے سیلابوں سے کس طرح جوانمردی اور اولوالعزمی سے ثابت قدم رہ کر اپنے پاک مقاصد کو پورا کر کے یہاں سے سدھارا

وہ بامراد اور کامیاب ہوا۔ اُس نے جو باغ اپنے ہاتھ سے لگایا وہ بر ابھرا اور عین موسم بہار میں اس کو ثمرور چھوڑ کر الوداع کہہ گیا۔

وہ دنیا کو باغ بہشت بنا کر رہا اس نے تہذیب و تمدن، اخلاق و آداب و دیانت و ایمانداری خدا شناسی کسی پہلو کو ناقص نہیں چھوڑا۔ آج کوئی قوم دنیا میں کہہ سکتی ہے۔ کہ اس نے آپکے وجود باوجود سے فیض نہیں اُٹھایا۔ کوئی ملک ہے جو اس کے نور سے

مستفیض نہیں ہوا۔ ناشکری منہ سے انکار کریں تو کریں مگر حقیقۃً اسی نے دنیا کو نجات دی اور نجات کی راہ دکھلائی۔

اب زمانہ آخر کو پہنچ رہا ہے مگر اس کے نور کی ضیاء باریاں چاروں طرف ہیں اس کے زریں اصول اس کے صحیح قواعد دنیا میں سرایت کر رہے ہیں۔ اور لوگوں کو زمانہ مجبور کر رہا ہے۔ کہ اس کی ہدایت پر عمل پیرا ہوں۔

اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و بارک وسلم انک حمید مجید ٥

## از مؤلف

محمد بلغ عالم را بہارے — بہار اندر بہار اندر بہارے
گرامی گوہر اولاد آدم — کمال آدمیت را مدارے
نجابت خانہ زادِ گوہر او — شرافت را بذاتش افتخارے
ز فیضش جملگی سیراب گشتہ — منور شد ز نورش ہر دیارے
چہ خوشتر دین و آئین او ترتیب — کہ زو شد دین و دنیا استوارے
علمبردار توحید خداوند — برآوردہ ز غیر اللہ دمارے
ز چین و ہند تا اقصائے مغرب — غلامانش قطار اندر قطارے
بخط انقیادش سر نہادہ — ہمہ از جان و دل بروے نثارے

سلام اللہ علیہ کل آنٍ
بر آلش ہم بر اصحابش کبارے

تمت — محمد عبد اللہ خاں عفی عنہ

کتبہٗ احقر العباد سید احمد ابن محمد مظفر علی (مدظلہ العالی) ڈھلم بگن ضلع سیالکوٹ

Marfat.com

# دائرۃ المعارف لاہور

اسلامی لٹریچر کا نچوڑ

## غزوات نبوی

مصنفہ مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے

اس کتاب میں آنحضرت صلعم کی ان تمام جنگوں کے
جو آپ کو اپنی زندگی میں کفار سے لڑنے پڑے مفصل حالات
اور وجوہات قلمبند کیگئی ہیں اور مخالفین اسلام کے تمام ان
اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں جن میں آنحضرت صلعم کے
جنگوں کو انکی صداقت کے منافی اور اسلام کو بزور شمشیر پھیلانے
کا الزام آپ پر دیا گیا ہے کتاب نہایت دلچسپ اور اس
قابل ہے کہ ہر مسلمان اسکو پڑھے تاکہ مخالفین اسلام کے
اعتراضات کا جواب دے سکے۔ قیمت فی جلد ۸؍

## مکتوبات نبوی

مصنفہ مولانا مولوی محمد عبداللہ خان صاحب

[آنحض]رت صلعم کے وہ مکتوب جو آپ نے شاہان وقت
[اور دیگ]ر لوگوں کو وقتاً فوقتاً لکھے اور ان کو اسلام
[کی] دعوت دی اور تمام وہ عہدنامجات جو آپ نے کفار اور
[دیگر اقو]ام سے کئے اور ان کو فرامین دیں اس کتاب
[میں د]رج ہیں جن سے پڑھنے والے کو معلوم ہو سکتا ہے
کہ آنحضرت صلعم کے دل میں کسقدر اعلائے
کلمۃ اللہ کا جوش موجزن تھا اور باوجود
اس کے غیر مذاہب کے ساتھ کسقدر رواداری کا
سلوک آپ نے کیا اردو ترجمہ ساتھ دیا گیا ہے۔

قیمت فی جلد ۸؍

## وید اور قرآن کا مقابلہ

اس کتاب میں قرآن کریم اور وید کی تعلیم
ان کے انداز بیان اور تاثیر و نتائج کو پیش کر کے
یہ دکھایا گیا ہے کہ قرآن کریم کے بالمقابل ویدوں
کی تعلیم ناقص اور ان میں بخرافات بت پرستی
کی تعلیم دی گئی ہے انمیں فصاحت و بلاغت تو ایک طرف
معمولی عبارت آرائی بھی نہیں چنانچہ بالمقابل قرآن کریم کے
تعلیم کامل ہے اور اسمیں توحید کو پیش کیا گیا اور شرک کی نفی
کیگئی ہے اور کسقدر فصیح و بلیغ ہے کہ مخالفین کو بھی اسکی
فصاحت کے آگے سر جھکانا پڑا ہے ہر وہ شخص جسکو ہندو مذہب
بالخصوص آریہ سماج سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اسکو ضرور پڑھے
اور یہ ہنر سیکھ جائے تاکہ کسی آریہ سماجی کے سامنے شرمندہ نہ
ہونا پڑے۔ قیمت فی جلد ۴؍

**خطبات نبوی** حضرت نبی کریم صلعم کے تمام وہ خطبات
اور تقاریر جو وقتاً فوقتاً آپ نے فرمائیں اور نیز حرف آپکے

Marfat.com

صحابہ کرام بلکہ کفار کے بڑے بڑے سرکش لوگوں کو متاثر اور مسحور کرنیوالی تھیں جنھوں نے عرب کے بت پرستوں کو توحید الٰہی پر قائم کر کے خدا پرست انسان بنا دیا اور ایک دنیا کی کایا پلٹ دینے کا موجب ہوئے اس کتاب میں سب جمع کیے گئے ہیں اور عربی عبارات کے ساتھ ساتھ اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے اور سلسلہ تاریخ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ قیمت فی جلد عہ

## باغ فدک

مصنفہ مرزا اللہ علی صاحب پشاوری باغ فدک کے متعلق حضرات تشیع کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ نہ صرف کتاب و سنت کے مطابق تھا بلکہ ائمہ اہل بیت اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی تسلی اور تسکین کا موجب تھا نہایت ضروری کتاب ہے جو اہل سنت والجماعت و اہل تشیع ہر دو کے پڑھنے کے قابل ہے کوئی بات ایسی نہیں لکھی گئی جو پایۂ تہذیب سے گری ہوئی ہو۔ قیمت فی جلد ۸ر

## رد تناسخ

مصنفہ حضرت مولانا مولوی حکیم نور دین صاحب مرحوم اس کتاب میں آریوں کے مسئلہ تناسخ کی حقیقت کو نہایت عمدگی سے واضح کیا گیا ہے اور اس حکیمانہ انداز بیان سے جو علامہ حکیم نور الدین ہی کی ذات سے مخصوص تھا نہایت مختصر لیکن جامع و مانع جواب دیا گیا ہے جو عقل و دل کی عملی تفسیر ہے ضرورت ہے کہ آریوں میں اسکو کثرت سے پھیلایا جائے اور مسلمان اسکو بالخصوص مشتہر کریں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ تناسخ کا مسئلہ کسقدر الجھنوں میں ڈالنے والا ہے اور بالمقابل نجات کا عقیدہ جو اسلام نے پیش کیا ہے کسقدر سیدھا اور صاف ہے۔ قیمت فی جلد ۲ر

## امام المنتظر

مصنفہ میرزا اللہ علی صاحب پشاوری اس میں دکھایا گیا ہے کہ شیعہ حضرات نے جو عقیدہ بنا رکھا ہے کہ امام مہدی ایک غار میں چھپے بیٹھے ہیں اور آخری زمانہ میں نکلیں گے کسقدر بے بنیاد و لغو ہے کتاب نہایت دلچسپ اور پڑھنے کے قابل ہے لیکن زیر طبع ہے ابھی شائع نہیں ہوئی تاہم جو لوگ اشاعت سے پیشتر درخواست بھیجیں انہیں خاص رعایت دیجائیگی۔ قیمت فی جلد ۴ر

## مناجات بیوہ

مصنفہ مولانا الطاف حسین صاحب حالی مرحوم لائق مصنف نے بیوہ کی دلی حالت کو دلکش پیرایہ میں پیش کر کے قوم کو نکاح بیوگان کی طرف توجہ دلائی ہے قیمت ۲ر

نیاز مند منیجر دائرۃ المعارف لاہور پوسٹ بکس [illegible]

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

فتبارک اللہ احسن الخالقین

# سیرۃ غوثیہ

یعنی

## مختصر حالات زندگی

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین یگانۂ صمدیت مقبول بارگاہِ احدیت مخزن شریعت معدن طریقت و حقیقت قطب دوران غوث زمان حاجی حرمین شریفین جناب ہادینا مرشدنا مولٰنا مولوی سید محمد غوث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی

مولفہ
واقف الرحمٰن انسپکٹر ٹمک پنشنر ساکن محلہ رودگران
اندرون مدرسہ ارادتمند خان دہلی

رنگین پریس (متصل جامع مسجد) دہلی میں منشی محمد جان کے اہتمام سے چھپی

قیمت ۸

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# گذارش

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

صوفیائے کرام و رؤسائے عظام و نکتہ دانِ ہر خاص و عام کی خدمت میں التماس ہے کہ حضرت فرید الدہر۔ قطب دوراں۔ غوث زماں۔ مخزن شریعت معدنِ طریقت و حقیقت۔ مستغرق بحرِ شہود۔ محبوب ربُّ الودود و حاجی حرمین شریفین۔ مرشدنا۔ ہادینا۔ مولٰنا۔ مولوی سید محمد غوث علی شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز پانی پتی جن کی شان میں

دُرِ دریائے تجریدے گل بستانِ تفریدے
بشکل و صورتِ انساں نمایاں فاعلِ حق

کہنا بے جا نہیں ہے۔ یہ عاصی پُر معاصی واثق الرحمن انسپکٹر نمک پنشنر و حال انسپکٹر محکمہ ٹرمنل ٹیکس میونسپل کمیٹی صوبہ دہلی نظر کردہ خاص مولٰنا صاحب موصوف ہے۔ اور اُن کے گلستانِ طریقت کا خوشہ چین ہے

بغرض افادہ و آگاہی عام کتاب لاجواب مشمولہ مختصر حالات زندگی حضور سراپا نور فیض اتم مولٰنا سید محمد غوث علی شاہ صاحب

نور اللہ مرقدہٗ موسوم بہ

# سیرۃِ غوثیہ

---

تالیف کر کے پیش کرتا ہے جس میں صداقت و بلاغت کے نمونے معاش و معاد کے طریقے۔ ریاضت و عبادت کے فضائل۔ اولیائے عظام کی کرامتیں۔ اہل اللہ کی شناختیں مستند موعظہِ حسنہ بڑی خوش اسلوبی سے منضبط کی ہیں۔ یہ کتاب اہلِ تصوف اور اہلِ عرفان کی جان ہے۔ تو اس کا مطلب اہلِ ذوق و شوق کا ایمان ہے۔ گندم نما جَو فروش جو فقیری کا دم بھرتے ہیں۔ اور بھولے بھالے دنیاداروں کو دامِ تزویر میں پھنساتے ہیں۔ اُن کی کسوٹی ہے۔ خداشناسی کا وسیلہ اور خودشناسی کا آلہ ہے۔

اہلِ دنیا کے واسطے اس کے مطالعہ سے روزانہ کاروبار میں فوائدِ عظیم حاصل ہونے کے راز مضمر ہیں۔ اور وہ نفوسِ مبارک جو مثالِ پروانہ شمعِ طریقت ہیں۔ اور مانند بلبلِ گلستانِ شریعت ہیں، اُن کو خاص کر اس کے پڑھنے سے بے حد لطف حاصل ہوگا۔ اس کتاب کی اشاعت کا مقصد اعلیٰ یہ ہے کہ جو اشخاص تاریک قعرِ ذلت اور ضلالت میں گرے ہوئے ہیں۔ اور دنیا اور مافیہا سے بے خبر ہیں اُن کو اخلاق اور اتحاد کی مشعل دکھا کر بامِ رفعت و ہدایت پر پہنچایا جاوے۔ احقر کو نہ نام سے مطلب نہ نمود سے شوق۔ روزی کا انحصار

لازمت پر ہے۔ خلق اللہ کی خدمت اور اہل اللہ کی عظمت اپنا مسلک ہے۔ بدیں وجہ ایک ما حزی کی رقم اس کی اشاعت میں صرف کی ہے۔ اور باوجود مستذکرہ بالا تمام خوبیوں کے قیمت بنا بر فائدہ رسانی خلق اللہ بہت ارزاں رکھی ہے۔ اور یہ تہیہ کر لیا ہے کہ جو رقومات اس کتاب کی فروخت سے وصول ہوں گی۔ اُن کو حضور کے سالانہ عرس شریف میں صرف کیا جاوے گا۔ اس لئے خریداروں کی ایک طرح سے بالواسطہ عرس میں شرکت ہو جاوے گی۔ اور وہ داخل حسنات ہوں گے۔ اور ہم خُرما و ہم ثواب کے مصداق بنینگے۔

اور وہ اس کے مطالعہ سے انشاء اللہ ضرور رجوع الی اللہ ہوں گے اور اُن کی دولت کا ایک جزو کارِ حسنہ میں صرف ہوگا جو اُن کے لئے موجب برکت ہوگا ؎

خوشا عُمرے کہ باشد در عبادت

خوشا دولت کہ باشد صرفِ وحدت

چونکہ اس ہیچمدان کے لئے یہ پہلا موقعہ تالیف کا ہے۔ اور عبارت میں غلطی ہونا اقتضائے بشریت ہے۔ بمصداق

اَلاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَنِسْیَان

کوئی بشر غلطی سے مُبرا نہیں اگر اس ناچیز سے بھی کوئی فروگذاشت یا لغزش ہوگئی ہے تو ارباب کرم والا ہمم کی ذات ستودہ صفات سے امید ہے کہ از راہِ عنایت غلطی سے چشم پوشی کر کے تصحیح کر کے عاجز کو مطلع فرمائیں گے۔ اور احقر کی

Marfat.com

حوصلہ افزائی کریں گے۔ اور دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔

بر کریمان کارہا دشوار نیست

---

فقیر حقیر

**واقف الرحمٰن**

انسپکٹر ٹمک پنشنر ساکن محلہ رودگران

اندرون مدرسہ ارادتمند خان۔ دھلی

Marfat.com

۷۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا فتاح نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے

قبلۂ دین مددے کعبۂ ایماں مددے

جناب تقدس مآب برہان الشریعت سلطان الطریقت۔ گنج حقیقت بحر معرفت۔ عمدۃ الابرار۔ قدوۃ الاخیار سلطان الاصفیاء۔ تاج الاولیا۔ محرم حریم جلال شاہد بزم وصال مستغرق بحر توحید سیاح بادیہ تجرید و تفرید حاجی سید مولوی محمد غوث علی شاہ صاحب نور اللہ اسرارہٗ حسنی و حسینی نسباً حنفی مذہباً قادری چشتی نقشبندی سہروردی طریقاً تھے۔ آپ کا سلسلہ نسبی ۳۲ واسطے سے حضور سرور کائنات۔ فخر موجودات شفیع المذنبین سید المرسلین۔ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے۔ جو ذیل میں درج ہے۔

سید محمد غوث علی شاہ بن سید احمد حسن عرف احمد علی بن سید ظہور حسین عرف ظہور محمد بن سید محمود عرف محمد علی بن سید حامد حسین عرف حامد علی۔ بن حمید علی عرف حمید الدین بن سید ابو سعید معروف الوار الحسن بن سید مصلح الدین عرف ناصر الحسن بن سید مبارک حقانی بن سید محمد نور عرف سید محمد شاہ بن سید شمس الدین عرف محمد اعظم بن سید شاہ امیر عرف عبد اللہ حسن بن سید علی بن سید مسعود بن سید احمد بن صوفی ابوالفضل بن سید سیف الدین عرف سید عبد الوہاب بن حضرت۔

Marfat.com

قطبِ آفاق شیخ المشائخ خلیفۃ اللہ غوث الثقلین محبوب سبحانی محی الدین شیخ عبد القادر[۱۸] جیلانی بن سید ابو صالح[۱۹] بن سید موسٰے[۲۰] بن سید ابی عبد اللہ[۲۱] ثالث بن سید محمد[۲۲] زاہدی بن سید محمد[۲۳] اوچی بن سید داؤد[۲۴] بن سید موسیٰ[۲۵] دوم بن سید عبد اللہ[۲۶] ثانی بن سید الموسے[۲۷] الجون بن سید عبد اللہ[۲۸] بن سید حسن[۲۹] مثنیٰ عرف سید محمد بن امام حسن[۳۰] بن حضرت علی[۳۱] و فاطمۃ الزہرا بنتِ فخر عالم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ[۳۲] صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت سیدنا مولٰنا مرشدنا سید محمد غوث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع استھاون میں ماہِ رمضان المبارک سنہ ۱۲۱۹ھ میں بروز جمعہ تولد ہوئے۔

حبذا فیضِ حضرتِ سرمد — مرحبا اے ظہورِ ذاتِ احد
بارک اللہ اے ستودہ صفات — رشکِ فردوس از تو شد مولد
خوش رسیدی بسیرِ ملکِ وجود — مظہرِ لم یلد و لم یولد

حق نے بھیجا اس لئے اُس ذاتِ عالی جاہ کو
تا کہ پہنچے فیض اُن سے ہر گدا و شاہ کو
نُور سے اُس کے مُنوّر ہے سمک سے تا سما
فیض حاصل ذات سے اُس کے ہے مہر و ماہ کو
ہادیٔ راہِ حقیقت رہبرِ برنا و پیر
کی ہدایت خلق میں اُس نے ہر ایک گمراہ کو

حضور قبلہ و کعبہ کے والد ماجد اور جد امجد کو درجہ ولایت حاصل تھا اور آپ کی والدہ ماجدہ مادرزاد صاحبِ جذب و سُکر تھیں۔ انہوں نے اپنے والد ماجد سے جو بڑے کامل اور مکمل تھے فیضِ باطنی حاصل کیا تھا۔

Marfat.com

سید ابوالحسن آپ کے چچازاد بھائی نادر زاد ابدال تھے اور مثل ابدالوں کے پرواز کر کے چلے جاتے تھے۔ ایک روز حضرت قبلہ وکعبہ نے عالم طفولیت میں دیکھا کہ سید ابوالحسن پرواز کر گئے اور نظروں سے غائب ہوگئے۔ یہ ماجرا عجیب وغریب دیکھکر والدہ صاحبہ سے عرض کیا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا یہ اسرار کی بات ہے کسی سے کہنے کی بات نہیں ہے جب آپ سن شعور کو پہنچے تو حضور کے والد ماجد سید احمد علی صاحب نے آپ کو دہلی بلالیا۔ آپ نے جناب امام المحدثین مقتدائے دینِ متین جامعِ علومِ ظاہری و باطنی مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب و مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب سے بخوبی تعلیم حدیث وفقہ حاصل کی علم ہیئت و دیگر علوم ظاہری و باطنی میں آپنے کمال حاصل کیا۔ کتب منطق و دینیات مولوی فضل امام صاحب خیرآبادی سے پڑھیں جب مولوی صاحب راہی ملک بقا ہوئے آپ نے یہ کہکر ترکِ تحصیل کیا ؎

چلو وادیٔ عشق میں پا برہنہ
یہ جنگل ہے وہ جس میں کانٹا نہیں ہے

جب ہی جاکے مکتبِ عشق میں مقامِ فنا لیا
وہ جو کچھ پڑھا تھا نیاز نے تیرے غم میں وہ سب بھلا دیا

مولوی قلندر علی صاحب جلال آبادی سے مثنوی مولانا روم پڑھی۔ جب اس شعر کی نوبت آئی ؎

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کامل پامال شو

اس کے معنی ظاہری سن کر فرمایا قال تو سمجھ میں آگیا کچھ حال فرمائے وہ کیا ہے مولوی قلندر علی صاحب اس پر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا یہ تو ہم کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ اسی دن سے آپ نے مثنوی پڑھنی چھوڑ دی۔ چونکہ تھوڑی سی عمر میں

Marfat.com

ذاتِ حق کا شوق پیدا ہوگیا تھا ابتدا سے ذاتِ ایزدی نے اپنا عشق و محبت ایسا عطا فرمایا تھا کہ روزِ ازل کاتبِ تقدیر نے آپ کی لوحِ پیشانی پر خطِ تجرید و تفرید کھینچدیا تھا۔

عشق میں تیرے کوہِ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو — عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو
عقل کے مدرسے سے اٹھ عشق کے میکدہ میں آ — جامِ فنا و بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو

جس طرح کہ بغیر نبی اور پیغمبر کے اُمت کو ہدایت نہیں ہوتی اسی طرح راہِ طریقت و حقیقت بغیر پیر و بیعت کے طے ہونا محال ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

پیر باشد نرد بانِ آسمان
تیر پّراں از کہ گردد از کماں

اول قبلہ و کعبہ نے بیعت رسمِ خاندان کے موافق اپنے والدِ بزرگوار سے کی انہوں نے اُن اوراد و اشغال اور ذکر و فکر کے طریقوں کی جو سینہ بسینہ طریقہ عالیہ قادریہ میں یکے بعد دیگرے نسلاً بعد نسلاً چلے آتے تھے تعلیم فرمائی حضرت کے جدِ امجد آپ کو دہلی میں حاجی لعل صاحب کے پاس لے گئے جو مولانا فخر الدین صاحب فخرِ عالم چشتی نظامی کے خلیفہ تھے۔ جب ان کی خدمت میں پہنچے تو یہ بزرگ سروقد تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا ؎

تیرے دیدار کی ہم کو تھی تمنا سو تجھے
لوگ دیکھیں گے وہاں ہم نے یہیں دیکھ لیا

اور نہایت خلوص و تپاک سے کہا کہ بھائی لڑکے میں مدت سے تمہارا منتظر تھا جو تمہاری امانت ہمارے پاس ہے ہم سے لے جاؤ۔ حضور فرماتے تھے کہ شاہ صاحب

Marfat.com

از راہِ باطن ایسے مہربان ہوئے کہ ہم کو اپنے تن بدن کی کچھ خبر نہ رہی اور محویت کا عالم طاری ہوگیا ؎

ہوشم بنگاہے بُردجانا نہ چنیں باید
یک جرعہ حرایم کردبیمانہ چنیں باید

جب خداوندکریم کو اپنا فضل منظور ہوتا ہے تو خود بخود اس کے ظہور کا سامان مہیا ہوجاتا ہے ؎

خود بخود آں بُتِ عیار ببرمی آید
نہ بزور و نہ بہ زاری نہ بزری آید

فرماتے تھے آٹھ روز تک اس عنایت کا اثر رہا نویں روز ضبط ہوگیا۔

حجابِ رُخِ یار تھے آپ ہی ہم    کھلی آنکھ جب کوئی پردہ نہ دیکھا
باقی نہ رہا پھر کوئی جھگڑا من و توکا    اُن کو تو نظرِ غور سے دیکھا تو ہمیں ہیں

اس کے بعد جب کسی بزرگ نے ازراہ توجہ یا القائے فیض پہنچایا سب سمندر کی طرح سینکڑوں دریا فیضانِ باطنی کے وجود میں سماتے چلے گئے طلب روز بروز بڑھتی چلی گئی۔ بعدہٗ آپ کے پدر بزرگوار آپ کو سید فدا حسین رسول شاہی کی خدمت میں لے گئے۔ اور شاہ صاحب سے کہا ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

شاہ صاحب کی نسبت بڑی زبردست تھی قلندر مشرب تھے اکثر جذب کی حالت میں رہتے تھے اور فرماتے تھے۔

من نورِ ذاتِ حقم اے صاحبِ بصیرت    در صورتم اگرچہ از خاک آفریدہ
در صورتم نظر کن اندر مرقعِ خلق    نقاشِ دستِ قدرت تصویرِ من کشیدہ

Marfat.com

من جلوہ نگاہے ذاتم ہم مظہر صفاتم
ہم اصل کائناتم از نورش آفریدہ

شاہ صاحب ایک نظر میں قلب ماہیت فرمادیتے تھے انہوں نے توجہ باطن سے مال و مال کر دیا اور بیعت کیا رومال سبز اپنے ہاتھ سے سر پر باندھا اور اپنے مرید خاص میاں توکل حسین شاہ سے چھڑا اور کنٹھہ کہربائی منگا کر عطا کیا اور فرمایا

ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا

جب درد نہو دل میں کیا عشق مزا دیوے
کہنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا

شاہ فدا حسین صاحب ظاہرا پابند شریعت نہیں تھے مگر حقیقت میں بڑے بلند مرتبہ تھے۔

میان عاشق و معشوق رمزے ست
کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

عاشقان را سر وحدت دادہ ئی
عارفان را دیدہ بینا کردہ ئی

# شجرہ خاندان سہروردیہ رسول شاہی

آقائے نامدار فخر کون و مکان احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بعدہٗ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بعدہٗ حضرت امام حسن بعدہٗ حضرت امام حسین بعدہٗ حضرت زین العابدین بعدہٗ حضرت امام محمد باقر بعدہٗ حضرت امام جعفر صادق بعدہٗ حضرت امام موسیٰ کاظم بعدہٗ حضرت امام علی موسیٰ رضا بعدہ خواجہ معروف کرخی بعدہٗ خواجہ سری سقطی بعدہٗ شیخ جنید بغدادی بعدہٗ خواجہ ممشاد دینوری بعدہٗ خواجہ احمد بعدہٗ خواجہ عبداللہ دینوری بعدہٗ شیخ وجیہ الدین سہروردی بعدہٗ شیخ ضیاء الدین بعدہٗ شیخ شہاب الدین سہروردی بعدہٗ خواجہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی بعدہٗ خواجہ رکن الدین ابوالفتح بعدہٗ شیخ جلال الدین بخاری بعدہٗ شاہ احمد کبیر الحسن جلال بخاری بعدہٗ شاہ راجو بعدہٗ شاہ داؤد قریشی بعدہٗ خواجہ اسحق بعدہٗ شاہ محمد گوشہ نشینی بعدہٗ شاہ بھجن بعدہٗ شاہ سیرن بعدہٗ شاہ اللہ داد بعدہٗ شاہ رزاق

بعدہٗ شاہ مرتضےٰ بعدہٗ شاہ اسمٰعیل بعدہٗ شاہ سخی حبیب اللہ بعدہٗ شاہ داؤد مصری بعدہٗ سید رسول شاہ بعدہٗ شاہ نعمت اللہ بعدہٗ شاہ محمد حنیف بعدہٗ شاہ فدا حسین بعدہٗ سید محمد غوث علی شاہ رحمت اللہ علیہم اجمعین۔

چونکہ حضور پر ابتداء سے ذاتِ ایزدی نے اپنا عشق اور محبت ایسا عطا فرمایا تھا کہ رات دن ذکر و شغل میں محو و مستغرق رہتے تھے اور ہزاروں کوس اہل باطن کی تلاش میں تنِ تنہا پیادہ پا سفر کرتے تھے موضع بابری میں میر اعظم علی شاہ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ میر صاحب بڑے باکمال صاحب ذوق و حال۔ عابد کامل اور عارف واصل تھے حضور سے نہایت خُلق اور محبت سے پیش آئے۔ ایک دفعہ میر صاحب بابری سے سونی پت کو جاتے تھے اثناء راہ میں جب دریا جمنا پر پہنچے ملاحوں نے کشتی لگانے سے انکار کیا آپ اسی وقت پار اتر گئے تا عبور دونوں طرف پانی رکا رہا۔ اور بعد عبور بھی پھٹا رہا۔ جس وقت آپ نے لنگر مارے اسی وقت دریا کا پانی باہم مل گیا۔ جب ملاح کشتی لیکر اس جانب آیا اور آپ سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا۔ ع

تُرا کشتی آورد و مارا خدا

خدا ہیں سب کچھ قدرت ہے کچھ عرصہ تک حضور کا قیام میر صاحب کے ہاں رہا۔ ایک روز میر صاحب نے ازراہِ عنایت فرمایا کہ سید صاحب جو زمین اور باغ ہمارے ہیں ان میں سے تم کچھ لو۔ آپ نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| من نخواہم مال وجاہ و طمطراق | سوز خواہم درد خواہم اشتیاق |
| سیر نگشت چشمِ من از نظر جمال تو | ہست درونِ جانِ من ہر نفس خیال تو |

بعد چند یوم سید اعظم علی شاہ صاحب نے آپ کو بیعت کرکے خرقہ خلافت سے مشرف فرمایا اور اپنی اولاد کو تبرکاً آپ کے ہاتھ پر بیعت شرعی کرو دیا۔ شجرہ آپ

Marfat.com

کے طریقہ کا یہ ہے۔

# شجرہ خاندان قادریہ عالیہ

اول جناب سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بعدہٗ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بعدہٗ حضرت خواجہ حسن بصری بعدہٗ خواجہ حبیب عجمی بعدہٗ حضرت داؤد بعدہٗ حضرت معروف کرخی بعدہٗ حضرت خواجہ سری سقطی بعدہٗ حضرت شیخ جنید بغدادی بعدہٗ حضرت ابوبکر شبلی بعدہٗ حضرت ابوالواحد بعدہٗ حضرت ابوالفرح طرطوسی بعدہٗ حضرت ابوالحسن علی قرشی ہکاری بعدہٗ حضرت خواجہ ابوسعید مبارک مخرمی بعدہٗ قطب الآفاق شیخ الشیوخ غوث صمدانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بعدہٗ حضرت عبدالرزاق بعدہٗ حضرت ابوصالح بعدہٗ حضرت شاہ احمد بعدہٗ حضرت شہاب الدین بعدہٗ حضرت شمس الدین بعدہٗ حضرت علاؤ الدین بعدہٗ حضرت نور محمد بعدہٗ حضرت محمود بعدہٗ حضرت عبدالجلال بعدہٗ حضرت بہاول شیر قلندر بعدہٗ حضرت شاہ معالی عرف ابوالمعالی بعدہٗ سید مقیم محکم الدین بعدہٗ سید امیر بالا پیر بعدہٗ سید عبداللطیف بعدہٗ درویش محمد بعدہٗ حضرت احمد شاہ بعدہٗ حضرت عبداللطیف بعدہٗ حضرت مدح شاہ بعدہٗ حضرت سید اعظم علی شاہ بعدہٗ حضرت سید محمد غوث علی شاہ بعدہٗ مولوی اللہ جان بعدہٗ واقف الرحمٰن۔

جب حضور کو خاندان قادریہ کے سیر و سلوک و کیفیات سے بخوبی حظ وافر حاصل ہو چکا۔ ایک روز آپ نے پیر صاحب سے کہا کہ سینا تا ہو نیا اب فرمایئے کیا کریں جوشِ شوق سے نعرہ ہل من مزید بلند ہے اور درد قلب سے جگر پاش پاش ہے۔

من قماشِ فروشِ دلِ صد پارہ خویشم

تختے بروانہ دل گذرد ہر کہ بپوشم

میر صاحب نے کمالِ الطافت سے فرمایا کہ میرٹھ میں میاں حبیب اللہ شاہ رونق افروز ہیں جو نقشبندی ہیں اُن سے ملاقات کرو۔ اور استفادہ حاصل کرو۔ حضرت قبلہ میرٹھ پہنچے اور وہاں مولوی نیاز علی صاحب جو شاہ صاحب کے خلیفہ اوّل تھے ملے۔ مولوی صاحب نے حضرت کا ذکر دربارہ بیعت حبیب اللہ شاہ صاحب سے کیا میاں صاحب نے فرمایا کہ جب ہم کہیں اُس دن تم اُن کو ملاقات کے واسطے لانا۔ چند یوم بعد میاں حبیب اللہ شاہ صاحب نے یاد فرمایا حضرت قبلہ وکعبہ اُن کی خدمت میں تشریف لے گئے بہت سے اشخاص موجود تھے اور کوئی دعوت طعام کی تقریب تھی۔ صاحبِ خانہ کو آدمیوں کی کثرت دیکھکر گونہ اضطراب ہوا شاہ صاحب نے نظرِ باطن سے حقیقت معلوم کرلی اور فرمایا یہ خدائی دعوت ہے خوب شکم سیر کر کھاؤ چنانچہ وہ کھانا باوجود آدمیوں کی کثرت کے بچ گیا اور سب شکم سیر ہوگئے۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے حضرت قبلہ کو بیعت کیا اور توجہ کامل دی۔ شاہ صاحب نے اُس وقت چند مریدانِ خاص سے جو وہاں موجود تھے فرمایا ہرگز ان کے جسم کو ہاتھ نہ لگانا یہی عالی ظرف دریا نوش ہیں کہ اس توجہ کا تحمّل کرگئے ورنہ اور دوسرے طالب کا اس وقت جگر شق ہوجاتا۔

خدا بینی نہ کارِ ہر کسے ہست

کہ سرگردان درین کارست جہانے

مولوی نیاز علی صاحب کا قول ہے کہ شاہ صاحب بارہا فرماتے تھے کہ جیسے طالب کی ہم کو تلاش تھی ویسے ہی سید غوث علی شاہ ملے۔ سچ ہے طالب کامل جس طرح شیخِ کامل کے جویاں ہوتے ہیں اُسی طرح شیخ کامل بھی طالبِ کامل

کے خواہاں ہوتے ہیں

عاشقان ہر چند مشتاق جمال دلبر اند | دلبران بر عاشقان از عاشقان عاشق تر اند
حسن می نازد بعشق و عشق می نازد بحسن | آرے آرے این دو معنی یک دیگر اند

اکثر شاہ صاحب یہی فرماتے تھے کہ غوث علی شاہ صاحب کے بطون کو جہاں تک ہم نے دیکھا اور سمجھا دریائے بے پایاں پایا انتہا کا پتہ ہرگز نہیں لگا۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ایک سال حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں رہے جب سلوک نقشبندیہ طے ہو گیا اس وقت شاہ صاحب نے خلعت خلافت عطا فرمایا اور کہا ؎

اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری | ہر چند وصفت میکنم لیکن از آن بالاتری
آفاق را گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام | بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی | تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

## شجرہ خاندان نقشبندیہ مندرجہ ذیل ہے

اوّل حضور سراپا نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بعدہٗ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بعدہٗ حضرت سلمان فارسی بعدہٗ حضرت امام قاسم بعدہٗ حضرت امام جعفر صادق بعدہٗ حضرت بایزید بسطامی بعدہٗ حضرت ابو الحسن خرقانی بعدہٗ حضرت بو علی فارمدی طوسی بعدہٗ خواجہ یوسف ہمدانی بعدہٗ حضرت عبد الخالق غجدوانی بعدہٗ حضرت خواجہ عارف ریوگری بعدہٗ خواجہ محمود بعدہٗ خواجہ علی بعدہٗ خواجہ بابا بعدہٗ خواجہ میر کمال بعدہٗ خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بعدہٗ خواجہ علاؤالدین بعدہٗ خواجہ یعقوب بعدہٗ خواجہ عبد اللہ احرار بعدہٗ خواجہ محمد زاہد بعدہٗ خواجہ درویش محمد بعدہٗ خواجہ خواجگی امکنگی بعدہٗ خواجہ باقی باللہ بعدہٗ

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی بعدہٗ محمد معصوم بعدہٗ حضرت سیف الدین بعدہٗ سید نور محمد بعدہٗ حضرت مرزا مظہر جان جاناں بعدہٗ شاہ غلام علی بعدہٗ شاہ ابو سعید بعدہٗ حضرت حبیب اللہ شاہ بعدہٗ حضرت مولوی سید محمد غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سید حبیب اللہ شاہ کا گزر میرٹھ کی منڈی میں ہوا وہاں ایک پری پیکر خوش منظر طوائف اچپل نامی رہتی تھی نہایت حسین اور خوش آواز تھی۔ اس وقت وہ بڑی سُریلی آواز سے گا رہی تھی اگرچہ شاہ صاحب سماع سے محترز تھے مگر اس وقت اس کی آواز پسند آئی اور اس پر دل سے ایسے مہربان ہوئے کہ تائب ہوگئی اور اس نے گانا بجانا سب ترک کر دیا اور آپ سے بیعت کر لی۔ آپ کے فیضانِ صحبت سے اس پر ایسا جذب غالب ہوا کہ تا دمِ زیست جذب کی حالت میں بسر کی

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق　　گر ملک باشد سیاہستش ورق

فضلِ ساعت کار یک سالہ کند　　نارِ ابراہیم را لالا کند

بعد حصولِ خلافت ایک روز حضور نے بکمالِ ادب و تعظیم حضرت حبیب اللہ شاہ کی خدمت میں عرض کی

بے لطفِ تو من قرار نتوانم کرد　　احسانِ ترا شمار نتوانم کرد

گر بر تنِ من زباں شود ہر مُو　　یک شکرِ تو از ہزار نتوانم کرد

جو کچھ آپ کی توجہ اور عنایتِ باطنی سے ہم پر گزرا اور منکشف ہوا اس کا شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا مگر ذاتِ باری جو بیچوں اور بے چگوں اور بے رنگ ہے اور جس کی طلب ہے اس کا پتہ نہیں لگا۔

بس بے رنگ است یارِ دلخواہ اے دل　　قانع نشوی بہ رنگ ناگاہ اے دل

Marfat.com

جہاں محو شد و بہیچ رویت نشاخت | دل در خوں گشت و خاک کو بت نشناخت

کچھ عرصہ کے بعد جب آپ سید اعظم علی شاہ کی خدمت میں پہنچے اور سید صاحب موصوف سے حضرت امیر الدین شاہ صاحب کے اوصاف حمیدہ سنے تو حضور کے دل میں ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ یہ بزرگ خاندان چشتیہ میں بڑے باکمال تھے۔ بوڑیہ کے قریب قلندر صاحب کے چلہ کشی کے مکان میں رہتے تھے حضرت قبلہ اُن کی خدمت میں پہنچے اُس وقت شاہ صاحب کی عمر ایک سو پچاس برس کی تھی۔ کشف ان کا آئینہ کمال تھا اور کرامت انکی شاہدِ حال تھی۔ ایک روز بکمال عنایت نظرِ باطن سے متوجہ ہوئے اس توجہ سے آپکا قلب آئینہ وار مجلّے ہوگیا اور ہر طرف جلوہ ذات و صفات حق نظر آنے لگا۔ خیالِ خودی اور ہستی دفعتاً مٹ گیا۔

خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا | آئینہ اسمے نہادی خود باظہار آمدی

حُسنِ خود ہم خود نمودی اندریں آئینہ ہا | آئینہ یکسو نہادی خود بگفتار آمدی

جو شرابِ وحدتِ یار کا مجھے اس نے جام پلا دیا
تو میں کیا کہوں بس ایک آن میں غم دو جہاں کو بھلا دیا

نہ تو ہستی اپنی نظر پڑی نہ وجودِ غیر کی سدھ رہی
کہا دل نے سب میں وُہی وُہی جو خیالِ غیر مٹا دیا

وُہی انجمن وُہی ساز ہے وُہی آپ ساز نواز ہے
وُہی رازداں وُہی راز ہے جو دوئی کا پردہ اُٹھا دیا

وہی مہر میں وہی ماہ میں وہی ماہرویوں کی چاہ میں
وہی نور چشم سیاہ میں ہمیں پیرِ راہ نے بتا دیا

پانسو کوس تک تمام عالم بے حجاب نظر آنے لگا۔

Marfat.com

یک دم چو رسی بصحبت اہل کمال | افزوں بشمر از عبادت یکصد سال
صحبت چہ قدر اثر پذیر است دریاب | از شمع شود شمع منور فی الحال

توجہ دینے کے بعد شاہ صاحب نے فرمایا کہ اللہ اکبر ذات ذوالجلال نے سیدوا تاتم کو کیا عالی ظرف بنایا ہے کہ اگر میری اس توجہ کے مقابل ستون آہن ہوتا تو وہ بھی ہل جاتا۔ پتھر ہوتا تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ تم بڑے دریا نوش ہو پھر ایسے مہربان ہوئے کہ بیعت کرکے اپنے طریقہ کے تمام اشغال اور اوراد کی تعلیم فرمائی اور سلوک چشتیہ طے کرایا بے شمار عزیمت معہ ترکیب زکوٰۃ اور عملیات ونقشہ جات جن کے بے انتہا فوائد ہیں۔ بتائے اور سینکڑوں کشتہ جات جن کے اثرات اور فوائد بیان سے باہر ہیں۔ بنانے سکھائے

# شجرہ خاندان چشتیہ مفصّل ذیل ہے

حضور سراپا نور فیض گنجور شفیع المذنبین امام المتقین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بعدہٗ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ بعدہٗ حضرت خواجہ حسن بصری۔ بعدہٗ حضرت عبد الواحد بعدہٗ حضرت فضیل بن عیاض بعدہٗ حضرت سلطان ابراہیم ادہم بعدہٗ حضرت حذیفتہ المرعشی بعدہٗ حضرت ہبیرۃ البصری بعدہٗ حضرت ممشاد دینوری بعدہٗ حضرت ابواسحاق شامی چشتی بعدہٗ خواجہ احمد چشتی بعدہٗ حضرت محمد بزرگ چشتی بعدہٗ خواجہ قطب الدین ابدل بعدہٗ حضرت ابی یوسف بعدہٗ حضرت مودود چشتی بعدہٗ خواجہ حاجی شریف زندنی بعدہٗ حضرت خواجہ عثمان ہاردنی بعدہٗ ولی ہند خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی۔ بعدہٗ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی۔ بعدہٗ خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر بعدہٗ خواجہ یعقوب چشتی بعدہٗ حضرت چوسر چشتی۔ بعدہٗ حضرت

Marfat.com

شیخ سلیم چشتی بعدہٗ حضرت شاہ فیض اللہ چشتی بعدہٗ شاہ مصطفےٰ چشتی بعدہٗ حضرت خواجہ غلام احمد چشتی بعدہٗ حضرت غلام اولیا چشتی بعدہٗ حضرت شاہ امیر الدین چشتی بعدہٗ حضرت مولوی سید محمد غوث علی شاہ - بعدہٗ مولوی امو جان بعدہٗ واقف الرحمٰن۔

مُلکِ دکن میں آپ ایک درویش سے مُستفیض ہوئے یہ درویش فنِ عمل اور فنِ صنعت میں کامل تھے حضرت قبلہ نے فرمایا ایک روز ایک شخص ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کی گائے گم ہو گئی تھی۔ انھوں نے اپنی ہتیلی پر پندرہ کا نقش لکھکر اُس جانب جس طرف گائے گئی تھی اپنا ہاتھ دکھایا تہوڑی دیر مین گائے دوڑی ہوئی چلی آئی۔ ہم کو بھی اس نقش کی ترکیب بتائی ایک دن ان بزرگ نے حضرت قبلہ وکعبہ کی بڑی تعریف کرنی شروع کی اور کہا کہ آپ جانتے ہین کہ ہم کو فنِ کیمیا مین بڑا دخل ہے۔ مگر آپ نے ہم سے سوال نہیں کیا حضور نے فرمایا ؎

قناعت تو نگر کُند مرد را
خبر کن حریصِ جہان گرد را

رزق کی جستجو مین سرگردان رہنا اور کیمیا پر بھروسہ کرنا کم از کم ہمارے نزدیک درست نہین خداوندِ عالم اپنے بندون کا خود کفیل ہے عابد و زاہد فاسق و فاجر کا خود ہی رزق رسان ہے۔

ولیکن خداوندِ بالا و پست
بہ عصیان درِ رزق بر کس نہ بست

گر تو خواہی ورنہ خواہی رزقِ تو
پیشِ تو آید دوان از عشقِ تو

از مرگ میندیش وغمِ رزق مخور
کین ہر دو بوقتِ خویش ناچار رسد

ورد ہر ہر آنکہ نیم نانے دارد
وز بہرِ نشست آشیانے دارد

نہ خادم کس بود نہ مخدوم کسے          گو شاد بزی کہ خوش جہانے دارد

کسی نے خوب کہا ہے ؎

ترا ہر دم کشد پندار ہستی

سوئے ظلمت سرائے خود پرستی

میاں ہم کیمیا کیا کریں گے دھات کو مارنا یا اُس کی قلب ماہیت کرنا کونسی جوانمردی ہے خودی کو دُور کرو اور اگر کوئی نسخہ اس کا یاد ہو تو بتاؤ کہ ؎

خودی کفر است نفیِ خویش کن زود

کہ جز حق در حقیقت نیست موجود

قادر گنج میں حضور ایک شخص مسمّی رتیا شاہ صاحب سے ملے یہ فقیر بڑے کامل تھے دیکھتے ہی فرمایا سید بادشاہ ہم تمہارے انتظار میں تھے انھوں نے فیوضات بے پایان سے آپ کو مستفیض کرکے فرمایا

غمِ عشق از دلِ کس خالی مبادا

دلے بے عشق در عالم مبادا

حضور فرماتے تھے ایک مرتبہ رتیا شاہ صاحب نے بوقت شب ہم سے کہا کہ سید ایک مٹکا گنگا کی دھار سے لاؤ رات اندھیری تھی برسات کا موسم تھا دریا عمیق اور موجزن تھا دھار نظر نہ آئی ناچار پانی میں قدم رکھا قُدرت ایزدی سے دریا پایاب معلوم ہوا دھار کی تلاش میں دوسرے کنارے پر پہنچ گئے دیکھا کہ رتیا شاہ صاحب موجود ہیں اور فرماتے ہیں میاں جہاں سے جی چاہے بھر لو گھڑا بھر کر دونوں باتیں کرتے چلے تھوڑی دیر میں جب خشکی پر پہنچے رتیا شاہ پیشاب کو نے بیٹھ گئے اور غائب ہوگئے۔ مکان میں آکر دیکھا کہ رتیا شاہ جہاں لیٹے ہوئے تھے موجود ہیں اور ایک خادم سے کہہ رہے ہیں کہ سید گھڑا لے کر گئے تھے خدا جانے کہاں رہ گئے ہم نے خادموں سے

دریافت کیا کہ کیا شاہ صاحب ہمارے پیچھے پیچھے گئے تھے خادموں نے جواب دیا شاہ صاحب تو بستر پر سے کبھی نہیں اُٹھے۔ ایک مرتبہ حضور قبلہ میرٹھ مین روشن شاہ درویش کے ہاں مُقیم تھے ایک بزرگ رات کے وقت آئے بازار بند ہو گیا تھا یہ بزرگ روشن صاحب سے مخاطب ہو کر بولے کچھ کھاؤ گے سب نے کہا میاں صاحب بازار بند ہو گیا ہے اِس وقت کھانا کہاں سے منگوا سکتے ہو بولے غم نہ کرو اُسی وقت عالمِ غیب سے جو کھانا روشن شاہ نے چاہا تھا موجود ہو گیا سب نے سیر ہو کر کھایا سب سو گئے تھوڑی دیر بعد دیکھا تو کمبل موجود ہے اور شاہ صاحب ندارد پھر صبح کو دیکھا تو شاہ صاحب کمبل میں لپٹے ہوئے ہیں ایسی بہت سی صورتیں اُن سے ظاہر ہوئیں ایک روز روشن شاہ کے ساتھ بازار مین گئے مسجد کے سامنے کوئی شخص خوش الحانی سے گا رہا تھا قریب ہی کنواں تھا ان بزرگ کو بہت حظ آیا وجد مین آ کر ایک حبت کی کنوئے میں جا پڑے پھر جو حبت کی باہر آئے نہ بدن تر ہوا نہ کپڑے بھیگے حضور فرماتے تھے ان بزرگ سے بھی استفادہ عظیم ہوا۔

شہر زبیدہ میں حضور قبلہ وکعبہ کی مُلاقات واجد علی شاہ سے ہوئی۔ یہ بزرگ بڑے زبردست کامل تھے استغراق واجد علی شاہ صاحب پر بہت غالب تھا آپ فرماتے تھے بہت بزرگوں سے توجہ لی ایسی توجہ کسی کی نہیں دیکھی ان کی صحبت مین یہ تاثیر تھی کہ جو کوئی آپ کے حجرہ مین آبیٹھتا تھا قوتِ گفتار قطعی جاتی رہتی تھی۔

حبذا قومے کہ دید حق بود دیدارِ شان
محو باشد در شہودِ ذاتِ حق آثارِ شان

ایک روز آپ نے شاہ صاحب سے فرمایا۔

غمناکم و از درِ تو باغم نروم ۔۔۔ جز شاد و امیدوار و خرم نروم
از درگہِ ہیچو تو کریمے ہرگز ۔۔۔ نومید کہ زفت و من ہم نروم

یہ سنکر یہ بزرگ بہت خوش ہوئے اور بڑے لطف سے پیش آئے ان کے فیضانِ صحبت سے بڑے بڑے مدارج طے ہوئے حضور فرماتے تھے ایک دفعہ ہم سمندر کے سفر مین تھے ایک شخص ہمارا ہم سفر ہوا لباس اُس کا دریدہ تھا مگر باطن مین بڑا بلند پایہ تھا ایک دن اثنار گفتگو میں اُس نے اپنی جھولی سے ایک ناریل نکالا اور کہا ؎

بوقت تنگدستی آشنا بیگانہ میگردد
صراحی چون شود خالی جدا پیمانہ میگردد

اور ہماری طرف مخاطب ہوکر بولا سید صاحب یہ لو وقت ضرورت اپنے کام مین لانا اس مین اکسیر ہے خاصہ اس کا یہ ہے کہ تانبا پگھلا کر اگر تھوڑی سی اکسیر ڈالی جاوے تو سونا بن جائیگا اور اگر رانگ پر اسی طرح ڈالی جاوے تو چاندی ہو جاویگی مجھے چونکہ اکسیر بنانی آتی ہے اور آپ اکثر سفر مین رہتے ہیں آپ اس کو اپنے پاس رکھئے یہ اکسیر تقریباً وزن میں آدھ پاؤ ہوگی ہم نے جواب دیا شاہ صاحب ہم آزاد منش ہیں ہم کو ضرورت نہیں انہوں نے بہت اصرار کیا اور نہ ملنے تو ہم نے ہاتھ میں وہ ناریل جس مین اکسیر بھری ہوئی تھی لے لیا اور اس کو سمندر میں پھینکدیا اور یہ کہا ؎ توکل نبود اندیشہ مادہ
چراغم میخوری اے مرد سادہ

اس پر اس شخص نے بمنت تمام ہم کو اکسیر بنانی سکھائی۔

حضور نے ہندوستان کے تقریباً تمام شہر دیکھے سمندر پار سفر کئے مصر بغداد بیت المقدس، نجف اشرف، مدینہ منورہ، مکہ معظمہ، روم و شام میں مختلف دیار و امصار میں پہنچے جہان کہیں کسی درویش کامل کا حال سنا اس کی دید کا آپ کو اشتیاق ہوا اور وہاں پہنچے اور اس سے استفادہ حاصل کیا تو اشی بزرگون سے جو ملاقات ہوئے بزرگ

تھے اور اپنے اپنے وقت کے فرید الدّہر تھے ملاقات کی اور اُن سے فیضِ باطنی حاصل کیا بے شمار سنّیاسیوں سے اور دیگر مذاہب کے کامل بزرگوں سے ملے اُن سے حبسِ دم کے طریقے معلوم کئے اور اُن کی صحبت سے لُطفِ عظیم اٹھایا۔ آپ نے سینکڑوں طریقوں سے ریاضت اور مجاہدے کئے۔ نو برس کی عمر سے تا دمِ واپسیں علاوہ دیگر اوراد و وظائف کے نمازِ تہجد تک ناغہ نہیں ہوئی برسوں متواتر تمام تمام رات عبادتِ الٰہی میں مشغول رہے اور پلک تک نہیں جھپکائی آپ اکثر فرماتے تھے ؎

عمرے کہ بے تو می رود از مرگ بدتر است

روزے کہ بے تو میگذرد روزِ محشر است

حقیقت تو یہ ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن نہیں پیدا کیا ہم نے جن اور انسان کو سوائے اس کے کہ عبادت کریں خداوندِ حقیقی کے اس فرمان کی تعمیل جوارح سے آشکارا تھی اور باری تعالیٰ کے ارشاد وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَم کی شان ذاتِ اقدس سے ظاہر تھی ؎

اللہ اللہ چہ طُرفہ نام است این

حرزِ جان و دل تمام است این

حضرت قبلہ و کعبہ مُرشدِنا ہادینا سید محمد غوث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیر مرد فرد موحد عارف بیباک قلندر مشرب غرقِ بحرِ بے پایانِ توحید و عرفان مستغرق، ذات مستغنی بالفتوحات مجموعہ زہد و ریاضت منبع شریعت و طریقت تھے۔ فصاحت و بلاغت متانت و لطافت میں آپ کا کوئی نظیر نہیں تھا خوش رفتاری خوش خوئی خوش کلامی آپ کا حصہ خاص تھا تمام افعال ظاہری و باطنی خالصۃً للہ تھے طاعات و عبادات ظاہری و باطنی سے کوئی غرض نہ عوض اور دنیا اور آخرت کی کوئی آرزو نہیں تھی حضور فرماتے تھے ؎

روئے از ہمہ تافتم وسوئے تو کردم
چشم از ہمہ بر بستم و دیدارِ تو دیدم

دنیا و عقبےٰ حجاب عاشق است
میلِ ایشان کے زِ عاشق لائق است

یکے میخواہد از تو جنت و حورہا
یکے خواہد کہ از دوزخ شود دور

ولیکن ما نمیخواہیم این وآن جُست
مُرادِ ما ہماں خوشنودیٔ تُست

دارند ہر کس از تو مُرادے و مطلبے
مقصودِ ما ز دنیا و عقبیٰ لقائے تُست

حضور اقدس کا علم اور فضل اس قدر وسیع تہا کہ اگر ان کی شان میں یہ کہا جاوے تو زیبا ہے اور مُبالغہ سے بالکل مُبرا ہے۔

سر دفترِ حلم وحیا سر منزلِ علم وضیا
سر چشمۂ صدق وصفا سر حلقۂ فقر وفنا

آئینۂ حسن وجمال گنجینۂ کشف وکمال
خضرِ وجد و وصال سالارِ مردانِ خدا

سر ہیں حقائق کا سر در لمبیں دقائق کا وفور
لب سے شرائع کا ظہور رُخ سے معارف جلوہ زا

کشف آپکا روشن ضمیر سیر آپکی کیوان مُسیر
فیض آپکا ابر مطیر نُطق آپکا آب بقا

مردم شناسی آپ پر ختم تھی حاضرینِ خدمت کا مدعا کا جواب بے عرض وگذارش نقول وروایات قصص وحکایات کے پردہ میں تلمیح وکنایات کے پیرایہ میں ایسی توضیح وتشریح کے ساتھ ہوتا تھا کہ ہر شخص کامیابی کے مزہ سے خورسند اور تحقیق کے لطف سے بہرہ مند ہو جاتا تھا ہر بات سے طرح طرح کے معنے اور ہر لفظ سے انواع انواع کے رمز ساینہ معنی کی سمجھ میں آتے تھے ؎

کیجئے رمزوں میں مذکورِ نگار
قصۂ اغیار میں ہو ذکرِ یار

اولیائے کرام اور انبیاء علیہ السلام کی نقول وحکایات اس قدر زیادہ تھیں کہ ہر وقت اور ہر موقع پر تمثیلاً فرمائی جاتی تھیں۔

خوشتر آن باشد کہ سرِّ دلبران
گفتہ آید در حدیثِ دیگران

Marfat.com

حلم وبُردباری عاجزی وانکساری بدرجۂ کمال تھی۔ فرماتے تھے ؎

کم مباش از درختِ سایہ فگن
ہر کہ سنگ زند ثمر بخشش

از صدف یاد گیر نکتۂ حلم
ہر کہ زد برسرش گہر بخشش

عجز کارِ انبیاء و اولیاء است
عاجزی مقبولِ درگاہِ خدا است

نیست اکسیرے بعالم بہتر از اُفتادگی
قطرۂ ناچیز گردد گوہر از اُفتادگی

رُتبۂ اُفتادگی این بس کہ شاہان جا دہند
سایۂ بالِ ہُما را بر سرِ اُفتادگی

عدل و انصاف رحم و الطاف سے ذاتِ اقدس مملو تھی آپ کی ذات تخلّقوا باخلاقِ اللہ کی عین مثال تھی۔ کوئی کسی ملّت و مذہب کا ہندو ہو یا مسلمان یہود ہو یا نصاریٰ جو آپ کی خدمت میں آتا تھا کمال لطف و عنایات سے دامنِ آرزو کو گوہرِ مقصود سے پُر کرتا تھا اکثر آپ فرماتے تھے۔

خاک آپ کو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے
اخلاق سب سے کرنا تسخیر ہے تو یہ ہے

سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے
نزدیک عارفوں کے تدبیر ہی تو یہ ہے

خواہی کہ پسندیدۂ ایّام شوی
مقبول و قبولِ خاص و ہر عام شوی

اعدا دہ موتن ویہود وترسا
بدگوئے مباش تا نکو نام شوی

صفائی باطنی اور راست بازی کی خاص ہدایت ہوتی تھی اور فرماتے تھے ؎

صاف دل با ہمہ کس ہمدم و دمساز بود
در آئینہ بروئے ہمہ کس باز بود

دوست آنست کہ معائب دوست
ہمچو آئینہ روبرو گوید

نہ کہ چون شانہ با ہزاران زبان
پس سر اُفتہ مو بمو گوید

راستی موجب رضائے خدا است
کس ندیدم کہ گم شد از رہِ راست

جو شخص آپ کی خدمت میں بیعت کے ارادے سے حاضر ہوتا تھا ہمیشہ شریعت کی پابندی کی تلقین ہوتی تھی۔ اور حضور فرماتے تھے۔

Marfat.com

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز نخواہد بمنزل رسید
رہِ سنت رو اگر خواہی طریقِ مستقیم — کزیں رہ بود سوئے رضا ذو المنن
اسلام شریعت سے رہا ہے مضبوط — ایمان طریقت سے رہا ہے مربوط
ہو معرفتِ حق سے حقیقت کی دید — ہو ذاتِ پیامبر کی حقیقت منبوط
خواہی کہ شوی بمنزلِ قرب مقیم — نہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و علم و یقین — تفویض و توکل و رضا و تسلیم

حضور فرماتے تھے خیانت نہایت بری چیز ہے خیانت کرنیوالے سے خدا راضی نہیں رہتا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ جس کی بین دلیل ہے اس لئے انسان کو لازم ہے کہ خیانت سے احتراز کرے اسی طرح سے فساد کرنے والوں اور غیبت کرنے والوں کے واسطے سخت تاکید کہ آپسمیں نہایت خلوص اور محبت سے زندگی بسر کریں اور ہرگز فساد نہ کریں باری تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف اس طرح مخاطب ہوتا ہے لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا جب اصلاح ہو جاوے تو ملک میں فساد نہ کرو کیونکہ خدا مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ سے صریح تاکید ہوتی ہے۔ شرابخوری۔ زنا۔ چوری نہایت کمینہ پن کی خصلتیں ہیں۔ قرآن پاک میں ان کی نسبت سخت وعید نازل ہوئی ہے اور جو شخص ان کا مرتکب ہوگا اُس کے واسطے سخت عذاب نازل ہوگا یہ گناہ کبیرہ ہیں ان سے بچنا ہر حالت میں ضروری اور لابدی ہے وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا زنا کے نزدیک مت جاؤ تحقیق وہ بے حیائی ہے۔ اور بری راہ ہے منافقت بھی خصائل رذیلہ میں سے ہے اس سے ہر انسان کو بچنا چاہیئے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ منافق کا مقام دوزخ میں آگ کے بڑے طبقہ میں ہوگا حضور فرماتے تھے سچ بولنے میں بڑے بڑے فوائد

Marfat.com

اور جھوٹ بولنے میں بڑے بڑے نقصان ہیں۔ اسی وجہ سے الصِّدْقُ یُنْجِی
وَالْکِذْبُ یُہْلِکُ مشہور ہے۔ سخت سے سخت صدمہ کے وقت بھی صبر پر کاربند
رہنا خدا کی خوشنودی کی دلیل ہے کیونکہ اس میں ایک طرح کی بندہ کی ادنے
آزمائش ہے جو صبر کرتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ ان کی مدد کرتا ہے اِنَّ اللہَ مَعَ الصَّابِرِیْن
جس کا بین ثبوت ہے۔

کسے را کہ او آورد در پناہ — چہ غم دارد از فتنۂ کینہ خواہ

جب خدا ساتھ ہوگیا تو کسی دوسرے مددگار کی چنداں ضرورت نہیں۔
صبر گرچہ تلخ است وے بر شیرین دارد۔ اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَحِ کی تصدیق بڑے
بڑے تجربوں سے ہو چکی ہے۔ صبر کے بعد خوشی ضرور ہوتی ہے۔

صبر است کلیدِ گنجِ مقصود — بے صبر درِ مراد نکشود
گر صبر کنی بصبر بیشک — دولت بتو آید اندک اندک
اہلِ صبر از جملہ عالم برتراند — صابران از اوجِ گردون بگذرند

تکبر اور غرور انسان کو نہیں کرنا چاہئے۔ خداوند حقیقی تکبر کرنے والے
سے خوش نہیں ہوتا ہے اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْن تحقیق وہ تکبر کرنے والوں کو
دوست نہیں رکھتا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے غرور کا سر نیچا مثل مشہور ہے ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد — بزندانِ لعنت گرفتار کرد

مال و دولت حسن و جمال پر غرور کرنا لاحاصل ایک نہ ایک دن ان کو
ضرور زوال ہوگا ؎

بر مال و جمالِ خویشتن تکیہ مکن — کاں را بشبے برند وایں را بہ تپے

نیکوں کی صحبت کی ترغیب اور بدوں کی صحبت سے بچنے کی ہدایت
ہوتی تھی فرماتے تھے ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

استقامت اور استقلال انسان کے واسطے بڑی بیش بہا نعمت ہے ہر انسان میں یہ صفت ہونی چاہیے۔ استقامت کا درجہ عقلمندوں نے کرامت سے بھی بڑھا دیا ہے اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْکَرَامَةِ زبان زدِ خلائق ہے۔ کفایت شعاری کا عادی ہونا دُنیادار کو بہت ضروری ہے جو شخص اس خوبی سے بہرہ ور نہیں ہوتا ہے اس کو بڑی بڑی تکالیف کا سامنا ہوتا ہے فرمان باری تعالیٰ ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ فضول خرچ شیطانوں کے بھائی بند ہیں حرص وطمع صفاتِ ذمیمہ کی اصل ہیں۔ یہ علاوہ دُنیاوی توہین وتذلیل کے دینی ترقیات میں بھی بڑی خرابی ڈالتی ہیں۔ طمع را سہ حرف است وہر سہ تہی۔

دل چو آلوداست از حرص و ہوا — کے شود مکشوف اسرارِ خدا
صد تمنا در دل است اے بوالفضول — کے کند نورِ خدا در دل نزول
دین و دُنیا ہر دو کے آید بدست — این فضولیہا مکن اے خود پرست

حسد عقلاً ونقلاً مخالفِ اخلاق ومخربِ ایمان ہے حاسد ہمیشہ رنج میں مُبتلا رہتا ہے یہ حسد کا ثمرہ ہے کہ جدال وقتال تک نوبت پہنچ جاتی ہے ؎

خانمانہا از حسد باشد خراب — بازِ شاہی از حسد گردد غراب

کسی نے خوب کہا ہے

ہفتاد ودو فریق حسد کے عدد سے ہیں — اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں

آپ ہمیں اتحاد واتفاق اور خلوص سے زندگی بسر کرنے کی چھوٹوں کو بزرگوں کی تابعداری اور ادب اور بزرگوں کو چھوٹوں کے ساتھ محبت اور شفقت کی خاص ہدایت ہوتی تھی۔ فرماتے تھے اسلام کی ترقی کا دار ومدار

Marfat.com

اتفاق. اولعزمی اور غیرت پر ہے۔

چو دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد در انبوہ را

عقیدتمندوں اور مریدوں کو اول تعلیم احکام شریعت کی ہوتی تھی۔ نماز روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج کی ترغیب فرماتے تھے اور خدا اور رسول کی اطاعت کی تلقین ہوتی تھی۔ ارشاد ہوتا تھا کہ انسان کی نماز سے ظاہری اور باطنی صفائی ہوتی ہے۔

الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ عزکرو باری تعالیٰ عز اسمہٗ کا کیا کرم ہے اور کیسا فضل ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے رسول کی معرفت کس طرح سمجھاتا ہے اور یقین دلاتا ہے۔ کہ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُہُمُ اللہُ اِنَّ اللہَ عَزِیْزٌ حَکِیْم۔

جو لوگ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ او اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا تحقیق اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَہُمْ اَجْرُہُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دی اُن کے واسطے اُن کے رب کی طرف سے ثواب عظیم ہے اور اُن کو کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہر شخص نے اپنی خواہشات کے موافق جداگانہ قبلہ بنا رکھا ہے اور اسی خیال میں مستغرق اور منہمک ہے۔

قبلۂ شاہان بود تاج و کمر　　قبلۂ ارباب دنیا سیم و زر

Marfat.com

قبلۂ صورت پرستان آب و گل | قبلۂ معنی شناسان جان و دل
قبلۂ تو ہاد محراب قبول | قبلۂ بد سیرتان کارِ فضول
قبلۂ تن پروران خواب و خورش | قبلۂ انسان بدانش پرورش
قبلۂ عاشق وصالِ بے زوال | قبلۂ عارف جمالِ ذی الجلال
قبلۂ اصحاب منصب مال و جاہ | قبلۂ اہلِ سلوک اسباب راہ
قبلۂ حرص و امل باشد ہوا | قبلۂ قانع توکل بر خدا

دُنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔

گر عمرِ تو عمرِ نوح و لقمان باشد | آخر بروی چنانکہ فرمان باشد
در بودن دنیا و برون رفتن ازو | یکروزہ و ہزار سال یکسان باشد

دُنیا اور اس کی تمام اشیاء ہیچ ہیں اس کی عارضی زیب و زینت پر مفتون ہونا ابدی زندگی سے ہاتھ دھونا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ اس سے بہتر کیا صراحت اور وضاحت ہو سکتی ہے ۵

متاعِ این جہان فانی و معیوب | نعیمِ آن جہان باقی و مرغوب
چرا کس دولتِ باقی گذارد | بہ نعمتہائے فانی سر در آرد
دُنیا ہمگی اگر بہ کامِ تو شود | دین سکۂ سیم و مہ بنامِ تو شود
آخر ز جہان بے بقا باید رفت | گر قیصر و فغفور غلامِ تو شود

دُنیا طرح طرح سے انسان کو دامِ تزویر میں پھنساتی ہے

دُنیا ہے وہ محتبہ کہ کرے جب یہ ٹھٹول | عاقل کو بھی بن دام کے لے لیتی ہے مول
سو رنگ سے بن بن کے لبھاتی ہے یہ نال | یہ زال عجب دشت حدیقت کی ہے غول
دُنیا ہے وہ گھاٹی کہ اُترنا مشکل | یا ایسی یہ دلدل کہ گذرنا مشکل
جینا ہے نکوئی سے یہاں کا دشوار | آخر کو بھی ایمان سے مرنا مشکل

یہ بیوا دُنیا ہے بشر کی دُشمن　　دل اس سے لگانے میں سدا رنج و محن

وصل اس سے نہ کرنا کہ بن آئی ہو اجل　　ہاں اسکی جدائی میں بہت دل ہو مگن

اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ دُنیا مُردار ہے اور اس کے طلب کرنیوالے کتّون کی خاصیت رکھتے ہیں۔ دُنیا میں رہ کر عقبےٰ کے خیال سے غافل رہنا عاقبت اندیشی کی دلیل ہے ؎

بدُنیا توانی کہ عقبےٰ خری　　بخر جان من ورنہ حسرت بری

کسے گوئے دولت زدُنیا برد　　کہ باخود نصیبے بعقبےٰ برد

اس لئے انسان کو لازم ہے کہ دن رات میں کم از کم ایک مرتبہ تو اپنے نفس سے ضرور احتساب کرے اور خیال کرے کہ اس سے کیا کیا لغزش ظہور پذیر ہوئی ہے اور اُس کی اصلاح کی کوشش کرے خداوندِ حقیقی کو پوشیدہ سے پوشیدہ چیز کا علم ہے کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ سے صاف ظاہر ہے۔ انسان اگر چھُپا کر جہان کسی کا بھی گذر نہ ہو کوئی کام کرے تو بھی باری تعالیٰ کو اس کی ضرور خبر ہوتی ہے۔ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ جل شانہٗ کو جو کچھ تم کرتے ہو اس کا پورا پورا علم ہے اگر انسان یہ خیال کرے کہ حق تعالیٰ اُس کے افعال و کردار کو دیکھتا ہے تو بہت سی برائیوں سے اجتناب ہو سکتا ہے۔

چو دانستی کہ حق دانا و بینا است　　نہان و آشکارا خویش کن راست

ہر کہ دانست آنکہ در ہمہ وقت　　حق تعالیٰ بحالِ او بینا است

ہمہ کردار ہاش باشد خیر　　ہمہ گفتار ہاش گردد راست

جھوٹ بولنا بہت بُرا ہے انسان کو لازم ہے کہ اس سے جہان تک ہو سکے بچے خدا خود فرماتا ہے۔ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ

ایک روز ارشاد ہوا کہ حق تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔

فرشتون سے افضل کیا اُن سے سجدہ کرایا دُنیا اور دین کی تمام نعمتیں اُسکے واسطے پیدا کین اس کا یہی سبب تھا کہ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي کی شان اُس میں جلوہ گر تھی ۔ اگر انسان اپنی ہستی اور اُس کی رحمت پر غور کرے تو معلوم ہو کہ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ کا کس خوبی سے اظہار ہے۔ اس کے لئے انسان کامل کی ضرورت ہے عام انسان تو حیوانِ ناطق ہیں اُن کو ان باتون سے کیا سروکار ہمیشہ آپ نیکی کی ترغیب فرماتے تھے اور ارشاد ہوتا تھا کہ دُنیا مین نیکی کرنی خدا اور رسول کے نزدیک بہت ہی اچھی چیز ہے نیکی کا پھل بیکار نہیں جاتا إِنَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۔ خدا تعالیٰ نیکی کرنے والون کو دوست رکھتا ہے إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ جس کی دلیلِ کامل ہے ۔ اولعزمی اور بلند ہمتی کی آپ بہت تعریف فرماتے تھے ۔ اور ارشاد ہوتا تھا ۔ کہ مشکل سے مشکل کام اس کی بدولت آسان ہو جاتا ہے ۔ اور انسان کو مقصودِ اصلی حاصل ہو جاتا ہے ؎

ہمتِ بلند دار کہ مردانِ روزگار
از ہمتِ بلند بجائے رسیدہ اند

حضور اُولکی طالبِ حق کو یہی ابتدائی ہدایت ہوتی تھی کہ غیر اللہ سے کبھی ملتجی نہ ہونا کسی حاجت کے واسطے سوال نہ کرنا کیونکہ سوال کرنا اُصولِ طریقت کے بالکل خلاف ہے اس لئے حصولِ مقصود اصلی اسی پر منحصر ہے کہ طالب ماسوا اللہ سے بے سروکار رہو اور موجوداتِ عالم سے قطع تعلق کرے سوال کرنا فقر کی شانِ عظمت کے منافی ہے اور سبب تذلیل ہے یہ رکیک فعل اعزاز فقرا کے پاک و شفاف دامن پر بدنما دھبہ لگاتا ہے

بہرِ آب و نان نگردی دربدر — آبروئے خود نہ ریزی بہر زر
گر لفافہ جان برآید از نفس — ہچن مگس دستت مزن زان مگس

باش در کنجِ قناعت سرنگون | پا منہ از گوشۂ عزلت برون
پشت پا زن تختِ کیکاؤس را | سر بدہ از کف مدہ ناموس را
الحذر از حبِ دُنیا الحذر | بہرِ نان و زر مخور خونِ جگر

خدا تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے سوا کسی سے امیدِ مفاد نہیں رکھنی چاہئے اور طمع سے بچنا چاہئے کیونکہ طمع سے ذلّت اور قناعت سے عزّت ہوتی ہے ؎

سرمد تو ز ہیچ خلق یاری مطلب | از شاخِ برہنہ سایہ داری مطلب
عزّت ز قناعت است و خواری ز طمع | با عزّتِ خوش باش و یاری مطلب

حضور کی خوراک بہت کم اور سادہ ہوتی تھی نفیس اور لذیذ طعام کی طرف توجہ مُطلقاً نہیں تھی آپ فرماتے تھے ؎

حیف باشد کہ عمرِ لاثانی | چون بہائم بخواب و خور گذرد
آدمی می تواند از کوشش | کز فرشتہ بفضل درگذرد

اکثر ارشاد ہوتا تھا کہ خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است کسی کی دعوتِ طعام مطبوعِ خاطر نہین تھی اگر کسی نے بہت اصرار کیا اور کھانا پیش کیا تو اُس کی دلشکنی کے خیال سے قبول فرمالیا اور ضرورتمندونکو کھلادیا آپ فرمایا کرتے تھے

نان و حلوا چیست اے مردِ فقیر | لا طمع بُودن ز سلطان و امیر
بر درِ سُلطان مرو درویش بین | گنج گر قارون دہد سُویش مبین

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ بانی پت میں اپنے حُجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ بہت سے عقیدتمند موجود تھے ایک رسالہ کا سوار خونخوار صورت بنائے ایک جانب تلوار دوسری جانب پیش قبض لٹکائے قرابین ہاتھ میں لئے آیا مُنہ اور ہاتھ پاؤں خاک مین آلودہ تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دور کے سفر سے آرہا ہے یہ شخص حُجرہ مین وَرّانہ چلا آیا اور دریافت کیا کہ غوث علی شاہ کونسے ہین حاضرین میں سے کسی نے آپ

کی طرف اشارہ کیا جب اُس کو یقین ہو گیا تو بولا کہ آپ مجھے کیمیا بنانی سکھا دیں اگر آپ نہیں بتائینگے تو ابھی فیصلہ کر دیا جاویگا آپنے فرمایا تم دم لو ہاتھ منہ دہو و کپڑے اُتارو آرام کرو کیمیا بھی بتا دینگے اُس شخص نے اپنے ہتھیار کھولکر رکھے ہاتھ اور منہ دہو ہی رہا تھا کہ اتنے ہی میں آپکا کھانا آگیا آپنے فرمایا آؤ صاحب کہانا کھاؤ اول طعام بعدہٗ کلام اُس نے خیال کیا کھانا بہت عمدہ نفیس اور لذیذ ضرور ہوگا اور چونکہ دُور دراز کے سفر سے آرہا تھا بھوک بھی غالب تھی دسترخوان پر آگیا اُس دن کھانے میں دو منڈے کی روٹیاں اور جنگلی ساگ اُبلا ہوا تھا آپنے ایک روٹی اور تہوڑا ساگ اپنے آگے رکھا اور ایک روٹی اور ساگ مہمان کے سامنے رکھدیا اور کہا بسم اللہ کرو آپ تو حسب المعمول نوش فرماگئے مگر سپاہی صاحب کے حلق میں نوالہ اٹکا کسیلا سالن کُھری روٹی ایک نوالہ بھی حلق سے نہیں اترا غرض بمشکل پانی کے گھونٹ سے دو ایک نوالے حلق سے اُتارے اور پھر ہاتھ کھینچ لیا آپنے اصرار کیا اور فرمایا کھانا میں تکلّف نہیں چاہیے کھانا شکم پُر ہوکر کھالو تو اطمینان سے تم کو کیمیا بتا دینگے یہ سنکر وہ شخص بُولا کہ مجھسے تو یہ کھانا کھایا نہین جاتا آپنے کہا کہ میاں کیمیا کی اول شرط یہی ہے کہ جو کیمیا جانتا ہے اسکو یہی غذا ملتی ہے اگر تم کیمیا سیکھنی چاہتے ہو تو یہی چکھو تیاں چکھنی پڑینگی یہ کلمہ سُنکر غریب اپنے ہتھیار سنبھال چلا گیا اور مُڑکر بھی نہین دیکھا تو آپنے فرمایا

اے دل ہوس پر سر کارے نرسی ‏ تا غم نخوری بغمگسارے نرسی
تا نشانہ صفت سر نہی در تہ ارہ ‏ ہرگز بہ سرے زُلف نگارے نرسی

حضور نے پانی پت میں قلندر صاحب کے مزار کے قریب ایک حجرہ میں اپنی زندگی کے آخر ایام گزارے اور جب کبھی کسی امیر معتقد نے مکان تعمیر کرا دینے کے واسطے عرض کی اور اصرار کیا تو آپ فرما دیا کرتے تھے ؎

مکان اپنا لامکان ہے ‏ فقط حیرت ہے اور کچھ بھی نہیں ہے اللہ

رہنے کو ٹھکانہ ہے یہاں کے عارضی مکان کو کیا کرینگے آخرت کا مکان تیار ہونا چاہئے کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

شاہ دہ دہد و منت نہد　　　رافق ما رزق بے منت دہد

لباس آپکا بالکل سادہ اور سفید ہوتا تھا رنگین لباس کو کبھی پسند نہیں فرمایا۔ ایک دن ایک شخص صوفی نما گیروے کپڑے پہنکر حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ اگلے بزرگوں کو یہ نسخہ یاد نہیں تھا کہ ایک پیسہ کا گیرو لیکر کپڑے رنگ کر فقیر بنجاتے اگر اُن کو یہ نسخہ معلوم ہوتا تو سالہا سال مدت دراز تک ریاضت و مجاہدے نہ کرتے ؎

صورتے ظاہر ندارد اعتبار　　　باطنی باید مبرا از غبار

لباس گلیم اور صوف اُس کو پہننا روا ہے جس کا ظاہر و باطن صاف ہو اور کوئی کدورت دنیا اور دین کی نہ ہو ؎

ہیچ رابہ الا التصوف پیش نیست　　　چار حرف اندر تصوف بیش نیست

توبہ و صدق است شرط آن وفا　　　پس فنا کردن فنا را در فنا

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ حجرہ میں تشریف فرما تھے چند اور اصحاب بھی پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص کفنی پہنے فقیر صورت بنائے زلفیں چھوڑے رنگین لباس میں ملبوس خدمت میں حاضر ہوا۔ حاضرین جلسہ کے سامنے بڑی دوُن کی لینے لگا آپ خاموش بیٹھے سنتے رہے آخر آپنے یہ نقل فرمائی کہ کہتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص کفنی پہنے نماز پڑھ رہا تھا اتفاقاً ایک ہرن اسکے پاس سے گزرا اُس شخص نے نماز کی نیت توڑ کر لاٹھی اسکے زور سے ماری کہ ہرن کی ٹانگ ٹوٹ گئی وہ لنگڑاتا ہوا حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں گیا اور فریاد کی جب قصور ثابت ہو گیا حضرت نے اُس شخص کو سزا دینی تجویز کی ہرن نے عرض کی کہ میری ٹانگ تو ٹوٹنی ہی تھی ٹوٹ گئی اب اسکو اور کچھ سزا نہ دیجئے فقط اسکی کفنی اُتروا دیجئے اور سمجھا دیجئے کہ پھر کفنی نہ پہنے کفنی مُردوں کا لباس ہے میں مُردہ

Marfat.com

سمجھکر اس کے پاس سے نکلا تھا ایسا نہو کہ کوئی اور دہوکہ میں آجاوے حضور اکثر لباس کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے مکلف اور مزین لباس کا مقید ہونا ہرگز ٹھیک نہیں ہے

درچشم محققان چہ زیبا و چہ زشت — منزل گہ عاشقاں چہ دوزخ چہ بہشت
پوشیدن بیدلان چہ اطلس چہ پلاس — زیر سر عاشقاں چہ بالیں وچہ خشت

سخاوت ذات اقدس میں بدرجہ اتم تھی ہزارہا روپیہ معتقدین نذر کرتے تھے کبھی ہاتھ نہیں لگایا ارشاد ہوتا تھا کہ اسی وقت حاضرالوقت صاحبان کو اور بیواؤں کو ضرورتمندوں کو تقسیم کردیا جاوے سائل کا سوال کبھی رد نہیں کیا ہے

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز — مگر باشہدان لا الہ الا اللہ
دل فیاض تیرا سیم وزر سے سیر ہے ایسا — کہ اس غم میں سفید و زرد پایا سیم و زر کو
یقین ہے ہوگئے ہونگے کوہ و بحر سب خالی — فقیروں میں لٹایا تو نے یہانتک لعل گوہر کو

حضور آزاد منش اور تعلقات دنیا سے نفور تھے ہے

دنیا کی کسی چیز میں کب ہے راحت — اولاد مصیبت ہے تو دولت آفت
اور عزت دنیا کو جو سوچو تو ہے ہیچ — ہاں یاد خدا میں ہے دوامی عشرت

بے تعلقی حد سے زیادہ تھی حضور اکثر فرماتے تھے ہے

ما ہرچہ داشتیم فدائے تو کردہ ایم — جان را اسیر بند ہوائے تو کردہ ایم
ما کردہ ایم ترک خود و ہر دو کون نیز — وینہاکہ کردہ ایم برائے تو کردہ ایم

کبھی کبھی ارشاد ہوتا تھا ہے

بے تعلق زیستن خوش زیستن — با تعلق زیستن نگریستن
تعلق حجاب است وبیحاصلی — چو پیوندہا بگسلی واصلی

اگر کوئی تکلف و تواضع سے پیش آتا تھا تو مسکرا کر حضور فرمایا کرتے تھے ہے

تکلف گر نباشد خوش توان زیست — تعلق گر نباشد خوش توان مرد

Marfat.com

مردِ آزادگیتی نکند میل سہ چیز — تا ہمہ عمر ز آفات سلامت باشد
نکند زن اگرش دخترِ قیصر بدہد — وام نستاند اگر وعدہ قیامت باشد
نرود بر درِ ارباب کرم بہر طمع — فی المثل حاتم طائی بسخاوت باشد

حضور کے مکاشفہ ذاتی علم و آگاہی باطن الہام والقا کشف واسرارات الٰہی ودیگر کمالات باطنی کا کچھ بیان نہیں ہوسکتا جب کبھی غلبہ خاص ہوتا تھا اُس وقت بیانِ دقائق وحقائق اور رموزاتِ توحید بے ساختہ زبان مبارک سے بیباکانہ ادا ہوتے تھے اور فرماتے تھے ؎

دیدہ از غیرِ تماشائے تو بر دوختہ باد — ز آتشِ عشقِ تو جانُ دلِ ما سوختہ باد
آنکس کہ ترا شناخت جان را چہ کند — فرزند و عیال و خانمان را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی — دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند

رحمۃ اللہ آپکا ہر بیان خزینۂ اسرار کا جوہر اور ہر کلام دریائے رموز کا گوہر ہوتا تھا

زہے کلام تو محض ہدایت وحکمت — زہے پیام تو عین عنایت ورحمت

حضرت قبلہ وکعبہ رمز شناسِ اسرارِ احدیت نکتہ فہم رموزِ صمدیت برگزیدۂ بارگاہِ کبریائی کیف یابِ اولیائے تحت قبائی ہادیِ طریق تفرید ہمائے منازلِ تجرید تھے۔ ابتدائے عمر سے بحرِ بے پایانِ توحید تنزیہ مین غرق رہے شب وروز اوقات شریف کو تکمیلِ توحید اور تحقیقِ تنزیہ مین صرف کیا فرماتے تھے ؎

خوش آن آتش کہ اندر دل فروزد — بجز حق ہر چہ پیش آید بسوزد
از حق جز حق مخواہ توحید این است — وز سایۂ خود گریز تفرید این است
ز آلایشِ جوہر وعرض پاک بشو — تجرید این است شرحِ تجرید این است

اور ریاضت ومجاہدہ کا حق جو کچھ ادا کرنیکے لائق تھا ادا کیا فرماتے تھے ؎

ور نگر تا بینی از عینِ شہود — جملہ ذراتِ جہان را در سجود

سب راہوں سے بڑھ کر اور سب طریقوں سے خوشتر توحید کا طریقہ ہے ۵

در رہ توحید جان نثار کن — دیدہ را در باز رو دیدار کن

در جلال حق جمال حق بہ بین — در صفات و ذات رب العالمین

وحدت کے ہیں یہ جلوے نقش و نگار کثرت — گر سر معرفت کو پاوے شعور تیرا

نظروں میں اہل دل کے کثرت ہی عین وحدت — ہر حال میں ہے حاصل قرب وصال تیرا

توحید کے بارہ میں اکابران طریقت اور رہ روان مسلک معرفت و حقیقت نے جہاں تک جس کے فہم وادراک نے رسائی کی بیان کی ہیں کی آپ فرماتے تھے کہ توحید تین قسم کی ہے ایک توحید عامہ جسکو توحید شریعت کہتے ہیں دوسری توحید خاص و توحید طریقت تیسری خاص الخاص و توحید معرفت و حقیقت تو تعالی بھی اسکا نام ہے توحید عام میں جمہور خلائق شریک ہے۔ ذات حق کی یگانگی اور یکتائی کا سب کو اقرار ہے

ہمہ ذرات از مہ تا بماہی — بوحدانیتش دادہ گواہی

ہمہ اجزائے کون از مغز تا پوست — چو اسینی دلیل وحدت اوست

اس توحید کا اصول احکام شرعی کی اتباع پر منحصر ہے اور توحید خاص و خاص الخاص از روئے فیوضات باطنی حاصل ہوتی ہے یہ توحید انبیاء علیہ السلام اور اولیائے کرام کا حصہ خاص ہے زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا اور دل سے یکتائی حق پر اعتقاد رکھنا توحید عام ہے اور تجلیات ذات مطلق کا قلب سالک پر متجلی ہونا اور ذرہ و آفتاب میں بے امتیاز یکسی نور حق نظر آنا اور نور ذات کی تجلیات کے سامنے ذرات وجود عالم کا معدوم ہونا اور ایک ذات کا نور پیش نظر رہنا توحید خاص ہے موحد کا بحر ناپیدا کنار توحید میں شناوری کرتے کرتے قعر دریائے ذات اقدس میں غوطہ مارنا اور محو در محو اور فنا در فنا ہو جانا اور کل کائنات کو مع اپنی ہستی خاص کے محو کرنا

**توحید خاص الخاص ہے ۵**

Marfat.com

چیست توحید خدا آموختن — خویشتن را پیشِ واحد سوختن
ہستیت و ہست ہستی نواز — ہمچو مس در کیمیا اندر گداز
توحید سے مٹتی ہیں رسوم وقیود — توحید سے ہو ذات کا ہر شے میں شہود
توحید سے سالک کو فنا ذات میں ہو — مٹ جائے خودی اسکی تو یہ عین وجود

ایک روز فرمایا کہ عشقِ حقیقی سے انسان کو خدائے تعالیٰ تک رسائی نصیب ہوتی ہے۔ عاشقانِ صادق جب کوچۂ عشق میں قدم دھرتے ہیں اور طلبِ محبوب کا دم بھرتے ہین تو پہلے بہزار عجز و نیاز رونمائی میں نقدِ دل نذر کرتے ہین اور خودی سے بیخود اور موجودات سے دست بردار ہو کر زبانِ حال سے عرض کرتے ہین

زدلم نشان چہ خواہی کہ زدل خبر ندارم — تو بگو کہ دل چہ باشد من ازو اثر ندارم
جسم خاک از عشق بر افلاک شد — کوہ در رقص آمد و چالاک شد

العشق ہو اللہ خداوند عالم نے عشق سب سے پہلے پیدا کیا اوّل ما خلق اللہ عشقی جسکا بیّن ثبوت ہے عشق جس طالب کے دل میں وارد ہوتا ہے ماسوا اللہ کے سوختہ کرتا ہے ؎

عشق آن شعلہ است کہ چون بر فروخت — ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
در دلِ عاشق چو عشق آتش فروخت — ہر چہ جز معشوق بود آنرا بسوخت

سوائے محبتِ ذات عاشق کے دل مین کچھ باقی نہیں رہتا عاشق کی شناخت یہ ہے

عاشقان را سہ نشانست اے پسر — آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
گر ترا پرسند سہ دیگر کدام — کم خوردن و کم گفتن و خفتن حرام

عاشق کا یہ مقولہ ہوتا ہے ؎

سرے بے عشق باید بریدن — بدوش این بار نتوان کشیدن

جسکو عشقِ الٰہی کی ذرا بھی ہوا لگجاتی ہے بیساختہ وارفتہ ہو کر کہنے لگتا ہے ؎

Marfat.com

انکہ سر بر تن بود بر وائے بودے کاشکے — وین بدن خاشاک راہ یار بودے کاشکے

جمالِ یار جب پیشِ نظر ہو — کسی کا کس طرح دل مین گذر ہو

مزا آجائے مرنے کا بھی ہم کو — قدم ہو یار کا اور اپنا سر ہو

عاشق کے روبرو ہر وقت و ہر لحظہ جلوہ ذات و جمالِ باری پیش نظر رہتا ہے ؎

ز دریا موج گوناگون بر آمد — ز بے چونی برنگ چون بر آمد

گہے در کسوتِ لیلیٰ فرو شد — گہے در صورتِ مجنون بر آمد

جسوقت تجلّیِ ذات ہوتی ہے ہر طرح سے اسرارِ توحید و یکتائی منکشف ہوتے ہین

در چہ نظر میکنم از روئے حقیقت — از پرتوِ حسن تو در دست نشانہ

اُس وقت طالب پر عجب کیف طاری ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے ؎

جمال اللہ می بینم بہر سوئے بہر روئے — سلام اللہ می آید بہر سوئے بہر کوئے

من عاشقِ شوریدہ ام فذ کفر و ایمان بیخبر — ونیم شد ہر کسے ایمان من روئے کسے

عشق سے انسان کو حیاتِ ابدی حاصل ہوتی ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

لیکن ہر کس و ناکس اس نعمتِ عظمیٰ سے بہرہ یاب نہیں ہوتا ہے۔ عاشق صادق ہونا بوالہوس کا کام نہیں ؎

سر مدغم عشق بوالہوس را ندہند — سوزِ دلِ پروانہ مگس را ندہند

عمرے باید کہ یار آید بکنار — این دولتِ سرمد ہمہ کس را ندہند

یہ عاشق صادق ہی کا حوصلہ ہے کہ جان جیسی عزیز چیز کو رُخِ جانان پر نثار کردیتا ہے ؎

نقدِ جان کردن نثار یار دشوار است و بس — کے دہد بر شمع چون پروانہ جان را ہر مگس

محرمِ دوست نبود ہر سرے — بار مسیحا نہ کشد ہر خرے

حضور نے ایک روز فرمایا صفائی بغیر مجاہدہ کے حاصل نہیں ہوتی اور جمال لایزال بغیر صفائی کے نہیں دکھائی دیتا ہے

سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار | زنگار خوردہ کے نماید جمالِ دوست
از دل برون فگن غمِ دنیا و آخرت | یا خانہ جائے رخت بود یا خیالِ دوست

جب تک طالب کثافت و تیرگی کو مُصقلۂ مجاہدہ اور تابش ذکر اللہ سے دور نہ کرے۔ اور تعلقات دینی اور دُنیوی کو رفع نہ کرے اور غبارِ پندار دوئی اور خودی دل سے دور نہ کرے صفائی حاصل نہیں ہوتی اور بغیر صفائی جمال نظر نہیں آتا ہے

تا بجاروب لا نروبی راہ | کے رسی در سرائے الا اللہ

جب تک لا کی جھاڑو سے دُنیوی تعلقات و مکروہات کے غُبار کو راستہ سے صاف نہ کرے اور دُنیا اور تمام اشیا حتیٰ کہ خود اپنے کو نفی نہ کرے اُس مقام محمود بے نشان سے جمالِ ذاتِ باری نظر آوے کس طرح رسائی ہو سکتی ہے جسکے وجود میں مادۂ توحید اور طلبِ ذات ہوتی ہے اُس کے دل میں سوائے محبتِ ذات کے اور کسی کی محبت نہیں ہوتی تاوقتیکہ انقطاع کلی تعلقات سے نہ ہو منزل تک پہنچنا دشوار ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ طالبِ خدا کو حضرت احدیت جل جلالہ کا تعرف بتوسط پیشوائے کامل کی ذات سے نصیب ہوتا ہے اور محبتِ مُرشد سرمایۂ اعزاز دُنیا و آخرت ہے کیونکہ پیر کامل واصل بالحق ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ اکابرانِ طریقت کی اصلاح میں تزکیۂ نفس کو سلوک کہتے ہیں اور تزکیۂ اخلاقِ ذمیمہ سے پاک ہونا ہے اور اوصاف حمیدہ اور سیرت نیکی سے متصف ہونا ہے

خواہی کہ دلت صاف شود چو آئینہ | دہ چیز برون کن از درون سینہ
حرص و حسد و بخل و حرام و غیبت | بغض و غضب و کبر و ریا و کینہ
جس دل میں نہ ہو کبر و ہوا و کینہ | گنجینہ اسرارِ خدا وہ سینہ
جلوہ رُخِ دلبر کا جو دیکھا چاہو | تو چاہیے اس زنگ سے پاک آئینہ

Marfat.com

ایک روز فرمایا سلوک کے معنی لغتِ عربی میں چلنا ہے خواہ سفر ظاہر ہو خواہ سفر باطن مگر اہلِ تصوف کے نزدیک سیر فی اللہ سے مُراد ہے سیر فی اللہ میں منازل بہت ہیں اور اپنی ہستی سے گزر کر خدا کی ہستی کی طرف ہمہ تن مائل ہونا بھی سلوک میں شامل ہے جسوقت تزکیہ نفس ہو گیا اُس وقت تصفیہ دل کرنا چاہیے تصفیہ دل بے پاس انفاس کے ہو نہیں سکتا۔

پاس دار انفاس اے اہلِ خرد — تا تُرا این قافلہ منزل بُرد
ہوش در دم دار اے مردِ خُدا — یک نفس یکدم مباش از حق جُدا
اگر تو پاس داری پاسِ انفاس — بسُلطانے رسانندت ازین پاس
تُرا یک پند بس در ہر دو عالم — نہ جانت بر نیاید بے خُدا دم

معقلۃ القلب ذکر اللہ ذکر دو قسم کا ہے ایک خفی اور ایک جلی ابتداءً مُبتدی کو ذکرِ جلی کرنا مناسب ہے اور ذکرِ جلی ذکرِ ربانی کو کہتے ہیں جسقدر ذکر میں مواظبت ہوگی اُسی قدر جلد تصفیہ ہوگا صلوٰۃ دائمی بھی مُراد ذکرِ خفی سے ہے ہمیشہ حضوری کے ساتھ سالک کے دل پر جاری رہے۔ ذاکر پر ایک کیف عجیب و غریب وارد ہوتا ہے حق تعالیٰ کو بھی اہلِ ذکر سے کس قدر محبت ہے کہ خود فرماتا ہے وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ کیسی بین خوشخبری ہے کہ دین اور دُنیا کی فلاح اور بہبود کا انحصار ذکر ہی پر ہے یہ ذکر کی برکت ہے کہ بندہ کو قربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ فرمانِ باری تعالیٰ ہے اور دیکھو کس قدر صراحت ہے کہ تم یاد کرو مجھکو میں یاد کرونگا تمکو یہ یاد ہے کہ ذاکر کی شُہرت بعدِ مُردن بھی قیامت تک رہتی ہے یعنی ذکر اس طرح عیاں ہوتا ہے کہ۔

جُز یادِ توام از دلِ ناشاد برفت — واز سینہ ہوائے گل و شمشاد برفت
مستغرقِ ذکرِ تو چنانم کہ دگر — در ذکرِ توام ذکرِ تو از یاد برفت

اگرچہ عبادت صدہا انواع و اقسام کی ہیں لیکن افضل الذکر لا الہ الا اللہ ہے

اسمِ ذاتِ اُو بر دل نقش لبست — سکۂ ضربِ محبت خوش نشست

گشت چون بر نقشِ دل نقشِ اللہ — غیرِ نقشِ اللہ را اے دل مخواہ

چون شوی فانی تو از ذکرِ خدا — راہ یابی در حریمِ کبریا

افضل عبادت تلاوتِ قرآن حمید

اہلِ قرآن اند اہل اللہ بس — اندر ایشان کے رسد ہر بوالہوس

ہر کہ اندر دامِ نفس است وہوا — اہلِ شیطانست نے اہلِ خدا

اور افضلِ ایمان التوحید۔ افضلِ سلوک بقاء اللہ کمال نفی یہ ہے کہ جس وقت لا کہے خود مع مکان و شئے غائب ہو جاوے جب اِلّا اللہ زبان پر آوے سب موجود ہو جائیں حضور کو یہ مرتبہ حاصل تھا

سراپا نور ہے اشغال کی کثرت سے وحدت مین — سُبکروی نہ حاصل ہووے کیون جسمِ اطہر کو

جو لا گزرا زبان پر کردیا خود کو فنا فی اللہ — کیا ہستی میں ظاہر کہکے الا اللہ سیکر کو

کلامِ حق زبان اُسکی بیان اُسکا کلامُ اللہ — نہ حق سے وہ جدا نہ اس سے حق بیجو ردم بھر کو

ایک دن حضور نے فرمایا جن پر از راہِ باطن علمِ حقیقت منکشف ہوتا ہے وہ ہر انسان اور حیوان اور ہر شئے میں جلوۂ ذات دیکھتے ہیں اور اُنکی نظرون میں اندرونے حقیقت سب یکسان نظر آتے ہین ہ اللہ اکبر

پیشِ ایشان مومن و کافر یکے — در دلِ ایشان نہ یقین و نے شکے

این یقین و شک بود از جاہلان — در دلِ پاکان نباشد این و آن

چنانچہ درویشون کی بہت قسمین ہیں بعض کہتے ہیں کہ اکابرانِ طریقت تین قسم کے ہوتے ہین۔ کامل۔ اکمل۔ مکمل

کامل وہ ہے کہ خود نورانی ہو مگر نور بخش نہو یعنی خود فیضانِ ایزدی سے

Marfat.com

بہرہ یاب ہو اور لطائف افضالِ الٰہی سے مسرور ہو مگر کسی کو فائدہ نہ پہنچا سکے اکمل وہ ہے کہ جو خود مرتبہ وصولی کو پہنچے اور بعد وصول ہدایت خلق میں مصروف ہو اور خلق اللہ کو نجات اور درجات اُس کے توسل اور فیض سے نصیب ہو استغراق اور محویت اور توحید اسکی ذات سے جلوہ افروز ہو اور طالبوں کو فنا اور بقا کی تکمیل کرائے خود زندہ جاوید ہو اور دوسروں کو زندہ جاوید ہونیکا مستحق بنا لیوے۔

**مُکمّل** وہ ہے کہ وجوب اور امکان مین فرق نہ کرے خلق کو حق مین اور حق کو خلق مین دیکھے وہ انسان کامل اور وارثِ انبیاء ہے وُہی قطبُ الاقطاب اور **غوثِ اعظم** کہلاتا ہے منازل سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ طے کرکے حقیقتِ محمدیہ تک پہنچتا ہے ؎

جو ہین مردانِ خدا عالی مقام — اُن کا تسلیم و رضائے حق ہے کام

**زُہّاد** وہ ہین جو آخرت کو عزیز اور دُنیا کو ذلیل سمجھین اور اپنی شہرت اور عزت کے طالب ہون ؎

نیک مردان رانعیم اندر نعیم — عشق بازان را لقا اندر لقا

حصہ آنہا وصالِ حور عین — بہرہ اینہا جمالِ کبریا

**فقرا** وہ ہین جو فضل اور رضائے الٰہی کے شوق مین مال و اسباب دُنیا ترک کرین اور ثواب و بہشت کی توقع نہ رکھین حقیقتِ فقر دُنیا اور آخرت سے انقطاع ہے

گمنامی و تجرید مین دلشاد فقیر — ویرانی آفاق میں آباد فقیر

دُنیا سے غرض اسکو نہ عقبیٰ کا خطر — دارین کے دھندے سے ہے آزاد فقیر

**عبّاد** وہ ہین جو ورد و وظائف و دُعا و ثنا، نوافل وغیرہ شب و روز کرین تمنا ثواب مدنظر ہو اور یہ مقولہ ہو ؎

در شب و روز بجز یادِ تو در خاطر نیست — بلکہ در خلوتِ جان غیر ترا کس حاضر نیست

Marfat.com

دمے بے حق زدن محض گناہ است — بجز و مشغول گشتن کفرِ راہ است

**ولی** وہ ہے جو ذاتِ الٰہی اور صفاتِ الٰہی کو پہچانے اور عبادت کی مداومت کرے گناہوں سے بچے اور لذات و شہوات سے محترز ہو۔

ہر ولی را نوحِ کشتیبان شناس — صحبتِ این خلق را طوفان شناس

**متصوف** وہ ہیں کہ بعضے صفاتِ نفس سے خلاصی پائی ہو اور بعض صفات صوفیہ اس کو حاصل ہوں اور حالاتِ صوفیہ سے بخوبی آگاہ و ماہر ہوں مگر بعض صفات نفس کی پابندی بھی چلی جاتی ہو اور درجہ نہایت اہلِ قرب پر پہنچا ہو۔

**ملامتی** وہ ہے جو عبادت کو بظاہر چھپاتا ہو مگر باطن میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا ہو طاعتِ ریائی سے پرہیز رکھتا ہو اور اس کا یہ مقولہ ہو۔

کلید درِ دوزخ است آن نماز — کہ در چشمِ مردم گذاری دراز

یہ اخلاصِ کامل میں کامل ہوتا ہے۔ ظاہرا ملامتی طریقہ اختیار کرتا ہے اور کہتا ہے۔

گرچہ بدنامی است نزدِ عاقلان — ما نمیخواہیم ننگ و نام را

درویش ملامت سے نہ کچھ دکھ پائے — جتنی یہ بڑھے اتنی ریا گھٹ جائے

خلق اس سے ڈرے جتنی یہ خالق سے جھکے — خلوت میں یہ حال اسکو مزا دکھلائے

سب سے بڑھ کر **صوفی** کا رتبہ ہے یہ صاحب فقر ہوتا ہے ملامتی اور متصوف سے اسکا رتبہ زیادہ ہے تمام مقامات سے ترقی کر جاتا ہے اور اسکا یہ قول ہوتا ہے۔

باغِ فردوس از برائے دیدنش باید مرا — بے جمالش روضۂ جنت چہ کار آید مرا

صوفی کا مقام سب سے عالی ہے۔

ہو جس میں فنا اور صفا اور وفا — ان تینوں صفاتوں سے وہ صوفی یکتا

عالم ہو تونگر بھی اور صاحبِ حال — پھر وقت کا شیخ اپنے ہے وہ مردِ خدا

صوفی وہی ہوتا ہے جو اہلِ حال ۔ دکھلاوے کہ لوگوں سے نہ ہو قیل و قال
منکر جو ہوا اس سے یہ ہو اُس کا مدّاح ۔ قسمت ہو تو تاثیر کرے اُس کا کمال
اُسکی رگ رگ میں ہے جلوہ یار کا ۔ اور اثر ہے فیض کے آثار کا
اُس کو کب بھائے کسی گل کا جمال ۔ جس کے دل میں ہوئے عشق ذوالجلال
صوفیان غرق در دریائے ہُو ۔ نیست زاہد خشک را ہیچ آبرو
تو چہ دانی حالِ صوفی را کہ چیست ۔ مرد صوفی راست اثبات تو نیست
نیست ایشان را حیات و ممات ۔ ہست الآن کما کان یک صفات

اس مقام میں کوئی عمل اور کوئی حال اپنی ذات سے منسوب نہیں رہتا یہاں نہ وجود ہے نہ ذات نہ صفات محو در محو اور فنا در فنا ہوتا ہے اصل فقیری یہی ہے۔

**قلندر** وہ ہے جو تجرید و تفرید و توحید میں بے نظیر ہو اور عرفان میں بے مثل حالات جہاں اُس پر منکشف ہوں اور کسی حال کو اپنی ذات سے منسوب نہ کرتا ہو یہ محو در محو اور فنا در فنا اور ارادتِ حق میں مستغرق رہتا ہے ؎

اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے ۔ لوحِ مزار بھی میری چھاتی پہ سنگ ہے
دل در قطرہ اُو شورِ دریا ۔ خس و خار کنارا و من و ما
مردانِ رہش میل بہ ہستی نہ کنند ۔ خود بینی و خویشتن پرستی نہ کنند
آن دم کہ شراب وصل گیرند بکف ۔ خُم خانہ تہی کنند و مستی نہ کنند

**عاشق یک رنگ** وہ ہے جس پر توحید حقیقی منکشف ہو اور ہر وقت انکشافِ توحید سوائے ایک حقیقت کاملہ کے اور کچھ نظر نہ آوے عشق الٰہی میں محو ہو اور یہ مقولہ ہو ؎

آنم کہ ز ذوقِ ہستی خود دل شادم ۔ ہموارہ خراب عشقم و آبادم
تو در طلب قبول تمامی زاہد ۔ من از طلب دو جہان آزادم

Marfat.com

چشمِ بینا ہر کہ دارد در جہان ۔ از پسِ پردہ حق بیند عیان

عاشقانِ ذات ہر شکل اور ہر صورت اور ہر رنگ و رُوپ مین اُسکی قدرت اور جلوہ افروزی کا ایک تماشہ دیکھتے ہین اور کہتے ہین ؎

اے دل از درگاہِ جانان رُخ متاب ۔ زندگی خواہی بجانان اقتراب

عاشق کے دل سے خیالِ جانان کبھی دور نہین ہوتا یہ دم آخر تک اسکا ساتھ دیتا ہے ؎

مپندار اینکہ مہرت از دلِ عاشق رود ہرگز ۔ چو خیزد مُبتلا خیزد چو میرد مُبتلا میرد

عاشق کا یہ قول ہے ؎

از من گمان مبر کہ دل از دوست بر کنم ۔ تا جان درین تن است دم از عشق میزنم

ز جان دادن نمی ترسم من اے جان ۔ از آن ترسم کہ از تو دور مانم

عاشق ہر راہ و روش مین خدا جوئی کرتے ہین اور اس کی طلب مین ہر ایک سے ملتے ہیں اور اُن کا یہ مقولہ ہوتا ہے ؎

رکھتے ہیں مُلاقات بد و نیک سے ہم ۔ تیرے ملنے کیلئے ملتے ہیں ہر ایک سے ہم

**محقق** وہ ہے جو حقیقت اشیار کما ینبغی پہچانے اور اُس پر تمامی حقائق مُنکشف اور ظاہر ہوں اور عین العیان سے جس نے مشاہدہ کیا ہو کہ تمامی اشیار کی حقیقت حق ہے اور سوائے واحدِ مطلق کے کوئی وجود نہین ہے ؎

حق جانِ جہان است جہان جُملہ بدن ۔ توحید ہمین است دگر ہا ہمہ فن

راہِ حق کے بزرگون کے اقسام یہ ہین قُطب ارشاد ۔ قُطبِ مدار ۔ خضر وقت غوث ۔ ابدال ۔ اوتاد ۔ صُوفی ابو الوقت ۔ صُوفی ابن الوقت

**قُطبِ ارشاد** سے مخلوق کو ظاہر و باطن کا مفاد پہنچتا ہے ۔

**قُطب الاقطاب** اور **قُطبِ مدار** ایک ہے وہ ہمیشہ ایک جگہ قائم

Marfat.com

رہتا ہے تمام جہان اس سے آرزو مند اور دعا خواہ ہوتا ہے۔

**خضر وقت** وہ ہے کہ اس پر علم لدن خضر علیہ السلام کی طرف سے منکشف ہووے اور رمز اور اسرار سے واقف اور آگاہ ہووے جس کو چاہے ایک نظر سے ایک دم کامل بنا دے۔

**غوث فریادرس** کو کہتے ہین بندگان الٰہی کے معاملہ مین جو ظاہراً اور باطناً انصاف اور عدل کرتا رہتا ہے غوث کے اعضا کا جدا ہونا کرشمۂ غوثیت مشہور ہے

**ابدال** وہ ہین جن کے تعلق تمام عالم کی نگہبانی اور حفاظت ہو۔

**اوتاد** وتد کی جمع ہے وتد میخ کو کہتے ہین یہ لوگ ہمیشہ اپنے مقام پر جمے رہتے ہین اور ان کی برکات سے اہل عالم کو انواع انواع کا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور بلیات دفع ہوتی ہین۔

**صوفی ابو الوقت** وہ کامل ہے کہ جس کی حالت اختیاری ہو جب چاہے اپنی ذات پر حالت طاری کرے جب چاہے دوسری حالت بدل دے

دل کے آئینہ مین ہے تصویر یار  جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

**صوفی ابن الوقت** وہ ہے کہ ظاہر و باطن کی صفات مین کامل ہو مگر وقت کی پابندی اس کے لئے ضروری ہے۔ جب حالت اس پر طاری ہو اس کو دور نہ کر سکے بلکہ مدہوشی اور بے خبری اسکی حالت کو لازم ہو ؎

لب پہ نالہ دل مین حسرت جان مین سوز  ناوک اندوہ ہر دم سینہ دوز

**مرد** وہ ہے کہ ماسوائے اللہ کو ترک کرے۔ رَبِّ اَرِنِی ان کا شور اور رَبِّ لَا تَذَرْنِی فَرْدًا ان کا نعرہ ہو جو کچھ دیکھین سوائے دوست کے نہ دیکھین وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ نے ان پر ایسا اثر کیا ہو کہ سب حجاب مٹ گئے ہون ازل و ابد ان کے نزدیک ایک ہون ؎

مردِ خدا شاہ بود زیرِ دلق　　مردِ خدا گنج بود در خراب
مردِ خدا بحر بود بیکران　　مردِ خدا قطرہ بود بے سحاب

**سالک** خدا کی راہ مین چلنے والے کو کہتے ہین ٥

سالکانے کہ قدم در رہِ جانانہ زدند　　پشت پا بر فلک از ہمت مردانہ زدند

جو شخص تقوہ و طہارت کے ساتھ ریاضت و عبادت کے لق و دق میدان مین صحرا نوردی کرے اور سیر فی اللہ کے منازل طے کر کے اپنی ہستی سے گزر کر خدا کی ہستی کی طرف ہمہ تن مائل ہو جاوے تو اُس کو اُسوقت سمجھنا چاہیے کہ مقاماتِ سلوک کو احسن طریق سے طے کر لیا ہے ٥

تقوے تیرا مسلک ہو تو لازم طاعت　　اُلفت تیرا مشرب ہو تو پیدا حالت
ملزوم عبادت ہو پھر ایسی تجھ سے　　ہو جاوے عبادت تیری مثل عادت

**مجذوب** یہ دو قسم کے ہوتے ہین ایک ازلی دوسرے کسبی وے اختیاری

**مجذوب ازلی** وہ ہین کہ روزِ ازل نغمہ الست بر بکم سن کر مدہوش ہو گئے اور اُسی طرح عالم ارواح اور اجسام مین رہے پھر عالم برزخ مین مستِ الست چلے گئے۔ دُنیا مین گم رہنا ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ اُن کی نسبت یہ عام خیال ہے ٥

گر زبان گوید ز اسرار نہان　　آتش افروزد بسوزد این جہان

**مجذوب کسبی** وہ ہے کہ عالمِ اجسام مین باہوش ہو کسی بزرگ سے بیعت کی اور اُس کی تعلیم سے جب غلبہ حالت ہونے لگا اُس کا متحمل نہیں ہوا۔ مجذوب ہو گیا۔ یا کسی مست مجذوب کی نگہ دفعتاً پڑ گئی۔ اس کا تحمل نہین ہوا حالت جذب طاری ہوئی اور مجذوب ہو گیا ٥

Marfat.com

مجذوب سے سالک جو ہو سیدھا سادا　　سالک سے جو مجذوب ہو ٹیڑھا بانکا
یہ فانی حق ہستی سے اپنی بیزار　　وہ باقی حق خلق کا ہو کام روا
دیوانہ و مجذوب مین ہے فرق بڑا　　جھک اس کی بُری بڑ مین بھی اُسکے مزا
مجذوب تو مظلوم ہو پاگل ظالم　　باتون مین ہو مجذوب کی موتی کا پتا

ظاہرا وضع حضور کی مشائخانہ یا فقیرانہ نہ تھی جُبّہ و عمامہ کا شوق نہین تھا فرماتے تھے ؎

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مُرقع　　خود را ز عملہائے نکوہیدہ بری دار
حاجت بکلاہِ برکی داشتنت نیست　　درویش صفت باش و کلاہِ تتری دار

پیر طریقت بننے اور مرید کرنے کا ابتداسے شوق نہین تھا بلکہ ہر وقت یہ خیال تھا کہ شبانہ روز یاد بود مین مستغرق رہین جبتک حکم قطبِ ارشادی و پیر طریقت کا صادر نہین ہوا کسی کو مرید نہین کیا سیرِ وجود دیدۂ بینا ایسی تھی کہ جس کو ایک بار نظرِ باطن سے دیکھ لیا اس کی ابتدائی اور انتہائی کیفیت سے کماحقہٗ آگاہی ہوگئی پھر طالب کو اسکی طلب کے موافق عطا ہوتا تھا ؎

قومے بہ تمنائے زر و مال خوش اند　　قومے بہ تماشائے خط و خال خوش اند
این ہمہ اسباب خرابے دارد　　خوش حال کسانیکہ ہمہ حال خوش اند

مُریدون کو سامنے بٹھاکر آنکھیں بند کرانا اور توجہ دینا آپکا شیوہ نہین تھا اکثر ایسا ہوتا تھا کہ لوگ حاضر ہین اور کسی کے دل مین شوقِ استفادہ پیدا ہوا معاً اُسکی طرف ذرا آپنے خیال کیا اُس پر ایسا فیضان ہوتا تھا کہ وہ بیخود ہوجایا کرتا تھا اور ذات کے لطف سے مسرور ہوتا تھا ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص حضور کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوا اور اُسنے بار بار اصرار کیا کہ آپ مجھے توجہ اتحادی دیجئے آپنے از راہِ انکسار فرمایا ہم اس لائق نہین توجہ اتحادی کیواسطے بڑی لیاقت چاہئے اور لینے کے واسطے بھی بڑا حوصلہ درکار ہے خواجہ

Marfat.com

باقی باللہ صاحب نے جو نان بائی کو توجہ دی تھی اور اُس کی صورت بعینہ خواجہ صاحب کی سی ہو گئی تھی تیسرے دن مر گیا اِس توجہ کا کیا لطف ہوا وہ شخص نہیں مانا اور اصرار کرتا رہا فرمایا اچھا اُٹھو اور مبارز خان کی مسجد مین حلوا تھا سنتے ہی وہ شخص بیخود سا ہو گیا اور حجرہ میں بیٹھا رہ گیا تب آپ نے فرمایا اسی ظرف اور حوصلہ پر توجہ اتحادی لینی چاہتے ہو حلوا خوردن را روئے باید حضور فرماتے تھے کہ مشائخانِ طریقت لطائف ستہ سے توجہ دیتے ہین کاملین کے نزدیک سارا جسم ایک لطیفہ ہے اعلیٰ درجہ کی توجہ یہ ہے کہ تمام وجود سے طالب کی طرف متوجہ ہو۔ ایسی توجہ کے دینے والے اور لینے والے دونون کم ہوتے ہین جس وقت خاص اوقات مین عرفانِ ربانی اور دقائق وحدانی اور حقائق سبحانی کا دریا جوش مارتا تھا جام السان اور مجذوم تو درکنار جاہل اور ناقص بھی ایسے کامیاب ہوتے تھے کہ اُس کیف کا لطف اور اُس لطف کا کیف اُنکی طبیعتون سے عرصہ دراز تک نہین جاتا تھا عالی ظرفی بلند حوصلگی ذوی استعدادی کا یہ حال تھا کہ باوجودیکہ بہت بزرگون سے آپ کو فیض اور فائدے حاصل ہوئے۔ اکثر اولیاء اور انبیاء سے جو اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائے عالم جاودانی ہو گئے ہیں فیضیاب ہوئے ریاضت بھی بیحد مثل بعض بزرگان متقدمین کی ہزارون کوس طلب ذات میں پا پیادہ تنہا سفر کئے صدہا مزارات پر گئے ذکر و شغل دعا و ثنا طریقہ اہلِ اسلام کے موافق کئے تمام عمر سلوک مین گزاری اگرچہ ظاہر و باطن کا سب کچھ کمال تھا مگر یہ فرماتے تھے۔

آنچہ دیدیم درین باغ ندیدن بہ بود  
ہر گلے تازہ کہ چیدیم نچیدن بہ بود

طالب جس قابلیت کا ہوتا تھا اُس کو تعلیم و تربیت ایسی ہوتی تھی کہ کچھ بار نہین ہوتا تھا ناتوان وضعیف البدن کو صرف نظری فیوضات سے مشرف فرماتے تھے تصور اپنا کسی طالب توحید کو بتایا نہ کوئی ذوق انگیز شغل کی تعلیم فرمائی ہان جن کا مادہ قابلِ تصور پایا اُن کو بتایا بعض کو بلا مجاہدہ و ریاضت سیر عالمِ ملکوت و

جبروت اس آسانی سے کراتی کہ عقل کام نہین کرتی اور جب کبھی کسی کو جذبات سُکر کی صورت پیش آتی آفاقیہ توجہ ایسی دی کہ معاً حالت درست ہو گئی آپ کو حق تعالیٰ نے استغراق اور فنائے ذاتی جو مقصدِ اعلیٰ اور انتہا اس راہ کی ہے ایسا عطا فرمایا تھا کہ شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوا ہو گا یہ موہبت الٰہی ہے خود اختیاری نہین گفتگو اور کلام کرتے کرتے جس وقت موجِ فنا آتی تھی خود اور حاضرین سب بے حس ہو جاتے تھے۔ اور جب حضور استغراق و فنا کے بحرِ ناپیدا کنار سے مثلِ غوّاص باہر آتے تھے پھر بدستور سب کے سب گفتگو اور کلام کرنے لگتے تھے سبحان اللہ کیا رتبۂ عالی تھا ؎

عاشقی چیست بگو بندۂ جانان بودن　　دل بدستِ دگرے دادن و حیران بودن

طالب راہِ طریقت کو لازم ہے کہ پیرِ کامل کو ذاتِ الٰہی سے متحد جانے اور خدمت پیرِ برحق کو خدمت ربّ المطلق تصوّر کرے ؎

خدمتِ او خدمتِ حق کردنست　　روز دیدن دیدن این روزنست

پیرِ کامل ہی سے انسان کی رسائی دربارِ رسُول اور خداوندِ عالم کی بارگاہِ عالی مین ہوتی ہے ؎

چونکہ ذاتِ پیر را کردی قبول　　ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسُول

ہم نبی و ہم علی و ہم ولی　　دو مبین تا تو نہ باشی احولی

ایک روز ایک شخص حضور پیر مرشد کی خدمت مین آیا پیٹ پر گودڑ لپیٹا ہوا تھا اور درد سے بیتاب تھا بیان کیا کہ میرا پیٹ پھٹا جاتا ہے اور انتڑیان باہر نکلتی نظر آتی ہین، آپ علاج بتائین ورنہ مین مر جاؤنگا فرمایا شاید تم ذکرِ ارّہ کرتے ہو اُس نے کہا درست ہے تب ارشاد عالی ہوا کہ اپنے پیر کے پاس جاؤ اُس نے عرض کی طاقت نہین ہے، ذرا تامل کرکے حضور نے فرمایا یہ شعر پڑھا کرو خدا فضل کریگا شفا اُسی معبودِ حقیقی کے دستِ قدرت مین ہے ؎

Marfat.com

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

تین دن بعد اُسکو آرام ہو گیا تب آپ نے فرمایا حد سے گزرنا اور بے سوچے سمجھے کام کرنا اور اپنے کمال کا ناز اور نشان مخلوق کو دکھانا شانِ انسانی کے خلاف ہے

عیب است بزرگ برکشیدن خود را
وز جملہ خلق برگزیدن خود را
از مردمکِ دیدہ بباید آموخت
دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را

کرامتیں حضور کی بیشمار ہیں اب بھی بہت سے اشخاص بقید حیات ہیں جو شاہد حال ہیں ؏ اللہ اکبر جلتا نا

کرامت ایک روز ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا او جو بڑا کنبہ ہونے کے عسرت اور تنگی معاش سے بے چین تھا کثیر الاولادی اور تنگدستی کا حال بہ ملال بیان کیا رویا اور دُعا کا خواستگار ہوا آپنے فرمایا خدا مالک ہے وہی کارساز ہے ؎

از یاریِ خلق بگذر اے مردِ خدا
یاری ز کسے طلب کہ از روئے وفا
کارے تو تواند کہ بسازد ہمہ عمر
دستِ تو تواند کہ بگیرد ہمہ جا

جب اس شخص نے بہت اصرار کیا تو آپ نے ایک چٹکی خاک کی دی اور کہا اپنے سرہانے رکھ دینا اور صبح کی نماز کے بعد اکیس مرتبہ یہ پڑھ لیا کرنا ؎

اے کریمی کہ از خزانۂ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کُنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

اور ہدایت فرمائی کہ کسی سے ذکر نہیں کرنا اُس روز سے پانچ روپیہ یومیہ سرہانے سے نکلنے لگے ایک عرصہ کے بعد اُس نے یہ ماجرا لوگوں سے بیان کر دیا اُسی دن سے موقوف ہو گئے۔

کرامت ایک دولتمند شخص جن کا نام عطار محمد تھا لاولدی کے خیال سے مغموم رہتے تھے ضعیف العمری کی وجہ سے اعضا، جواب دے چکے تھے مگر اولاد کی تمنا

Marfat.com

دل مین جاگزین تھی حضور سراپا نور کی خدمت مین حاضر ہوکر التجا کی کہ دعا فرمایے میرے اس درد کی دوا کیجئے خدا نے دولت دی ثروت دی لیکن کوئی اولاد نہیں جس سے آیندہ نسل کا سلسلہ جاری ہو حکما عاجز آگئے کوئی دوا کارگر نہیں ہوئی آپنے فرمایا خدا کے دست قدرت مین سب کام ہین اُسکی ذات سے مایوس نہین ہونا چاہیے۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ منظور الہی ہے تو بیٹا پیدا ہوگا۔ فضل ربانی سے لڑکا پیدا ہوا عطا محمدؐ بچہ کو حضور کی خدمت مین لائے آپ نے اپنا ایک دست مبارک بچہ کے سر پر پھیرا اور دوسرا عطا محمدؐ کے سر پر رکھکر فرمایا ؎

پیرے کہ دم زند عشق زند بس غنیمت است ازشاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جب کبھی بچہ کو کوئی مرض ہوتا تھا اور اس کے والد بچہ کو حضور کی خدمت مین لاتے تھے تو حضور مسکراکر یہی شعر پڑھکر دم کردیا کرتے تھے بچہ کو فوراً آرام ہوجایا کرتا تھا

**کرامت** ایک روز ایک شخص مسمی کالکا پرشاد حضور کی خدمت مین حاضر ہوا انہون نے عرض کیا کہ مین عرصہ سے بیمار ہون اطبا لاچار ہوگئے حکما عاجز آگئے۔ بیماری کسی طرح نہیں جاتی سوکھ کر کانٹا ہوگیا ہون اُمید زیست منقطع ہوگئی ہے آپ دعا فرمائین کہ مجھے اس موذی مرض سے نجات ہو آپ نے فرمایا سورج کی طرف منہ کرکے اکتھے دفعہ شب شب گنیش کا توکلیش پڑھا کرو انہوں نے ایسا ہی کیا چند روز مین بالکل تندرست ہوگئے۔

**کرامت** پانی پت مین ایک شخص نائب تحصیلدار بڑے فقیر دوست تھے ان کو حضرت سے بڑی عقیدت تھی اکثر حضور کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے اور صحبت سے فیضیاب ہوتے تھے ایک مرتبہ عرض کی کہ حضور مین نے امتحان دیا ہے دعا کیجیے کہ کامیاب ہوجاؤن اور مستقل ہوجاؤن مسکراکر فرمایا ایسی خوشخبری اول باپ دیا کرتا ہے مکان پر جب گئے تو دیکھا کہ باپ کا خط آیا ہے اور اسمین یہ خوشخبری درست ہے

کرامت ۵ محمدؐ ابراہیم عرف نواب پہلوان حضور کے مرید تھے چھوٹے خان پہلوان جو بڑا قوی الجثہ اور طاقتور تھا بڑا زوروں پر چڑھا ہوا تھا یہ شخص نواب پہلوان سے بدرجہا زیادہ طاقتور تھا اور نواب پہلوان کو چھیڑتا تھا کہ مجھ سے کشتی لڑو مگر نواب پہلوان کا حوصلہ نہین پڑتا تھا اور وہ پہلوتہی کرتے تھے اس کی خبر حضور کو بھی ہوئی آپ نے نواب پہلوان سے فرمایا میان اللہ کا نام لیکر لڑو خدا مالک ہے جس دن کشتی ہو ہم سے بھی کہہ دینا ایک روز کشتی کی ٹھہری اُس دن حضور کی طبیعت کچھ ناساز تھی میدان کشتی مین سینکڑون آدمیون کا اجتماع ہوگیا تماشائیون کا ہجوم تل رکھنے کو جگہ نہین حضور اپنے حجرے مین لیٹے ہوئے تھے چند آدمی پلنگ کے قریب بیٹھے تھے کہ یکایک آپ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا وہ مارا تھوڑی دیر مین آدمیون نے آکر بیان کیا کہ نواب پہلوان نے چھوٹے خان کو پچھاڑ دیا۔

کرامت ۶ ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے حضور کی خدمت مین حاضر ہوکر شوق مین قدم بوسی کی اور کہا ؎

اے عجب بوسہ بپائے زدنش بے ادبی است | زانکہ پایش نہ شود زنجہ ز بوسیدن تو

اور کھڑے ہوکر دست بستہ عرض کی کہ عبادت کرتے کرتے مدت ہوگئی سینکڑون فقرا کی خدمت مین گیا انواع انواع قسم کے وظائف پڑھے مگر ذات کا پتہ نہین چلا طلب ذات مین مثال ماہی بے آب ہون آپ کچھ عطا کیجئے اور اس طرح سے مخاطب ہوا

کعبہ جان قبلہ من روے تو | سجدہ گاہے عاشقان ابروے تو

مفلسانیم آمدہ در کوے تو | شیئاً للہ از جمال روے تو

آپ نے فرمایا میان تم کو کسی نے بہکا دیا ہے ہم بھی کوئی فقیر ہین کسی عابد زاہد ولی اللہ کے پاس جاؤ تاکہ کوئی عمل بتائے اور تمہاری عقدہ کشائی ہو جب وہ شخص زیادہ مصر ہوا تو آپ نے فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد خدا تعالیٰ تو گردن کی رگ سے بھی قریب تر ہے وہ یہ خود فرماتا ہے اور تم جہان مین مارے مارے پھرتے ہو

ارے او طالب منزل گھبرا رگ جان سے تیرے وہ قریں ہے

اسی پر شاکر رہو اگر منظور الٰہی ہے تو یہ بھی ہو جاویگا۔ دل چاہے تو اس شعر کی

مداومت کیا کرو ؎

ہرچہ آید در دلم غیر تو نیست یا توئی یا بوئے تو یا خوئے تو

دو چار ہی یوم میں وہ انوار و تجلیات کا ظہور ہوا کہ بیان سے باہر سچ ہے کہ ؎

خاصان خدا خدا نباشند ولیکن ز خدا جدا نباشند

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ ز حلقوم عبد اللہ بود

کرامت جس زمانہ میں دہلی میں کمشنری تھی پنڈت شو دت کمشنر صاحب کے

سرشتہ دار تھے ایک دن کمشنر صاحب بہت ناراض ہوئے اور پنڈت شو دت سے

بڑی سختی سے پیش آئے اور موقوف کرنے کو تیار ہوگئے پنڈت جی کو بہت انفعال اور

رنج ہوا اور استعفے کی دل میں ٹھانی۔ چونکہ پنڈت شو دت حضور پیر و مرشد مولانا

صاحب قبلہ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ وانی پت پہنچے اور حضور کی خدمت میں

حاضر ہوئے اور ایک مرتبان پیش کیا حضور نے فرمایا کیا ہے پنڈت جی بولے حضور کیواسطے

تھوڑا مربہ ہے آپ نے فرمایا بہت خوب "مربی بیارہ مربہ بخور" کہو صاحب اب

تو کمشنر صاحب تم پر بہت مہربان ہیں پنڈت جی آبدیدہ ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا

اور ملازمت سے سبکدوشی کا ارادہ ظاہر کیا حضور نے فرمایا کیوں گھبراتے ہو خدا میں

سب قدرت ہے ؎

چشم دل بکشا ببیں بے انتظار ہر طرف آیت قدرت آشکار

میاں تم کو تو اس نے ڈپٹی کر دیا ہے تم پریشان نہ ہو خدا فضل کریگا وہ بھی

مہربان ہوگا اب جب پنڈت شو دت کچہری میں آئے تو معلوم ہوا کہ کمشنر صاحب نے

بہت زور کی سفارش اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری کے واسطے کر دی ہے جو چند یوم میں

Marfat.com

منظور ہو کر آگئی پنڈت شو دت اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہو گئے اور عرصہ دراز تک بڑی نیکنامی سے اس عہدہ پر مامور رہے سینکڑون مرتبہ آپ سے کرامتین صادر ہوئین اگر آپ کی کرامتون کا اور خرقِ عادات کا بیان مکمل طور سے کیا جاوے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جاوے جب کوئی شخص آپکی کسی کرامت کا اظہار کرتا تو حضور فرماتے تمہارا خیال ہے کجا ہم اور کجا کرامت۔ کرامت سے بندہ خدا نہیں ہوتا بندہ بندہ ہی ہے اور خدا خدا ہے

بندہ نہ کسی حال میں ہووے جو د | ہاں فضلِ خدا ہو تو خودی ہو مفقود
بندہ رہے بندہ ہے خدا پھر بھی خدا | جو کام ہو جسکا وہ اسی کو مسعود

حضور نے قبل وصال اپنے مریدون کو جو جس قابل تھا فیض کلی پہنچایا مولف کے والد قبلہ مولوی امو جان صاحب مرحوم مغفور پر ہمیشہ بڑی عنایت فرمائی۔ چنانچہ حضور کے فیضانِ صحبت سے چند روز مین ان کو سرورِ ذوق و شوق کثیر پیدا ہوا۔ اور جب انوار و جذبات وارادات عروج و نزول قبض و بسط جو اس راہ کے لوازمات ہین بخوبی مشاہدہ ہونے لگے اس وقت بعیت کر کے خاندانِ قادریہ و چشتیہ کے ان تمام اوراد و اشغال عملیات و نقوش جو سینہ بسینہ چلے آتے تھے تعلیم فرمائے اور خرقۂ خلافت سے مشرف بخش کر ردائے خاص عطا فرمائی اور بنا بر فیض رسانی خلق اللہ مامور فرمایا بزرگون کی اشیا کی بڑی برکت ہوتی ہے چنانچہ مشہور ہے کہ سلطان محمود غزنوی جب حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین زیارت کے واسطے حاضر ہوا تو اطلاع کنندہ سے کہا کہ اگر حضرت ملنے سے انکار کرین تو اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سنا دینا جب حضرت سے عرض کیا گیا کہ بادشاہ بنا بر زیارت حضور خدمتِ اقدس مین تشریف لائے ہین آپ نے فرمایا معاف رکھو اطلاع کرنے والے نے یہ متذکرہ بالا آیت پڑھی آپ نے فرمایا کہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ

Marfat.com

ہین ہم ایسے غرق ہین کہ اَطِیعُوا الرَّسُول کی خبر نہین اُولِی الاَمر کی کیا خبر ہو ؎

عشق چہ بود قطرہ دریا ساختن
از دو عالم با خدا پرداختن

عشق از ہستی خود وارستن است
در مقام سرمدی پیوستن است

قاصد نے سلطان محمود غزنوی کو یہ پیغام سنایا بادشاہ نے اپنی پوشاک ایاز کو پہنا کر سلطان بنایا اور دس کنیزون کو مردانہ لباس پہنا کر ہتھیار بند ہوائے اور ایاز کے ساتھ خود بھی غلامون کے زُمرہ مین شامل ہو گیا جب حجرہ مین داخل ہوا محمود نے عرض کیا حضرت آپ نے سلطان کی کچھ تعظیم نہین کی آپ نے فرمایا نقلی سلطان ہے پھر محمود سے اشارہ فرمایا کہ ان نامحرمون کو باہر کرو محمود نے تعمیلِ حکم کی اور دُعا کی درخواست کی ایک تھیلی اشرفیون کی پیش کی آپ نے ایک خشک روٹی محمود کو دی اور ارشاد فرمایا کہ کھاؤ بادشاہ کو کھانے مین تکلف ہوا آپ نے فرمایا کہ جیسی ہماری روٹی تم کو ناگوار ہے اسی طرح تمہارا مال ہم کو ناگوار ہے یہ اشرفیان ہمارے کس کام کی ہین ضرورتمندون اور مسکینون کو دو پھر آپ نے ایک کپڑا اعطا فرمایا اور ارشاد کیا جب کوئی سخت مشکل ہو اس کے توسل سے دُعا کرنا جب محمود چلنے لگا تو آپ نے تعظیم دی اور فرمایا کہ تو اس وقت نازِ بادشاہی مین امتحان کے لئے آیا تھا۔ اب چونکہ تجھ مین خاکساری کا اثر ہو گیا ہے اس لئے تعظیم دیتا ہون واپسی پر محمود نے سومنات پر حملہ کیا اور جب جنگ مین وقت واقع ہوئی اور تردد کا وقت ہوا بادشاہ نے جامہ پہنکر دُعا کی فضلِ الٰہی سے فتح کامل ہوئی رات کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین تو نے ہمارے خرقہ کی عزت نہین کی فتح و شکست دُنیوی بات تھی اگر تو کسی ایسی دولتِ عظمیٰ کے واسطے دعا مانگتا جو سرمدی اور لایزالی ہوتی تو خدائے تعالیٰ اس کی برکت سے وہ بھی تجھ کو عطا کرتا اور ہمارے اس جامہ کی شرم رکھتا

اللہ اللہ

Marfat.com

مولوی اتو جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ جو حضور مولانا مرشدنا سید محمد غوث علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کے مریدان خاص میں سے تھے ایک مرتبہ ان پر غلبۂ عشق زیادہ ہوا اس زمانہ میں وہ سررشتۂ تعلیم میں مدرس اول فارسی تھے انہوں نے ایک ماہ کی رخصت کی درخواست دی مگر انسپکٹر مدارس نے رخصت منظور نہیں کی آپ نے استعفےٰ داخل کر دیا اور بلا اجازت معہ متعلقین پانی پت میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے کئی روز مولوی صاحب یعنی والد قبلہ پر عجیب حالت طاری رہی بے چینی بے قراری اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ ایک منٹ آنسو نہیں رکتا تھا فنا فی الشیخ کی منزل پر پہنچ گئے تھے جب حضور غلبہ نے یہ حالت دیکھی تو حقیر مؤلف کو جس کی عمر اس وقت تھوڑی تھی اپنی چھاتی سے لگایا اور والد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ بچہ ہمارا ہو گیا ہے اس کو اب کسی پیر کی ضرورت نہیں بس رونا دور کرو تمہارا حصہ تم کو مل گیا ملازمت کے جاؤ۔ زبان سے یہ ارشاد ہونا تھا کہ سکون ہو گیا تھوڑی دیر میں چٹھی رسان لفافہ لایا جس میں حکم تھا کہ ایک ماہ کی رخصت منظور ہے استعفےٰ واپس۔ والد صاحب قبلہ پر سلوک کے تمام مدارج کا انکشاف ہو گیا۔ اور اس حقیر پر وہ اثر ہوا کہ اب تک وہ کیف کبھی کبھی ہو جاتا ہے جس کے بیان سے زبان قاصر ہے ؎

سب رنگ میں مرشد کی سیری شان ہے موجود
آنکھوں میں سمایا جو وہ ہر آن ہے موجود

جو چشم حقیقت سے اگر آپ کو دیکھے
جلوہ ہے خدائی کا جو انسان میں موجود

قربان ہوں میں شیخ پر اپنے دن رات
دکھلاتے تھے کیا ذات کے آثار و صفات

انوار و تجلیات و سیر ملکوت
تھے انکی توجہ میں یہ ایک بات کی بات

Marfat.com

حضور مرشدنا ہادینا سید محمد غوث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا
جن اشخاص پر خاص لطف و کرم تھا اُن سے بھی اکثر عجیب عجیب باتون کا ظہور
ہوا ہے چنانچہ جو اس حقیر نے بچشم خود دیکھی ہین اُن مین سے چند درج کی جاتی
ہین۔ لالا جوالا پرشاد وکیل ساکن لاہور کو مولوی امو جان صاحب مرحوم مغفور
سے جو حضور کے نظر کردہ خاص تھے بڑی عقیدت تھی ایک دن تنگی معاش کی
حالت بیان کی اور ملتجی دُعا ہوئے۔ آپ نے فرمایا میان ہم تو کچھ ہین نہین لیکن
دامن جن کا پکڑا ہے اُن سے عرض کردینگے۔ دُعا بھی کرینگے۔ منظوری مولیٰ کے
اختیار مین ہے اور تعویذ ذیل دیا کہ جب کچہری مین جایا کرو تعویذ کو ٹوپی مین رکھ
لیا کرو اور حضور قبلہ کی روح سے استمداد چاہنا خدا پر بھروسہ رکھنا اگر منظور الٰہی
ہے تو بہتر ہوگا اور ہدایت کی کہ اکیس یوم تک علی الصباح نہاکر اکیس تعویذ روز
آٹے کی گولیون مین لپیٹ کر دریا مین ڈالدیا کرنا۔ خدا کے فضل سے میعاد مقررہ
کے اندر ہی اس قدر وکالت مقبول ہوئی اور ایسی فراخ دستی ہوئی کہ بیان سے
باہر تمام قرضہ ادا ہوگیا اور تادم آخر تنگدستی کی شکایت نہین ہوئی

۷۸۶

| | | | |
|---|---|---|---|
| یا رزاق | یا رزاق | یا رزاق | یا رزاق |
| یا رزاق | یا رزاق | یا رزاق | یا رزاق |
| یا رزاق | یا رزاق | یا رزاق | یا رزاق |
| یا رزاق | یا رزاق | یا رزاق | یا رزاق |

مرزا خورشید عالم صاحب بہادر شاہ
بادشاہ دہلی کی نسل مین تھے ان کے بزرگون
کی تمام جائداد و املاک غدر کے بعد ضبط ہوگئی
مرزا صاحب غدر مین کمسن تھے جب سن شعور
کو پہنچے تو سرکار دولتمدار سرکار انگلشیہ مین
بہت سی درخواستین برائے وظیفہ پیش کین جو وقتاً فوقتاً نامنظور ہوتی رہین
ایک مدت مدید کے بعد مرزا صاحب مولوی امو جان صاحب قبلہ کی خدمت مین
حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ ایک روز مرزا صاحب نے عرض کیا

کہ حضور کوئی عمل بتائیے اور دُعا کیجئے تاکہ کوئی صورت معاش پیدا ہو آپ نے کچھ دیر تامل کیا اور پھر فرمایا کیون گھبراتے ہو ایک درخواست خدا کا نام لے کر کمشنر صاحب کی خدمت مین پیش کرو اور اُن سے ملاقات بھی کرو خدا مالک ہے اُس مین سب قدرت ہے. چالیس یوم علی الصباح بعد نماز ایک سو ایک مرتبہ یا فتاح پڑھ لیا کرو جو کچھ منظور الٰہی ہے انشاء اللہ بہتر ہی ہوگا. مرزا خورشید عالم صاحب نے درخواست کمشنر صاحب کی خدمت میں پیش کی کمشنر صاحب نہایت ہی الطاف سے پیش آئے. اور معقول گذارہ کی سفارش کی جو گورنمنٹ عالیہ نے منظور فرمائی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ مرزا خورشید عالم صاحب نواب مرزا صاحب داغ دہلوی کو مولوی امو جان صاحب قبلہ کی خدمت مین لائے اور عرض کیا کہ اِن کا ارادہ ہے کہ حیدر آباد جائین تاکہ کوئی معقول صورت اُن کیواسطے پیدا ہو آپ اِن کے لئے دُعا فرمائین اور کوئی عمل بتائین. یہ سُن کر مولوی صاحب نے فرمایا حیدر آباد جا کر کیا کرین گے. رامپور چلے جائین تو بہتر مگر چونکہ مرزا صاحب پر حیدر آباد کا شوق غالب تھا حیدر آباد چلے گئے وہان ایک عرصہ تک مُقیم رہے لیکن کوئی صورت نہین پیدا ہوئی یہان تک کہ شرف باریابی بھی حاصل نہین ہوا مجبوراً دہلی واپس آئے اور مولوی صاحب قبلہ سے سارا ماجرا بیان کیا. آپ نے فرمایا خدا کا کام حکمت سے خالی نہین ہوتا ہے اب بھی رامپور چلے جاؤ خدا مالک ہے تہوڑے عرصہ بعد داغ صاحب ریاست رامپور گئے اور وہان اُن کی دِلی تمنا پوری ہوئی ریاست مین ملازم ہو گئے نواب صاحب نے بڑی قدر و منزلت کی چند سال بعد نواب مرزا صاحب داغ جناب قبلہ مولوی صاحب موصوف کی خدمت مین حاضر ہوئے تو ازراہِ عقیدت عرض

کیا۔ حضور اب حیدر آباد کی نسبت کیا ارشاد ہے کچھ سکوت کے بعد آپ نے فرمایا ہاں اب بسم اللہ کرو خدا مبارک کرے۔ سفر میں اور حیدر آباد پہنچکر ہمیشہ یا عزیزؔ کا ورد رکھنا ہم بھی دعا کرینگے خدا مالک ہے وہی کارساز ہے داغ صاحب حیدر آباد پہنچے حالانکہ کوئی بڑا وسیلہ نہین تھا مگر فضلِ یزدانی سے سرکار عالی حضور نظام صاحب بہادر کے دربار مین رسائی ہوگئی اور خدا نے وہ کامیابی بخشی کہ رفتہ رفتہ بندگان عالی حضور نظام صاحب بہادر فرمانروائے ملکِ دکن نے فصیح الملک کا خطاب عطا فرمایا اور شاعری مین استادی کا شرف بخشا متعلقین کے منصب مقرر ہوئے اور داغ صاحب کے واسطے ایک بڑی گرانبہا رقم بطور تنخواہ ماہانہ مقرر ہوئی اور جب تک زندہ رہے حضور نظام بڑی مہربانی اور الطافِ خسروانہ سے پیش آتے رہے اور ہمیشہ انعام واکرام وخلعت فاخرہ سے سرفرازی بخشتے رہے۔

نواب محمد قاسم علی خان صاحب ریاست پاٹودی مین منتظم تھے اور ریاست کے کُل کاروبار کے کُلّی مختار تھے۔ نواب ممتاز حسین خان والئی ریاست پاٹودی سے ان کی چشمک ہوگئی اور نواب صاحب نے منتظم صاحب کے اختیارات یکے بعد دیگرے کم کردیئے اور ریاست پاٹودی سے ان کے اخراج کی تدبیر شروع ہوئی نواب صاحب پاٹودی اس قدر آمادہ تخریب ہوگئے کہ منتظم صاحب مجبوراً دہلی مین زیادہ رہنے لگے ایک دن نواب محمد قاسم علیخانصاحب کو نواب پاٹودی کی جانب سے سخت صدمہ پہنچا مولوی امتوجان صاحب قبلہ مرحوم ومغفور سے نواب محمد قاسم علی خان صاحب کو بہت عقیدت تھی اور ان کو بھی ان سے محبت تھی انہون نے تمام ماجرا آبدیدہ ہوکر مولوی صاحب سے بیان کیا اور عرض کیا کہ صدمات کی انتہا ہوچکی نواب نے اس قدر تنگ کیا ہے

Marfat.com

کہ اب برداشت ناممکن ہوگئی ہے۔ مین آپ کو آپ کے پیر کا واسطہ دیتا ہون کہ میرے حق مین دُعا کیجیے۔ اور مین آپ کا پاؤن اُس وقت تک نہین چھوڑونگا جب تک آپ مجھسے دُعا کا وعدہ نہ فرمالین مولوی صاحب پر چونکہ فنافی الشیخ تھے پیر کا نام سنتے ہی ایک حالت طاری ہوگئی آنکھین سرخ ہوگئین اور مُنہ سے کف جاری ہوگئے اور یہ فرماتے تھے ہم جھوٹے خدا سچا اُس مین سب کچھ قدرت ہے یہ حالت تقریباً ایک گھنٹہ رہی اُسی حالت مین ایک ہی دفعہ فرش پر زور سے ہاتھ مار کر کہا ؎

اے روبہکِ نادان چرا نشستی بجائے خویش ‏ ‏ ‏ ‏ با شیر پنجہ کردی ودیدی سزائے خویش

تھوڑی دیر کے بعد سکون ہوگیا اس کے بعد صبح تک نوافل پڑھتے رہے اور کسی سے بات نہین کی دوسرے ہی دن ریاست پاٹودی سے تار آیا کہ نواب خوفناک مرض مین مبتلا ہوگئے۔ چنانچہ نواب دہلی مین لائے گئے اور یہان اُن کا انتقال ہوگیا منتظم صاحب بدستور ریاست مین اُسی عہدہ پر مامور رہے بلکہ اختیارات مین اور اضافہ ہوا۔ نواب محمد قاسم علی خان صاحب نے اس بارہ مین مولوی صاحب سے بطریق تشکر جب کبھی ذکر کیا تو اُنہون نے فرمایا میان اس مین کیا دھرا ہے ؎

آپ کرتے ہین جہان کا نام ہے

آپ کے ہاتھون مین سارا کام ہے

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضور سراپا نور مُرشدنا ہادینا مولانا مولوی سید محمد غوث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین بہت سے مُرید حاضر تھے چونکہ حضور کی طبیعت اُس دن کچھ زیادہ ناساز تھی مُریدون نے عرض کیا آقائے نامدار تسبیح مبارک کا ایک ایک دانہ سب غلامون کو عطا ہوجائے۔ جو موجب برکت ہوگا حضور نے فرمایا یہ جس کی قسمت کی ہوگی اُس کے پاس سالم

پہنچ جاویگی۔ کچھ عرصہ بعد شاہزادہ مرزا سلیمان جاہ جو بہادر شاہ بادشاہ دہلی
کے قریبی رشتہ دار تھے جن کا رتبہ مشاہیر اور عمائدینِ دہلی میں اوّل درجہ پر
تھا حضور اقدس کا شہرہ سُن کر بارادہ بیعت پانی پت مین حاضر ہوئے اور
حضور کی خدمت میں آکر شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ جناب اقدس بڑی عنایت
اور مہربانی سے پیش آئے شاہزادہ صاحب نے حضور کی تسبیح مبارک ہاتھ
مین لی اور اس کو بوسہ دیا چلتے وقت تسبیح جو ہاتھ مین تھی یادنہین رہی اور
اپنے ساتھ ہی۔۔ سلئے ہوئے چلے گئے عرصہ دراز تک یہ تسبیح شاہزادہ صاحب
کے ہان تبرکا رہی چند سال بعد شاہزادہ مرزا سلیمان جاہ صاحب حسب المعمول
احقر کے مکان پر جو محلہ رودگران مین واقع ہے حضور مولانا مرشدنا کے عرس
کی تقریب مین تشریف لائے بعد ختم نہایت ادب سے تسبیح مبارک حضور مرشدنا
والد صاحب قبلہ کو پیش کی اور کہا مولٰنا حق بحقدار رسید اس طرح سے
حضور کے ارشاد کی تکمیل ہوئی وہ تسبیح اور ردائے مبارک والد قبلہ مولوی
اللہ جان صاحب مرحوم و مغفور نے احقر کو رسمی بیعت خاندانِ قادریہ و چشتیہ
مین کراکر عطا فرمائی۔

تسبیح مبارک کا ہزارہا بار کا تجربہ ہے کہ اگر کوئی مریض یا سحر شدہ یا
جس پر جن یا آسیب کا اثر ہو یا کوئی بھوت یا خبیث ارواح کی جھپیٹ مین
آگیا ہو اور وہ شخص از روئے اعتقاد صدق دل سے تسبیح کو پانی مین دہوکر
پانی استعمال کرتا ہے تو خدا اپنی رحمت اور کرم سے اُس کو شفا بخشتا ہے اور
اُس پر سے جادو۔ آسیب۔ جن۔ بھوت وغیرہ کا اثر زائل ہوجاتا ہے والد
قبلہ نے اُن تمام عمل و وظائف و دیگر اوراد کی جو بڑے حضور سے سینہ بسینہ
پہنچے تھے تعلیم فرمائی اور اجازت دی اور نیز اُن مجرب نقوش و عملیات و تعویذات

Marfat.com

جوافزونیٔ رزق بغض و محبت شفائے امراض اور خلق اللہ کے دیگر جائز مطالبات برآنے میں بے مثل ہیں اُن کی خاص طور سے تعلیم و ہدایت فرمائی اب اس عاصی پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ اگر کوئی حاجت مند اپنی کسی جائز ضرورت کے واسطے کوئی عمل یا وظیفہ یا تعویذ طلب کرے تو بنظر فیض رسانی خلق اللہ اس کے بتانے میں پہلو تہی نہ کی جاوے کوئی اُجرت یا نذرانہ نہیں محض خالصتہً للہ اس کا اظہار کیا گیا۔ چند مجرب تعویذات بنابر فائدہ رسانیٔ خلق مندرجہ ذیل ہیں۔ دیگر امورات کے واسطے فقیر عاصی پُر معاصی سے حسبِ ضرورت استفسار کیا جاسکتا ہے۔ بزرگانِ دین کی روح کے طفیل انشاء اللہ فائدہ عظیم ہوگا۔

## تعویذ وسعت رزق کیواسطے مجرّب ہے

۷۸۶

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۶ | ۹۵ | ۳ | ۳۱ |
| ۴ | ر | ز | ۹۰ |
| ۱۹۹ | ا | ق | ۸ |
| ۹۹ | ۹ | ۱۹۸ | ۲ |

علی الصباح بعد نماز صبح اکیس بار درود شریف پڑھے اور ایک سو ایک مرتبہ یا رزّاق پڑھے اور حق تعالیٰ کو قادرِ مطلق کارساز حقیقی خیال کرکے دُعا مانگے نقش ہذا کو داہنے بازو پر باندھے دیگر مذاہب کے لوگوں کے واسطے صرف تعویذ کو موم جامہ کرکے بازو پر باندھنا کافی ہے حق تعالیٰ حاجتمند کی جلد مُراد برلائے گا۔

اگر کسی شخص کے اولاد نہیں ہوتی ہے تو بعد نماز صُبح اکیس دفعہ درود شریف پڑھے اور ایک سو اکیس بار رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ پڑھ کر اکیس بار درود شریف پڑھے اپنے اوپر

دم کرے اور پانی پر دم کرکے خود پیئے اور اپنی بیوی کو پلائے۔ خدائے بزرگ برتر سے دعا مانگے ۵

مرادِ خویش ز درگاہ بادشاہی خواہ
کہ ہیچ کس نشود نا امید از آن درگاہ

انشاء اللہ اولاد ہوگی۔ یہ عمل چالیس یوم تک کرے حرام سے قطعی پرہیز اور توبہ لازمی ہے۔

اگر کسی عورت کا شوہر اس سے التفات نہ کرتا ہو اور ناراض رہتا ہو تو اس نقش کو شربت میں گھول کر شوہر کو پلادے اور صدق دل سے اس کی اطاعت کرے۔ انشاء اللہ شوہر محبت کرنے لگے گا۔

۷۸۶

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۹ | ۱۲ | ۱۵ | ۴ |
| ۱۴ | ۳ | ۸ | ۱۳ |
| ۴ | ۱۶ | ۱۰ | ۷ |
| ۱۱ | ۶ | ۵ | ۱۲ |

عورت کو چاہیے کہ بعد نماز صبح اول گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے پھر ایک سو اکیس بار یا لطیفُ پڑھے بعد میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور خدا تعالےٰ سے نہایت ادب سے التجا کرے اور دعا مانگے۔ اور اور عورت ذیل کا تعویذ اپنے داہنے بازو پر باندھے۔ خدا اس کی مراد بر لائے گا۔

۷۸۶

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۸ | ۱۱ | ۴ | ۱ |
| ۱۴ | ۲ | ۷ | ۱۰ |
| ۳ | ۱۶ | ۹ | ۶ |
| ۱۵ | ۵ | ۲ | ۵ |

اگر کسی عورت کے دردِ زہ شدت سے ہوں اور بچہ پیدا نہ ہوتا ہو اور تکلیف زیادہ ہو تو نقش ذیل کو کچی اینٹ پر لکھ کر جس وقت درد شدت سے ہوں عورت کے پاؤں

Marfat.com

کے نیچے رکھا جاوے انشاء اللہ بچہ جلد پیدا ہوگا۔

۷۸۶

| | | |
|---|---|---|
| و | ا | ح |
| ز | ھ | ج |
| ر | ظ | د |

اگر کسی عورت کا حمل گر جاتا ہو تو جب حمل تین ماہ کا ہو جاوے یہ نقش روز پانی میں گھول کر عورت پیئے تو انشاء اللہ حمل ساقط نہ ہوگا۔

۷۸۶

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۲ | ۴ | ۶ | ۸ |
| ۸ | ۶ | ۴ | ۲ |
| ۴ | ۲ | ۸ | ۶ |
| ۶ | ۸ | ۲ | ۴ |

اگر کسی شخص سے کوئی حاکم یا امیر ناراض ہوگیا ہو تو تعویذ مندرجہ ذیل کو داہنے بازو پر باندھ کر اس کے سامنے جایا کرے انشاء اللہ مہربان ہوگا بعد نماز صبح گیارہ مرتبہ اوّل و آخر درود شریف پڑھے اور اپنے نام کے عدد نکال کر اس تعداد کے موافق یا عَزِیْزُ پڑھے اور دعا مانگے انشاء اللہ جلد کامیاب ہوگا اہل ہنود و دیگر مذاہب کے لوگوں کے واسطے تعویذ ہی کافی ہے تعویذ موم جامہ میں رکھنا چاہیئے۔

۷۸۶

| | | |
|---|---|---|
| ۸۵ | ۸۲ | ۸۷ |
| ۸۴ | ۸۶ | ۸۸ |
| ۸۹ | ۹۰ | ۸۳ |

اگر کوئی شخص کسی مصیبت میں گرفتار ہوگیا ہو تو بعد نماز عشاء گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور اکیاون بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھے اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر دعا مانگے خدا اس مصیبت سے جلد نجات دے گا۔

اگر کسی شخص کو بخار آتا ہو تو بعد نماز صبح اول سات مرتبہ درود شریف

پڑھے پھر ایک سو اکیاون بار قُلْنَا یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْم پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے اور پانی پر یا دوائی پر دم کرکے پیے انشاء اللہ جلد صحت ہوگی۔ دیگر مذہب کے لوگون کے واسطے تعویذ کی ضرورت ہے۔

اس راہ مین راسخ الاعتقادی بڑی چیز ہے اور بزرگان دین کا ادب لازمی۔ چنانچہ بے ادب بے نصیب اور با ادب با نصیب مشہور ہے ؎

از خدا جوئیم توفیق ادب | بے ادب محروم ماند از لطف رب
ادب بہتر از گنج قارون بود | فزون تر ز ملک فریدون بود
با ادب منظور حق ہے اے عزیز | بے ادب مردود ہے اور بے تمیز
بے ادب بے شبہ ہو ز باطنی | سچ ہے قول مولوی معنوی

از ادب پُر نور گشت است این فلک
وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

حضور اقدس سیدنا مخدومنا مولٰنا مولوی سید محمد غوث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگ ابدال اور قطب کے درجہ کے تھے۔ نسبت جذب بھی آپ کو اپنے بزرگون سے پہنچی تھی گاہ گاہ اس کا بھی اثر ہوتا تھا مگر بباعث ضبط ہونے ہر ایک کو اس نسبت کے وارد ہونے کی تمیز نہیں ہوتی تھی۔ نسبت جدی خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آپ کو پہنچی تھی۔ ابتدا ہی مین مرتبہ فنا فی الرسول آپ کو حاصل ہو چکا تھا مگر بسبب غلبہ فنا فی الذات زیادہ تر ذات کی طرف رجحان رہا اور جو کچھ معاملہ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم و خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ عاشقِ صادق رسول مقبول کے ساتھ اور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ اور دیگر اصحاب کبار کے ساتھ و نیز حصولِ فیضانِ روحی دیگر اکابران تھا وہ لائق تحریر و تقریر نہیں۔ حضور فرمایا کرتے تھے جو کچھ فیض و فائدہ کسی نبی یا ولی سے یا اُن بزرگانِ دین سے حاصل ہو جو بقیدِ حیات ہوں۔ اُس کو حاصل کرے اور نہ چھوڑے مگر ذات کی طرف لگا رہے اور سب کو منسوب بہ ذات کرے۔ طلب مین صداقت سے کوشش کرنے سے مطلوبِ حقیقی تک رسائی ہوتی ہے۔

سایۂ حق بر سرِ بندہ بود — عاقبت جوئندہ یابندہ بود

چون نشینی بر درِ کوئے کسے
عاقبت بینی تو ہم روئے کسے

حضور خطۂ ہندوستان مین قطبِ ارشاد تھے جو ہر رنگ سالک یا مجذوب نزدیک یا دور ہندوستان مین اہلِ باطن تھے از راہ باطن سب کو آپ کے قطبِ ارشاد ہونے کا علم تھا۔

اے ظہورِ تو بکلّی نور نور
گنجِ مخفی از تو آمد در ظہور

آپ کمالاتِ باطنی مین فردُ الافراد اور توحید مین لاثانی آفاق عارفِ بے باک تھے۔ آپ کو مرتبہ غوثیت بھی حاصل تھا۔ چنانچہ ایک شخص نے اتفاقیہ بوقت شب آپ کی اس حالت کو دیکھ لیا تھا۔ آپ نے اُس کو منع فرما دیا کہ ہماری زندگی مین کسی سے ذکر نہ کرنا۔ آپ کو مرتبہ طے الارض بھی حاصل تھا ہزاروں کوس کا سفر پیادہ پا کیا متعدد بار مدینہ منورہ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے۔

Marfat.com

دہلی سے پانی پت تقریباً چالیس کوس ہے ایک دفعہ آپ جمعہ کی نماز کے واسطے پانی پت سے دہلی میں عین بوقتِ نماز تشریف لائے اور نماز پڑھکر اُسی وقت پانی پت تشریف لے گئے۔ دہلی میں جس نے دیکھا متعجب و متحیر رہ گیا ۵

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

حضور کو مرتبہ جسم اکتسابیہ بھی حاصل تھا۔ چونکہ آپ عارف کامل مکمل تھے اور عبور آپ کا عالم بے رنگی میں تھا اور جس کا عبور عالم بے رنگی میں ہوتا ہے وہ جس شکل و ہیبت میں متشکل ہونا چاہے ہوسکتا ہے۔ ایسا ہی آپ کا حال تھا۔ جو اشخاص آپ کی خدمت میں بغرض حصولِ مدعا حاضر ہوتے تھے کسی کو بھی ترکِ تعلقاتِ ظاہری کراکر جنگل یا تکیہ یا مسجد میں رہنے کی یا عمل پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے ۵

نے گویم از عالم جدا باش ہر جا کہ باشی باخدا باش
اے گدا ہر جا نشینی باخدا دیوانہ باش خواہ در مسجد نشین و خواہ در بتخانہ باش

توکل اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ساری عمر میں ایک دفعہ بھی کسی چیز کی طلب نہیں کی۔ کبھی کبھی بطریق مزاح فرمایا کرتے تھے۔ گو ہم نے توکل اختیار کیا یعنی اوقات بسری کے واسطے کوئی سبیل حصول معاش نہیں کی۔ مگر ہمت والے وہ لوگ ہیں جو اپنی قوتِ بازو سے پیدا کرتے ہیں۔ اور شیر کا خواص رکھتے ہیں۔ آپ بھی کھاتے ہیں اور اوروں کو بھی کھلاتے ہیں ۵

Marfat.com

نخورد شیر نیم خوردہ سگ
گر بہ سختی بمیرد اندر غار

تن بہ بیچارگی و گرسنگی	بنہ و دست پیش سفلہ مدار

یہ تعلیم تھی کہ اہلِ دُنیا کاہلی کی طرف مائل نہ ہو جاوین مگر جو لوگ اِس کے اہل ہوتے تھے اُن کو توکل کی تعلیم ہوتی تھی اور ارشاد ہوتا تھا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ۔ اللہ تعالےٰ توکل کرنے والون کو دوست رکھتا ہے ٥

ہر کہ در بحرِ توکل غرق گشت
ہمتش از ماسوائے اللہ درگذشت

این توکل گرچہ دارد رنجہا	فہو حسبہ بخشد از وے گنجہا

رضا اور تسلیم کی پابندی اِس قدر تھی کہ تکلیف مین بھی فرحان و شادان رہتے تھے۔ اگر کسی نے کچھ کہا تو اُسی وقت فرمایا ٥

گذشتہ ایم مصلحت خویش بدوست
کز دوست بمن ہر چہ رسد بس نکوست

خدا ہر چہ خواہد کند بندہ باش	رضا پیش گیر و سر افگندہ باش

حضور فرماتے تھے کہ حصولِ علم انسان کے واسطے مقدم ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ۔ یہی خداشناسی کا ذریعہ ہے کہ ع

بے علم نتوان خدا را شناخت

علم ہی کی وجہ سے عقل و دانش مین ترقی فہم و ذکا مین ایزادی ہوتی ہے۔ دین اور دنیا کے بڑے بڑے کام انجام پذیر ہوتے ہیں علم کی دولت لازوال ہے ٥

بنی آدم از علم یابد کمال
نہ از حشمت وجاہ ومال ومنال

صاحب علم کی بڑی قدر ومنزلت ہوتی ہے۔ جاہل کو ہر شخص حقارت کی نگہ سے دیکھتا ہے۔ اس کی صحبت سے بچنا چاہیے۔ تاکہ اس کی عاداتِ قبیحہ کا اثر نہ پڑے ع

زِ جاہل گریزندہ چون تیر باش

دُنیا مین انسان کو لازم ہے کہ اہم کام کو اُس کا انجام بخوبی سوچ کر عقلمندون کی مشاورت سے شروع کرے۔ کیونکہ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ کی تاکید ہے۔ وہم کو پاس نہ آنے دے ۵

ہو وہم جسے جتنا اُسے اتنا رنج
سادہ سا جسے دیکھئے وہ صاحب گنج
معلوم ہوا نکتہ یہ آخر ہم کو
کم بخت مقرر ہو جسے ہوش و پنج

اُن بزرگون نے جنھون نے خدا کی راہ مین اپنی جان کو عزیز نہین رکھا۔ اپنے نفس کے ساتھ جہادِ اکبر کیا انہی نفوسِ قدسیہ کے بارہ مین ارشاد باری تعالے ہوتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔

یعنی جو اشخاص راہِ خدا مین مارے گئے اُن کو مُردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہین اور تم نہین سمجھتے۔

اُوْلٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ

هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔
یہ لوگ ہین جن پر پروردگارِ عالم کی طرف سے درود اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہین راہ پانے والے۔
اللہ جل شانہ کا اِن پر خاص کرم ہوتا ہے۔ یہ اہل اللہ ہین۔ اِن کو قربِ الہی حاصل ہوتا ہے۔
یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَاءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔
ترجمہ خداوند تعالے جس کو چاہے اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے۔ اور اللہ بڑا افضل کرنے والا ہے۔
جو اِنسان اللہ کا ہوگیا اللہ اُس کا ہوگیا۔ یہ لوگ ہین جن کے فیضانِ صحبت سے خدارسی حاصل ہوتی ہے۔
وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰهِ فَیَجْلِسْ مَعَ الْفُقَرَاءِ
چونکہ یہ حضرات فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہوتے ہین اِن کی محبت رسول کی محبت اور اِن کی پیروی رسول کی پیروی ہے۔ جو اِن سے محبت کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے ؎

موم و ہیزم چون فدائے نار شد
ذاتِ ظلمانی او انوار شد

دیکھو کیسی صراحت ہے۔
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہہ دو اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم اللہ کو چاہتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔
خوش قسمت ہین وہ لوگ جو ان بزرگانِ دین اور صوفیائے کرام

کا ادب کرتے ہیں اور محبت کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کے فیضانِ صحبت سے مستفیض ہوتے ہیں ۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا — او نشیند با حضورِ اولیاء
چشم روشن کن ز خاکِ اولیاء — تا بہ بینی ز ابتدا تا انتہا

اور شقی و بدنصیب وہ ہیں جو ان بزرگوں سے حسد اور بغض رکھتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی کرتے ہیں ۔

چوں شوی دور از حضورِ اولیاء
در حقیقت گشتہ دور از خدا

اولیاء اللہ کی رحلت اور عام اشخاص کی موت میں فرق ہے۔ عوام الناس کی موت فصل ہے اور خاص کی وصل۔ مرنا خاص کا عین زندگی ہے اور مرنا عام کا دوری و مہجوری ہے۔

نہ باشد مرگ ہرگز اولیاء را
نہ ہر یک اصفیاء و اتقیاء را

ز دار تا بدار نقل باشد — ز شغلِ کار دنیا عزل باشد

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ

لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز موضع غیاث پور سے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر جایا کرتے

Marfat.com

تھے۔ ایک دفعہ ایسا خیال گذرا کہ میرے آنے کی خبر حضور خواجہ صاحب کو بھی ہوتی ہے یا نہیں جب مزار پر انوار کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ خواجہ صاحب فرماتے ہین ؎

مرا زندہ پندار چون خویشتن
من آیم بجان گر تو آئی زتن

یہی تو وہ نفوس مبارک ہین جن بزرگون نے خدا کے عشق اور اس کی راہ مین جان دے دی۔ ایسے بزرگون کی شان مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

یعنی وہ لوگ جو راہ خدا مین مارے گئے ان کو مردہ مت گمان کرو بلکہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہین رزق دیے جاتے ہین خوش ہین اس چیز سے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اُن کو دی ہے

حق تعالےٰ نے اولیاء اللہ کو بڑا رتبہ بخشا ہے۔ اُنہی کی نسبت ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ترجمہ تحقیق جو ولی اللہ ہین اُن کو کوئی خوف نہین ہے اور نہ وہ غمگین ہین

اس لئے ان بزرگون سے یا ان کی روح مطہرہ سے مدد چاہنی یا اُن کو وسیلہ سمجھنا بے جا نہین کیونکہ وہ واصل بالحق ہین۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِيْلِهٖ۔

Marfat.com

یعنے اے لوگون جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو اُس کی طرف وسیلہ اور اُس کی راہ مین کوشش کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اللہ تک رسائی ان بزرگون کے طفیل اور ان کے وسیلہ سے ہوتی ہے اور ان سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ ان کے فیضانِ صحبت سے ناقص بھی کامل ہو جاتے ہین ؎

گر تو سنگِ خارۂ مرمر شوی

چون بصاحب دل رسی گوہر شوی

ان بزرگون نے اپنی تمام عمر یادِ الٰہی مین بسر کی سوائے ذاتِ حق کسی سے تعلق نہین رکھا۔ حق تعالےٰ نے بھی اُن کی حیات مین اور بعد رحلت اُن کے ساتھ ورفعنا لک ذکرک کی شان کا کیسا اظہار کیا۔ اللہ اللہ کیا شان ہے اور کیا رتبۂ عالی ہے کہ شاہانِ ہفت اقلیم بھی ان بزرگون کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہین حضور مرشدنا سیدنا مولانا مولوی محمد غوث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مین یہ تمام متذکرہ بالا صفات موجود تھین۔ جنہون نے اس جہانِ فانی مین زندگی کے اٹھتر سال اور کچھ ماہ گزارے اور خلق اللہ کو دینی و دُنیوی فوائد عظیم پہنچائے اب خداوند حقیقی کو حضور کو اپنے پاس ظاہرا بھی بلانا مقصود ہوا جس کے کچھ سامان پیدا ہونے لگے۔ تھوڑے ہی دن کچھ طبیعت ناساز رہی اور ۲۶۔ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ ہجری مین دوشنبہ کے روز دس بجے رات کو اس دارِ فانی سے نہایت شادان اور فرحان راہیِ عالمِ جاویدانی ہوئے۔ کسی قسم کے موت کے نشانات یا وقتِ آخر کی تکلیف کے آثار مطلقاً نمایان نہیں ہوئے۔ تمام عقیدتمندون اور مریدون کو اس ظاہر

Marfat.com

جدائی کا قلق عظیم ہوا ؎

میرے مرشدِ پاک غوثِ زمان
صفاتِ جہانی کو جب کر کے دور
ہوئے واصلِ ذات نوزیرِ عرش
ملائک بھی کہتے تھے یا غفور
۱۲۹۷

گزرے ہستی سے میرے حضرت آہ
ہوئے واصل بذاتِ حق و اللہ

پایا جب رتبۂ فنا فی اللہ
شیخ صادق ہوئے بقا باللہ
۱۲۹۷

---

حضور کے وصال کے بعد آپ کے مریدوں میں سے خلیفہ محمد یوسف اور مولوی گل حسن صاحب پانی پت میں یکے بعد دیگرے متمکن وسادۂ خلافت ہوئے اور ان صاحبانِ موصوف نے نہایت احسن طریق سے فقر کی شان کو لئے ہوئے تجرد میں زندگی بسر کی۔ خدمت مزار میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اب بعد انتقال مولوی گل حسن صاحب ۱۳۱۸ھ احتشام الدین صاحب نے جو نظر کردۂ خاص حضورِ انور ہیں اور ذاکر شاغل اور اہلِ دل ہیں بڑے حضور کے مریدانِ باصفا کے اصرار سے پانی پت میں سجادہ نشینی قبول فرمائی ہے۔

مزار شریف حضرت رازدار حریم انفصال الٰہی گوشہ نشینِ خلوتِ خدا آگاہی مظہرِ لطف سبحانی مصدرِ جود یزدانی قطبِ زمن واقفِ سرِ علن سیدنا مخدومنا مولٰنا مولوی محمد غوث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانی پت میں واقع ہے جو مرجع خلائق خاص وعام سب ہے ؎

مزارِ پاک سے اُڑتے ہین نور کے بُقعے
ہر ایک سمت سے برستا ہے نُور کا باران
طواف کرتا ہے گُنبد کا گنبدِ گردون
فدا ہے روضۂ اقدس پہ روضۂ رضوان

مثالِ آئینۂ دل ہے پُر صفا روضہ — کہ عکسِ نورِ تجلّی ہے جس سے صاف عیان
یہ آستانِ مُبارک ہے کعبۂ مقصود — کہ اہلِ درد کو ملتا ہے درد کا درمان

اب بھی جو خلوص دل سے مزارِ مقدس پر حاضر ہوتا ہے حضور کی نگاہِ کرم اور فیضانِ روحی سے فیضیاب ہوتا ہے اور حق تعالیٰ اُس کی دلی مُراد برلاتا ہے ؎

ہر کہ آید زِ ارادت بیقین شام و سحر
خانہ از غیب ندا داد بیا فیض ببر

روشن تجلّی سے تیری ہر شمعِ بزمِ احمدی — ہین منکشف تیری بدولت دلمین رازِ سرمدی
نگاہِ لُطف سے دیکھے اگر وہ بہرِ عطا — تو سنگریزے بنین رشکِ گوہرِ تابان
کسی کو دولتِ عقبیٰ سے شاد کام کیا — کسی کا دولتِ دُنیا سے بھر دیا دامان
کسی کو فرد بنایا کسی کو صاحبِ وقت — کسی کو غوث کیا اور کسی کو قُطبِ زمان
فضلِ مولائی ہے دربارِ جنابِ سیّدی — شوکتِ احمد ہے سرکارِ جنابِ سیّدی
جلوۂ انوارِ یزدانی کا ہے ہر دم اثر — کچھ عجب ہے شان آثارِ جنابِ سیّدی
جلوہ آرا کُنتُ کنزاً مخفیاً ہے رات دن — کس پہ ظاہر ہین یہ اسرارِ جنابِ سیّدی

فرشِ زمین سے عرشِ برین تک ہے جس کی دھوم
آتے ہین فرطِ شوقِ زیارت سے جھوم جھوم
جاتے ہین آستانۂ معلّٰی کو چوم چوم — معمور صبح سے ہے وہ حجرہ ملائک کا ہجوم

قطب جہان غوثِ زمان تو ہے مشتہر
لیکر سمک سے تابہ سما تیرے ہین مقر

تیری عطا پہ کا رہین عاجز کے منحصر
واقف بھی ایک نگاہِ کرم کا ہے منتظر

سیدنا مولٰنا مرشدنا مولوی محمد غوث علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کا سالانہ عرس دہلی مین اوّل اوّل مولٰنا صاحب کے خلیفہ و مرید خاص مولوی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور نے شروع کیا تھا جن کا مزار دہلی مین قدم شریف مین اندرون کوٹ واقع ہے۔ یہ عرس چھتیس سال سے برابر جاری ہے۔ جس مین دہلی کے صوفیائے کرام و رؤسائے عظام کے علاوہ اطراف و جوانب کے اہلِ دل بھی شریک ہوتے ہین۔ چونکہ یہ عاصی اسی خوانِ یغما کا زلہ رُبا ہے اور اسی گلستانِ شریعت و طریقت و حقیقت کا خوشہ چین ہے اس خدمت کو نہایت ذوق و شوق سے اپنے پدر بزرگوار کے وصال کے بعد سے اسی خلوص سے انجام دینا موجبِ سعادت و برکت سمجھتا رہا ہے۔ حضرات صوفیائے کرام نے اس تاریخ جس تاریخ کسی بزرگ کا وصال ہوتا ہے اور فاتحہ یعنی ایصالِ ثواب کا دن مقرر کیا جاتا ہے۔ اس کو اپنی اصطلاح مین عرس سے موسوم کیا ہے۔ یعنی محبوب سے محبوب کی ملاقات کا دن۔ اس دن فیوضاتِ ربانی کا دریا موجزن ہوتا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ خاص و عام جوق جوق کسی بزرگ کے عرس مین آتے ہین اور فیضیاب ہوتے ہین۔ جن کو چشمِ بینا عطا ہوتی ہے اور اہلِ دل ہوتے ہین ان پر صاحبِ عرس کے فیضان کا اثر بارانِ رحمت کی طرح ہوتا ہے۔ دیگر حاضرینِ مجلس بھی فیض سے خالی نہین رہتے اگرچہ اُن کو ظاہر معلوم نہ ہو۔ مگر فی الحقیقت کلامِ الٰہی کی برکت سے اور بزرگون کی روحِ اطہر کے طفیل صدہا آفتون سے محفوظ اور دریا مون

رہتے ہیں۔ اب یہ احقر اپنی ناچیز تحریر کا بخوفِ طوالت اِس دُعا پر خاتمہ کرتا ہے اور خدائے بزرگ و برتر سے التجا کرتا ہے کہ جو شخص اِس کو پڑھے اللہ تعالیٰ اُس کے دل میں اپنی اور اپنے حبیب پاک سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضور محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کی محبّت پیدا کرے اور بطفیل ارواح مطہر بزرگانِ دین اُس کے مقاصد دلی بر لائے۔ اور اپنی خاص رحمت نازل کرے اور نیکی کی توفیق عطا کرے۔

میں ہوں عاصی تو ہو ستار العیوب — میں اسیرِ غم تو غفار الذنوب
ہیں گنہ میرے نہایت بے شمار — اور عصیاں ہیں ہزاراں در ہزار
میں گنہگار اور تو غفار ہے — ذات تیری راحم و ستار ہے
خداوندا ببخش این گدارا — کہ اندر دے نہ بینم جز خدارا
چہ دانی ہا کی تو خلق خاکی — زہر ہاکی کہ اوانیم ہاکی
منم باصد ہزاراں ناتوانی — تو دانی تا چہ میخواہی تو دانی

تو مقصود جان جاویدانی
خداوندا بمقصودم رسانی

---

تمت بالخیر

# نسخہ جات مجرّب

**آشوب و درد چشم** ۔ پھٹکری بریان ۔ افیون ۔ زعفران ۔ آب برگ تمر ہندی میں گھسکر تیز گرم لگانا مفید ہے ۔

**دردِ کان** ۔ نمک سرکہ خالص میں ملا کر کان میں ڈالنا مفید ہے

**خون مسوڑوں سے نکلنا** ۔ مازو سبز تخم خرفہ پانی میں پیکر مضمضہ کرنا مفید ہے

**کھانسی کا علاج** برگ آک ۔ نانخواہ ۔ نمک کھاری مغز گھیگوار مساوی الوزن ظروف گلی میں رکھکر گل حکمت کرکے خاک کرنا اور قدرے قدرے کھانا مفید ہے

**ہچکی کا علاج** ابر ریشم خام یا پر طاؤس یا تراشہ بانس یا ٹاٹ کہنہ یا دانہ مونگ چلم میں رکھکر دہوان کھینچنا یعنی حقہ کی طرح پینا مفید ہے ۔

**سوزاک کا علاج** ۔ کباب چینی ۔ ریوند چینی ۔ دارچینی ۔ دانہ الائچی سفید ہر ایک ایک جز شورہ قلمی دو جز نبات سفید چار جز سفوف کرکے شیر گاؤ میں مخلوط کرکے پینا اور اس پر شیر گاؤ اور آب سرد بدفعات پینا غذا شیر اور برنج کھانا مفید ہے ۔

**جریان کا علاج** گوکھرو کلان ۔ موچرس ۔ تال مکھانہ ۔ ملک مغسول ۔ گوند ڈھاک مساوی الوزن ۔ نبات سفید دو چند سفوف کرکے ایک تولہ صبح کھانا شیر گاؤ نیم پاؤ پینا مفید ہے ۔

**گولیان برلے قوت باہ** موصلی سیاہ ایک سیر ڈیڑھ سیر دودھ میں خوب جوش دیں یہانتک کہ تمام دودھ جذب ہوجاوے بعد ازان سایہ میں خشک کرلیویں اور میدہ کی مانند باریک پیس لیں ۔ جوتری ایک پاؤ جوز بوا ایک پاؤ کوٹ اور چھان کر ملالیں اور شہد میں قوام کرلیں اور گولیان بناکر حسب مزاج استعمال کریں ۔

احقر کے پاس مختلف امراض کے صدہا نسخہ جات ہیں اور کشتہ جات تیار کرنیکے مختلف طریقے ہیں جن کو بوقت ضرورت دریافت کیا جاسکتا ہے ۔

رباعیات ۔ عجائبات ۔ مصنفہ مولوی اتو جان صاحب ولی تخلص ، اور کشکول مرزا دہوکہ مرتبہ محمد نواب مرزا بیگ صاحب تحصیلدار جو تصوف میں قابل دیکھنے ہیں موجود ہیں ۔ جو صاحب چاہیں قیمتاً طلب فرماسکتے ہیں ۔

Marfat.com

Marfat.com

# آئینۂ خود شناسی

## تصوف کی بے نظیر کتاب

مصنفہ

منشی نجم الدین صاحب قادری پنشنر انسپکٹر محکمہ تعلیم وطن پانی پت ضلع کرنال

جسے

قلم الفقراء ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی

منصب دار سرکار آصفیہ

زمیندار و رئیس پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

نے

باہتمام حافظ مظفر الدین اسلامیہ سٹیم پریس [illegible] میں چھپوایا

Marfat.com

# جوہر قدامت

مصنفہ مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ العالی

یوں تو علامہ محترم کی ہر صحبت پر کلیجہ کے پار ہو جاتی ہے مگر بزم آخر کا ایک صفحہ بلکہ ایک سطر بھی ایسی نہیں جس کو پڑھ کر مسلمان اپنی داستان پارینہ سنکر بیتاب ہو جائیں ہچکیاں بندھتی ہیں دل تڑپتا ہے اور آنکھیں صحبت شب کا وہ سماں پھر ڈھونڈھتی ہیں جو اب دم توڑ رہا ہے۔

جوہر قدامت دو بہنوں کی پر لطف کہانی دو لڑکیوں کی مفصل زندگی اور دو عورتوں کی جگر خراش داستان ہے جن میں سے ایک دور جہالت کی درخشندہ تصویر اور دوسری طرز جدید کی شیدا اور دلدادہ۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ عالم نسوان آج سے پچاس برس پہلے کیا جوہر رکھتا تھا مسلمان گھروں میں اُس وقت کیسے کیسے لال گوڈریوں میں چمکتے تھے اور مغربی رو ان کو کس سمت لے جا رہی ہے۔ رفیعہ کی زندگی کا ہر واقعہ ہر معاملہ ہر بات ہر دن ہر گھڑی اور ہر رات قوم کے واسطے ایک عبرت کا سبق آیندہ کی پیشینگوئی اور اُس خطرہ کی اطلاع ہے جس نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔

جوہر قدامت ہمارے واسطے شمع ہدایت ہے اور بتا رہی ہے کہ تعلیم نسواں کا اصلی منشا کیا ہے اور مسلمان بچیوں کو کس طرح تعلیم دیں۔

جوہر قدامت ہمارے گھر میں جگمگاتا ہوا چاند ہے جس کی موجودگی میں ہم کو کسی ناصح مصلح کا کسی اُستانی اور مدرس کی ضرورت نہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ۱) علاوہ محصول۔

## ملنے کا پتہ

منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات


Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام آنکہ او نامے نہ دارد ۔۔۔ بہر نامے کہ خوانی سر برآرد
درحقیقت نیست حق را ہیچ نام ۔۔۔ دم زدن اینجا نشاید والسلام

## عوالم خمسہ

کاملین نے ذات کے مراتب یا عوالم جو ازروئے کشف تحقیق کئے ہیں وہ یہ ہیں

### ۱۔ ہاہوت

وہ عالم ہے جہاں نہ اپنی خبر نہ اس بے خبری کی خبر۔

### ۲۔ لاہوت

یہاں اپنی خبر ہوتی ہے اور الوہیت کا دعوےٰ۔

### ۳۔ جبروت

یہاں اپنے وجود سے خود بخود بالتفصیل شناسائی ہوتی ہے۔

### ۴۔ ملکوت

یہاں اپنی تسبیح و تہلیل میں آپ مشغول ہوتا ہے۔

### ۵۔ ناسوت

یہی عالم ظاہر جہاں ہر مظہر میں خود ظاہر ہے۔ یا یوں سمجھو:

(۱) جب خواہشوں میں پڑا ناسوت میں ہے۔

(۲) جب اپنی حمد و ثنا میں مشغول ہوا ملکوت میں ہے۔

(۳) جب اپنے آپ کو پہچانا جبروت میں ہے۔

(۴) جب انی و انا کا نعرہ مارا لاہوت میں ہے۔

Marfat.com

(۵) جب سب حالتیں گم ہیں یعنے غیب مطلق تو ہاہوت میں ہے۔

یا یوں سمجھو کہ ہاہوت باطن لاہوت کا۔ اور لاہوت باطن جبروت کا۔ اور جبروت باطن ملکوت کا۔ اور ملکوت باطن ناسوت کا۔ اور یہ مراتب جہات سے پاک ہیں اوپر نہ نیچے۔ نہ دائیں نہ بائیں۔ نہ آگے نہ پیچھے۔ اسی طرح زمانہ کو بھی یہاں دخل نہیں اور یہ جو مراتب کی تقدیم و تاخیر ہے صرف سمجھنے سمجھانے کیلئے ہے۔ ورنہ ذاتِ حق اس سے پاک ہے کہ پہلے کچھ اور تھی اور پیچھے کچھ اور ہوگئی۔ بلکہ وہ ہر آن میں وہی ہے جو تھی۔

# تمثیلات

## ۱۔ تمثیل عمارت

جب ایک کامل فن معمار تعمیر مکان کا ارادہ کرتا ہے تو اول اس کے ذہن میں ایک مکان ہوتا ہے بالاجمال پھر اُس کے تمام اجزا کو بالتفصیل اپنے ذہن میں بمقتضائے حکمت ترتیب دیتا ہے پھر اُس ترتیب کے موافق کاغذ پر نقشہ تیار کرتا ہے۔ پھر ٹھیک اُسی کے مطابق خشت و مصالحہ در و دیوار بناکر مکان کھڑا کر دیتا ہے پس وہ اجمالی مکان جو ذہن معمار میں ہے مقام لاہوت ہے، اور اسی تفصیلی صورت جبروت اور اس کا نقشہ کاغذ پر عالم مثال یا ملکوت اور مکان تعمیر شدہ ناسوت ہے، اور وہ حالت کہ نہ مکان تھا نہ اس کا نقشہ نہ تعمیر کا ارادہ نہ معمار کو اپنی اور اپنے کمال کی خبر وہ ہاہوت۔

## ۲۔ تمثیل آفتاب

آسمان پر چاند کا چمکنا زمین پر موسموں کا بدلنا۔ نباتات کا پھولوں کا کھلنا پھلوں کا پکنا۔ سمندر سے بخارات کا اٹھنا۔ ہواؤں کا چلنا۔ مینہ کا برسنا۔ ندی نالوں کا چڑھنا چھوٹا آنا کی چہل پہل یہ سب کچھ آفتاب جہانتاب کے پرتوے سے ہو رہا ہے۔ مگر وہ اُس کی شعاعیں نہ مقید ہیں نہ آزاد۔ نہ کسی سے تعلق نہ بے تعلقی۔ نہ مشغول بکار۔ نہ معطل و بیکار بلکہ بلا غرض و حاجت اپنے آپ درخشاں و تاباں ہے۔

Marfat.com

## ۳۔ تمثیل سیاہی

سیاہی تُو ذات ہے تو حروف و نقوش صفات ہیں۔ ذات پر نظر کرو تو واحد ہے صفات پر خیال کرو تو بیشمار طرح طرح کے خطوط و نقوش نمایاں ہیں۔ مگر سب کی اصل سیاہی ہے۔ اور ہر شکل میں وہی ظاہر ہے۔ پس جو نموداری ہے وہ عین سیاہی ہے غیر نہیں۔

## ۴۔ تمثیل خلا

یہ طلسمات عالم خلا میں نمودار ہے۔ لیکن خلا میں ان کے ہونے سے کچھ بیشی نہ اس کے نہ ہونے سے کچھ کمی۔ ہر ذرہ اس میں ہے اور وہ ہر ذرہ کو محیط نہ کسی سے جدا ہے نہ کسی میں شامل جوں کا توں الآن کما کان۔

## ۵۔ تمثیل برف

فرض کرو کہ ایک بحر اعظم ہے۔ نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا نہ کنارہ ہے نہ تھاہ۔ اس میں برف کی چٹانیں بڑی بڑی تیر رہی ہیں۔ اب غور کرو تو صورت برف ہے اور معنی پانی اسی صورت میں ظاہر کون ہے؟ وہی پانی اور باطن کیا ہے؟ وہی پانی۔ اول کیا تھا؟ وہی پانی آخر کیا ہے؟ وہی پانی۔ غرض برف ایک نمود بے بود ہے پانی سے پانی پر اور عین پانی ہے۔ برف کی صورت اور اسم البتہ فانی ہیں۔ درحقیقت پانی کے سوا نہ کچھ تھا نہ ہے نہ ہوگا۔ جب برف کو اپنی حقیقت کھلی تو زبان حال سے کہتا ہے۔

| | |
|---|---|
| ظاہر تو ہے تو میں نہاں ہوں | باطن تو ہے تو میں عیاں ہوں |
| تو ہی ظاہر ہے تو ہی باطن | تو ہی تو ہے تو میں کہاں ہوں |
| تیرے ہوتے کہیں نہیں میں | اول آخر نہ درمیاں ہوں |
| جو نام نہیں نشان میرا | بیچ میں کیسے بیکراں ہوں |

اب دریا کے موج و حباب پر نظر کرو تو وہ بھی پانی کے تعینات کا نام ہے۔ پس حقیقت میں پانی ہی پانی ہے نہ غیر۔

Marfat.com

اے موج ز آب کے جدائی داری  دانی اوئی دگر ندانی اوئی

## تنبیہ

اے بروں از وہم و قال و قیل من  خاک بر فرق من و تمثیل من

جسکی صفت لیس کمثلہ شئی ہے اُسکی معرفت میں برہان و دلیل کیا اور تشبیہ و تمثیل کیا دونوں بیکار محض ہیں عقل کی مجال نہیں کہ اس میدان میں برہان و دلیل کے گھوڑے دوڑا سکے ؎

عقل در آمد کہ طلب کردمش  ترک ادب بود ادب کردمش

تمثیل و تشبیہ اور وہ بھی محسوسات کی اگرچہ ایک کھیل ہے تاہم اُس میں مقصود اصلی کی طرف ایک اشارۂ لطیف ہوتا ہے جو طلب و تلاش کو تازہ اور دل کو گرم کرتا ہے خاص کر طالبان مبتدی کے حق میں برہان و دلیل سے زیادہ موثر ہے اُن کی استعداد و مذاق سے بطریقہ زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور بعد حصول وصول خود معلوم ہو جاتا ہے کہ گڑیوں کا سا کھیل بچپن میں مزہ دیتا ہے نہ کہ جوانی میں ؎

جھٹ مٹ کھیل سچ ہووے  سچ مچ کھیلے برلا کوئے

ایں تصویر ایں تخیل لعبت است  تا تو طفلی پس بدانت حاجت است

چوں ز طفلی رست جاں شد در وصال  فارغ از حس است و تصویر و خیال

## ذات

آنچہ پیش تو بیش ازانت راہ نیست  غایت فہم تو شد اللہ نیست

بحر اعظم میں نہ طوفاں ہے نہ موج و گرداب  خشک ہے آب وہاں اور ہے قطرہ نایاب

نہ بیاباں ہے نہ گلشن نہ کوئی راہ و مقام  یعنی الآن کما کان نہ مبداء مآب

ذات بحت ہستی مطلق ہے جو اپنی حقیقت آپ ہے وہی ہست ہے وہی ہستی۔ خود قایم و قیوم۔ خود ناظر و منظور۔ خود مظاہر و مظہر ہے۔ نہ کل ہے نہ جزو۔ نہ مطلق ہے نہ مقید نہ عام ہے نہ خاص۔ نہ اُس میں وحدت ہے نہ کثرت۔ نہ اس کو زوال ہے نہ تغیر نہ علم میں سماتی ہے نہ دید میں

Marfat.com

آتی ہے۔ سب اُسی سے پائے جاتے ہیں مگر کوئی اُس کو نہیں پا سکتا۔ وہ سب کو محیط ہے لیکن خود احاطہ سے باہر ہے۔ غیر سے بے نیاز اور ماسوا سے پاک ہے فہم و قیاس عقل ادراک جسم و جان اسما و صفات سب اُس میں گم ہیں۔ اُس کی شناخت حیرانی اور اُس کا نشان بے نشانی ہے عقل صرف اتنا کہتی ہے کہ وہ ہے۔ وجدان بولتا ہے کہ جو کچھ ہے اُسی سے ہے یا اُسی میں ہے بے خودی غل مچاتی ہے کہ خود وہی ہے ؎

دو عالم چیست نقش صورتِ دوست
چہ جائے نقش و صورت بلکہ خود اوست

## صفات

ہے رنگ لالہ و گل و نسریں جدا جدا
ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے

یعنی بحسب گردشِ پیمانۂ صفات
عارف ہمیشہ مست مئے ذات چاہیے

جب ہستی مطلق مرتبہ ظہور میں کسی خاص تجلی کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے تو اُس نسبت کو صفت کہتے ہیں۔ اگرچہ سمجھنے میں صفت ذات سے اور ایک صفت دوسری صفت سے جدا ہے لیکن ذات کی تجلی ذات پر کوئی شئے زائد نہیں اس لیے صفت غیر ذات نہیں البتہ لازم ذات ہے کیونکہ ذات کا ظہور ہمیشہ پردۂ صفات ہی میں ہوتا ہے ؎

ذات را لازم بود قید صفات
ہم صفاتش را بود ملزوم ذات

لطافت بے کثافت جلوہ آرا ہو نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینۂ باد بہاری کا

ذات حق کی صفات بھی کامل و قدیم و لازوال ہیں۔ اور اُن کی حقیقت کا ادراک بھی ایسا ہی محال ہے جیسا کہ ذات کا اور صفات اگرچہ نامحدود نامحصور ہیں مگر اُن کی کثرت ذات کی وحدت حقیقی میں کچھ فرق نہیں آنا مثلاً کسی شخص سے طرح طرح کی ادائیں ظاہر ہوتی ہوں تو اُس سے وحدت نہیں ٹلنے جائیگی۔ الغرض صفات ذاتیہ یا اعلیٰ صفات آٹھ ہیں

(۱) حیات (۲) علم (۳) قدرت (۴) ارادہ (۵) سمع (۶) بصر (۷) کلام ۔ اسما

ایں اسامی از صفت پیدا شدہ
غنچہ فاتش چوں گل مشدہ

Marfat.com

ذات باعتبار صفت کے اسم ہے۔ مثلاً اللہ ذات ہے مع جمیع صفات کے اور علیم اسم ذات ہے
مع علم کے اور قدیر ذات ہے مع قدرت کے۔ پس اللہ اسم ذات ہے اور علیم و قدیر اسمائے صفات اور
جس طرح صفت غیر ذات نہیں اسم بھی غیر ذات نہیں بلکہ اسم عین مسمّٰی ہے۔ یعنی وہی علم ہے وہی علیم
وہی قدرت ہے وہی قدیر۔ اور چونکہ صفات کثیر ہیں اس لئے اسما بھی کثیر ہیں۔ پھر ہر ایک اسم مرتبہ
ظہور میں اپنے کمال کے ساتھ تجلی کرتا اور اپنے مظاہر میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ مثلاً علیم کا ظہور معلوم ہے
چنانچہ علم الٰہی میں کُل معلومات ذرہ ذرہ ازل سے لیکر ابد تک حاضر ہے لیکن یہ معلومات بھی غیر نہیں وہی
ذات ہے۔ وہی علم وہی عالم وہی معلوم۔ اب مراتب ظہور پر غور کرو جتنا ظہور زیادہ اتنا ہی حجاب زیادہ یعنی
ذات کا حجاب علم ہے تو علم کا حجاب عالم اور عالم کا حجاب معلوم۔ اس سے ظاہر ہے کہ حجاب بھی غیر نہیں
بلکہ وہ اپنا حجاب آپ ہے ؎

حجاب روئے تو ہم روئے تست در ہمہ حال — نہانی از ہمہ عالم ز بسکہ پیدائی

یہاں تک جو مراتب ظہور بیان کئے گئے ہیں وہ ذات کے ذاتی ہیں یعنی اور عین ذات اور
لازم ذات ہیں ذات بغیر اُنکے اور وہ بغیر ذات کے نہیں۔ اس لیے اُنکی ہستی واجب ہے اور وہ کمی و بیشی سے
یا زوال و تغیر سے پاک ہیں۔ اس کے بعد جو مراتب ظہور ہیں وہ آثار و افعال ہیں جن کا وجود اصلی نہیں
بلکہ اسماء و صفات کی تجلّی اُن کے لباس میں ظاہر ہوئی ہے۔ اس لئے وہ موجود معلوم ہوتے ہیں۔ ان
ظہورات کو دو جہان بولتے ہیں۔ اول عالم امر ہے۔ دوسرا عالم خلق۔ اول کو ملکوت۔ دوسرے کو
ناسوت بھی کہتے ہیں لیکن ظہور دو جہان سے بھی ذات میں کچھ زیادتی نہیں ہوتی۔ اگرچہ کثرت
بڑھ گئی تاہم ذات جیسی تھی ویسی ہی اب ہے۔ مثلاً تم ایک آئینہ خانہ بناؤ اور اس میں اپنے
آپ کو دیکھو تو ہر آئینہ میں بقدر اس کی وسعت و استعداد کے تمہاری شکل و صورت اور قد و قامت
ظہور ہے اور ظہور بھی بکثرت لیکن تم بحال خود ہو نہ گھٹے نہ بڑھے ؎

حق ز ایجاد جہاں افزوں نشد — آنچہ اول آں نبود اکنوں نشد
در اثر افزوں شد و در ذات نے — ذات را افزونی و آفات نے

# روح اعظم

ذات نے چاہا کہ اپنے جمال ذاتی اور کمال صفاتی کو خود مشاہدہ کرے تو اُس نے روح کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور اس آئینہ میں اپنے جمال و کمال کا جلوہ دیکھکر اپنی حمد و ثنا کی جس کا ظہور روح میں ہوا اب روح کی شرح اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی کہ وہ امر ربی ہے اور امر کے معنے یہ ہیں کہ جب کسی شے کا ارادہ کیا تو کہہ دیا کہ ہو سو ہو گئی ؎

رہ جاں اول از کتم عدم بود | زذاتش در صفت اول قدم بود
رہ جاں اول از ذات تعالے | نفخت فیہ شد از قدرت لا

غرض یہ ہے کہ ارادت و قدرت کا اظہار روح ہے اور وہ ذات جامع صفات کیلئے بمنزلہ آئینہ ہے یعنی جو کچھ ذات میں ہے وہی روح میں جلوہ گر ہے۔ یا یوں سمجھو کہ ذات جان ہے تو روح اُس کی صورت ہے جس طرح ذات مخفی ہے اسی طرح روح مستور ہے۔ اور ذات کی طرح روح کی حقیقت بھی عقل و فہم کی دسترس سے باہر ہے۔ بیان میں اتنا ہی آسکتا ہے کہ وہ ایک عالم قدس ہے جو کیفیت و کمیت سے قسمت و مساحت سے شکل و صوت سے اتصال و انفصال سے جہالت و سمات سے پاک ہے۔ ہم اور بھی ایسی چیزیں پاتے ہیں جن کی نسبت نہیں کہہ سکتے کیا ہیں؟ کیونکر ہیں؟ کیسی ہیں؟ اور کتنی ہیں؟ مثلاً شادی و غم کا اثر حسن و عشق کا جذبہ۔ ذائقہ و آواز کی کیفیت ہم معلوم کرتے ہیں اس لئے جانتے ہیں کہ یہ چیزیں ہیں۔ لیکن ان کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ پھر روح جو تمام معلومات حسی و خیالی و عقلی سے برتر و لطیف تر ہے اُس کی حقیقت کو کون جان سکتا ہے؟ ہاں وہ آپ ہی جانے تو جانے۔ در حقیقت روح جملہ موجودات میں موجود اول اور خلیفۃ اللہ ہے۔ باقی تمام موجودات کی ہستی اُسی کے فیضان سے ہے۔ دونوں جہان اُس کے تصرف میں ہیں سب کو محیط اور سب میں ساری ہے مگر ہر شے میں اُس کا ظہور جُدا گانہ ہے جیسی جسکی استعداد ہے ویسا ہی اُس کا ظہور ہے۔ فرشتوں میں عصمت ہے تو حیوانات میں خواہش۔ نباتات میں نمو ہے تو جمادات میں کشش بلکہ وہ عین ہستی اشیا ہے۔ وہ اشیا اُس سے جُدا نہیں۔ صورت اشیا جسم ہے اور معنی اشیا روح

Marfat.com

جسم کی ہستی بے روح نہیں اور روح کا ظہور بے جسم کے نہیں ؎

در پردہ نہاں باشد بے پردہ عیاں باشد — ہم در تن ہر واحد ہم جملہ جہاں باشد

جسم فانی ہے مگر اُس کی روح پر کچھ اثر نہیں کرتی اگر گھوڑا مر گیا تو سوار کی بلا سے۔ ؎

مرکب من گر بمیرد گو بمیر — من ہمانم شہسوار شیر گیر

اس میں شک نہیں کہ روح ہم میں ہے اور ہم روح میں بلکہ ہم خود روح ہیں لیکن مبتلائے وہم ہیں اور اپنی نادانی سے جسمانی سود و زیاں کے سوتے میں ایسے مشغول ہوئے کہ اپنی اصل سے دور و مہجور ہو گئے کچھ نہیں جانتے کہ ہم کون ہیں اور کیا ہیں ؎

خبر از خود نداری تا چہ چیزی — نکو بنگر کہ بس چیزے عزیزی

تو ای مرمو ز اسرار حقیقی — کہ با روح القدس ہر دم رفیقی

اگر از جانِ خود آگاہ گردی — ہو رب الکعبہ بیت اللہ گردی

روح اعظم ایک ہے اور اس کا پرتو اجسام انسان میں جدا جدا ہے اور اسی جداگانہ پرتو کا نام روح جزوی ہے۔ ان جزوی روحوں کی کثرت سے روح اعظم کی وحدت میں کچھ حرج نہیں پڑتا مثلاً آفتاب کی روشنی بے شمار چیزوں پر پڑتی ہے جو مکدر ہیں اُن پر صرف دھوپ دکھائی دیتی ہے جو صاف ہیں اُن میں خود آفتاب نظر آتا ہے۔ اب چیزوں پر خیال کرو تو جا بجا دھوپ اور لاکھوں آفتاب ہیں بایں ہمہ نیر اعظم واحد لاشریک ہے ؎

تفرقہ در روح حیوانی بود — نفس واحد روح انسانی بود

مفترق شد آفتاب جانِ ما — در درونِ روزنِ ابدانِ ما

## قلب

ما درد با اوّل اصل خلق اوست — اے خنک آنکس کہ دل نازِ پوست

جیسے روح ذات کا آئینہ ہے ویسے ہی قلب آئینہ صفات کا آئینہ ہے جو تجلی روح میں مجمل ہے وہ قلب میں مفصل ہے پس قلب بھی روح کی طرح عالم بے پایاں بے حد و بے جہت اور لامکاں ہے ؎

ارض و سما کہاں تیری وسعت کو پا سکے      میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

قلب کی اصل تو عالم امر ہے مگر اُس کا سایہ عالم خلق ہے۔ جو کچھ قلب میں موجود ہے وہ کا نمود عقلی اور نفسانی قوتوں کے امتزاج سے خلق کی صورت میں ظہور کرتا اور بذریعہ حواس کے معلوم و محسوس ہوتا ہے ورنہ یہ گوناگوں صورتیں معدوم محض ہیں اسی سبب سے خلق کو نمود بے بود یا ہستی موہوم کہتے ہیں خیر یہ سایہ کہو یا ہستی موہوم سمجھو مگر وہ باطل و بے کار نہیں ہے۔ بلکہ ان معدوم صورتوں میں اسماء و صفات الٰہی کے آثار و افعال نمایاں ہو رہے ہیں جو نافہموں اور ظاہر بینوں کے لئے حجاب حقیقت ہیں اور ارباب فہم و نظر کیلئے واسطہ انکشاف ذات ہیں ؎

زانکہ سالک بحقیقت رسد از راہِ مجاز

وہ ان سے ذات کا سراغ یوں لگاتے ہیں جیسے زیور سے طلا کا۔ کوزہ سے گِل کا۔ بوئے گُل کا۔ شجر سے تخم کا۔ اور شعاع سے آفتاب کا ؎

محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا      یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

عالم خلق کی نمود کیلئے نفس بجائے ماں کے اور عقل بمنزلہ باپ کے ہے نفس ہمیشہ اُن اشیاء میں مشغول رہتا ہے جو محسوسات کے متعلق ہیں جب اُس کی کشش غالب ہوتی ہے تو وہ قلب کو بھی اپنا ہمرنگ بنا لیتا ہے یہی موجب رنج والم ہے عقل کو محسوسات سے حظ نہیں آتا بلکہ وہ معقولات پر فریفتہ رہتی ہے جب اُس کی قوت زبردست ہوتی ہے تو قلب کو وہ اپنا ہم مشرب بنا لیتی ہے اور تصورات و تخیلات کا مزہ چکھاتی ہے یہی باعث انبساط و سرور ہے لیکن قلب کے لئے رنج و راحت دونوں زنجیریں ہیں جو اُس کو عالم خلق کے حبس بیجا میں رکھتی ہیں ؎

جبر ئیلے را بر ستوں خستہ      پر و بالش را بصد جاں خستہ

جب وہ ان دونوں پھندوں سے رہائی پاتا ہے تو اُس کو نجات ابدی حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنی اصل یعنی روح سے جا ملتا ہے۔ اور تجلیات الٰہی کا آئینہ بن جاتا ہے اُس وقت وہ اپنے آپ کو عین حق دیکھتا اور انا الحق کا نعرہ بلند کرتا اور انی انا اللہ کا شور مچاتا ہے ؎

فارغم از کبر و کینہ وز ہوا — من خدایم من خدایم من خدا

الحاصل قلب ہی موجب رستگاری ہے اور وہی باعث گرفتاری۔ اگر اس ہستی موہوم کے جال میں پھنس گیا جو خود اُسی کا سایہ ہے تو وہ گور سے زیادہ تنگ و تاریک ہے اگر اس جال کو توڑ کر اڑ گیا اور روح قدسی سے وصل ہو گیا تو وہی بہشت جاودانی اور دیدار الٰہی ہے ؎

تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست — دل فراز عرش باشد نے بہ پست

زیں چنیں دل گور بہتر مر ترا — آخر از گور دل خود بد ترا

دل نباشد غیر آں دریائے نور — دل نظرگاہِ خدا وانگاہ کور

روح اس ہستی موہوم سے بیزار ہے مگر نفس اُس پر فریفتہ ہے اور قلب ان دونوں کے درمیان میں ہے جس کا غلبہ ہوتا ہے اُسی کا ساتھ دیتا ہے۔

## نفسِ کُل

نفسِ کُل روح اعظم کا نتیجہ ہے جو فیض روح کو ذات پاک سے پہنچتا ہے اُس کو نفس قبول کر لیتا اور اُسکی تفصیل کا محل بنجاتا ہے اور تمام کائنات روح و نفس کے ملاپ سے پیدا ہوتی ہے اور ان دونوں کے درمیان میں۔ قلب متوسط ہے مگر قلب مثل روح کے عالم امر سے ہے اور نفس عالم خلق سے ہے اور نفس کل کا پرتو انسان میں نفس جزوی ہے جس کو نفس ناطقہ انسانی کہتے ہیں اور وہ خلاصہ ہے روح حیوانی و طبعی کا جو ترکیب عنصری سے پیدا ہوتی ہیں۔ غرض اوصاف حمیدہ کا سرچشمہ روح ہے اور ذمیمہ کا مخزن نفس ہے ابتدا میں وہ خواہشات ولذات حسی کا پابند ہوتا ہے اور ہر دم افعال بد کا حکم دیتا ہے اس حالت میں اُس کا نام نفس امارہ ہے مگر جب تہذیب پاتا ہے تو بدی کے میلان سے نفرت کرنے لگتا ہے اور اپنے آپ کو خود ملامت کرتا ہے اس حالت میں اُس کا نام لوامہ ہے جب تہذیب میں کامل ہو جاتا ہے تو اوصاف بد سے بالکل پاک و صاف ہوتا ہے اس وقت اس کا نام مطمئنہ ہے اور اُس سے ہمیشہ افعال نیک ہی سرزد ہوتے ہیں پس نفس مطمئنہ قلب کا قائم مقام بنجاتا ہے اور قلب روح کے مقام میں ترقی کرتا ہے اسی حالت کا نام نفس کا مرجانا ہے ؎

Marfat.com

ہر کہ مرد اندر تنِ او نفسِ گبر ۔۔۔ مرد را فرماں برد خورشید ابر

## تمہید خود شناسی

تو ہمی دانی کہ آخر کیستی ۔۔۔ جہد کن چنداں کہ دانی چیستی

جان جملہ علمہا این است این ۔۔۔ کہ بدانی من کیم در یوم دین

ہر شخص میں تین باتیں پائی جاتی ہیں۔ صورت۔ روح۔ حقیقت۔ یہی تینوں انسان میں ہیں۔ اسکی صورت جسم ہے جو خلاصہ ہے عالمِ ناسوت کا اُس کی روح خلاصہ ہے عالم ملکوت کا۔ اس کی حقیقت صفات و ذاتِ حق ہے جو اصل ہے جبروت و لاہوت کی۔ غرض انسان جملہ مراتب ظہور کا مظہر اتم ہے اور اس میں سب عالم جمع ہیں۔ لہذا وہ ان عالموں کی حقیقت کے ادراک کا ملکہ رکھتا ہے مگر یہ ملکہ ہر ایک میں یکساں نہیں بلکہ افراد انسان میں اس کے مدارج نہایت مختلف ہیں کسی میں وہ ملکہ ایسا پُر زور کہ استاد کی حاجت نہ رہبر کی ضرورت۔ ذات حق کے سوا کوئی اُس کا ہادی نہیں بنا۔ بلا توسط مبدء فیاض سے وہ فیض پہنچا کر عالم ناسوت میں لاہوت تک کی سیر کی اور مسالک کے تمام منازل و مقامات سے بخوبی واقف ہوگیا۔ کسی میں ملکہ اتنا قوی نہ ہوا تو اُس نے اُن کاملوں کے ارشاد کی پیروی کی اور اُنکی اطاعت سے منزل مقصود تک پہنچا اسی طرح چراغ سے چراغ روشن ہوتا گیا۔ مولوی معنوی

ہیں کہ اسرافیل وقت اند اولیا ۔۔۔ مردہ را زیشاں حیات است و نما

جانہائے مردہ اندر گورِ تن ۔۔۔ بر جہد ز آوازشاں اندر کفن

شیخ فعال است بے آلت چو حق ۔۔۔ با مریداں دادہ بے گفتے سبق

اندریں یم ماہیانِ پر فن اند ۔۔۔ مار را ز سحر ماہی مے کنند

ماہیانِ قعرِ دریائے جلال ۔۔۔ بحرشاں آموختہ سحرِ حلال

غرض منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے سب سے افضل طریقہ کل عالم کے برگزیدہ رہنماؤں نے بالاتفاق یہ بتایا ہے کہ اول توحید کو جانے پھر اپنے آپ کو پہچانے توحید کا جاننا اس لئے شرط ہے کہ ذات واحد کا ظہور بغیر کثرت کے ممکن نہیں اور کثرت میں ہر ایک مظہر کو دوسرے سے اختلاف ہے پس جو

Marfat.com

شخص کسی مظہر خاص کا معتقد ہوگا تو وہ دوسرے مظاہر سے ناخوش ہوگا اور تکلیف پائیگا برخلاف اس کے جو توحید میں پختہ ہوگا وہ ایک مظہر میں ذات واحد کو جلوہ فرما دیکھے گا۔ بلا ہو یا عیش۔ نور ہو یا ظلمت۔ بھلائی ہو یا برائی غرض کسی شان و لباس میں اُس کو غیر کا دھوکا نہ ہوگا ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ در پوش — کہ من آں قد موزوں را شناسم

اس لئے اُسکی راہ میں کوئی مزاحم نہیں ہو سکتا۔ ہر طرف اُس کیلئے راہ طلب کشادہ ہے ع

جائے کہ می رود ہمہ ملکِ خدائے اوست

اپنے آپ کو پہچاننا اس لئے فرض ہے کہ عالم ظہور میں جتنے مظاہر ہیں کیا ملک کیا فلک کیا حیوان کیا نباتات کیا جماد خاص خاص صفات کے مظہر ہیں صرف انسان ہی ایسا وجود ہے جو جمیع صفات و اسمائے الٰہی کا مظہر کامل ہے ؎

آدم اصطرلاب گردون علو است — وصف آدم مظہر آیات اوست

اب جو کامل کو چھوڑ کر ناقص مظاہر میں اُس کو تلاش کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ گمراہی میں پڑتا ہے ؎

ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی — کیں رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

مگر کسی چیز کا علم حاصل کرنے کیلئے یہ ضرور ہے کہ کچھ کیفیت اُسکی پہلے سے معلوم ہو جائے۔

## کیفیت توحید

یعنی ذات واحد کو جو کثرت میں جلوہ گر ہے ایک سبب جانے اور ہر شئے کو حق کی طرف سے سمجھا اور اُسی کا محکوم مانے۔ وسائل و اسباب پر نظر نہ ڈالے بلکہ دوسرے کا خیال ہی دل میں نہ لائے ؎

بہر چیزے تو منگر تا توانی — خدا را ہیں تو اندر وے معانی

## شناخت

یہ ہے کہ کسی کا شکوہ کرے نہ کسی پر غصہ۔ نہ تعلق نہ بے تعلقی۔ ورنہ کتے سے بدتر ہے کیونکہ وہ مارنے والے پر دوڑتا ہے نہ کہ لاٹھی اور پتھر پر ؎

Marfat.com

رضا خاطرشان ز خاص و ز عام — یکساں شدہ آفرین و دشنام
چوں نیک و بد از خدائے دیدند — رو از ہمہ خلق در کشیدند

اگر کسی سے نفع پہنچے تو اُس کو بھی من جانب حق سمجھے نہ اس شخص سے رغبت ہو نہ نفرت نہ کسی سے مدد چاہے نہ توقع رکھے ؎

من نخواہم لطف حق از واسطہ — کہ ہلاک خلق شد زیں رابطہ

جب دل میں وحدت سما جائیگی تو دوئی دور ہو جائیگی اور خیال غیر سے دل صاف ہو جائیگا اُس وقت وہ رموز منکشف ہونے لگیں گے جو پہلے تصوّر میں نہ گذرتے تھے ؎

ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب — او ز ہر ذرہ بہ بیند آفتاب

جب یہ علم پیدا ہو جاتا ہے تو یقین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اس کے بعد دید کی آرزو پیدا ہوتی ہے۔

## مجاہدہ

باچنیں رحمت کہ دارد شاہِ ہُش — بے ضرورت چوں بگوید نفس کُش

دید یافت کیلئے مجاہدہ لابد ہے کیونکہ مشاہدہ بے مجاہدہ محال ہے۔ دودھ سے مکھن سنگ سے لعل۔ زمین سے پانی بے محنت نہیں نکل سکتا ؎

ہمچو چہ کن خاک مے کن گر کسی
زیں تن خاکی کہ در آبے رسی

اس لئے طالب کو چاہیے کہ اوّل علایق دینوی مثلاً فکر اہل و عیال۔ اندیشۂ زر و مال حب جاہ و حب وطن و غیرہ سے قلب کو خالی اور حواس ظاہر و باطن کو جمع کر کے یکسوئی حاصل کرے۔

حواس ظاہری کا روکنا تو گوشہ تنہائی میں ممکن ہے۔ مگر باطنی کا مشکل ہے اس کیلئے ضرور ہے کہ نفی ذکر کی مشق یہانتک کرے کہ زبان سے گذر کر قلب سے جاری ہو۔ اور لفظ محو معنی ہی معنی رہجائیں ؎

بے لب و بے حرف مے گو نام رب — پس زجاں کن وصل جاناں را طلب
خویشتن عریاں کن از جملہ فضول — ترکِ خود کن تا کند رحمت نزول

اس مشق سے رحمت کاملہ کے قبول کی استعداد پیدا ہوجاتی ہے۔ اب رہی یہ بات کہ اُدھر سے جذب و کشش کب ہو اس کا مدار محض عنایت پہ ہے ؎

این جز بعنایت ازل نیست | از دانش و کوشش و عمل نیست

لیکن فتوحات غیبی کے انتظار اور نزول رحمت و عنایت کی امید میں اپنی کوشش کو کبھی ترک نہ کرے ؎

زانکہ ترکِ کار خود نازے بود | نازکے درخورد جانبازے بود

این خودی را غرق کن اندر خدا | از خودی بگذر زمانے با خود آ

خویش را صافی کن از اوصاف خود | تا بہ بینی ذاتِ پاکِ صاف خود

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے الہامات میں ہے کہ دانست کے بعد جس نے دید کا سوال کیا وہ محجوب ہے اور جس نے دید کو غیر دانست گمان کیا وہ مغرور و گمراہ ہے اور دانست کیا ہے؟ سب چیزوں سے نادان ہونا ؎

ہست نادانی درین رہ علم نیست | علم را بگذار نادانی یکے ست

## فکرِ خود

اس باب میں فکر کرنا چاہیے کہ میں کون ہوں؟ میں کی چار قسمیں ہیں ا۔

(۱) میں کوتاہ و دراز ہوں میں سیاہ و سفید ہوں۔ لاغر و فربہ ہوں یعنی جسم کو اپنا آپ جاننا اور اس کی صفات کو اپنی صفات ماننا جیسے برف اپنی صورت موہوم کو اصلی گمان کرے۔ یہ فکر عامیین کی ہے جو بہت بُری ہے۔

(۲) میں لطیف ہوں اور جسم سے جُدا ہوں۔ جیسے برف اپنے آپ کو پانی سمجھے یہ فکر کاملین کی ہے اور بہت اچھی ہے۔

(۳) میں ذات مطلق ہوں کُل میں موجود ہوں جیسے برف اپنے آپ کو دریائے بیکراں سمجھے یہ فکر اکملین کی ہے اور نہایت خوب ہے۔

(۴) میں وہ ہوں یہ ہوں تصور سے آزاد اور فکر سے پاک ہوں قسم سبحان اللہ وبحمدہٖ ؎

Marfat.com

پاک گردد دل اگر از جملہ فکر | حق شہود مشہود غیر از فکر و ذکر
عارفاں ہستند اینجا بے نشاں | بے بصر بے سمع بے حس بے زباں

## قلب بے خطرہا (۱)

گر تو خود را پیش و پس کردی گماں | بستہ جسمی و محرومی ز جاں
زیر و بالا پیش و پس وصف تن است | بے جہت ہا زاں جہان روشن است
برکشا از نور پاک شہ نظر | تا نہ پنداری تو چوں کوتہ نظر
کہ ہمینی در غم و شادی و بس | اے عدم کو مر عدم را پیش و پس
از دم غم ہم بمیرد ایں چراغ | وز دم شادی بمیرد اینت لاغ
در میان ایں دو مرگ او زندہ است | ایں مطوق تنگ جائے خندہ است

اس دوگز کے خاکی پتلے کو یہ جانتا کہ میں ہوں یا اُس کے حواس و خواص کو یہ سمجھنا کہ میرے ہیں سخت نادانی ہے۔ یہ تو آج ہے کل نہ ہوگا جیسے اس جسم کا سایہ روشنی میں ہے اندھیرے میں ندارد پس تو اس کو چھوڑ اور اپنی اصل و حقیقت کو تلاش کر جو اس سے برتر و پاک ہے ؎

کار خود کن کار بیگانہ مکن | بر زمین دیگراں خانہ مکن
کیست بیگانہ تن خاکی تو | کز برائے اوست غمناکی تو

غور کرو کہ یہ جسم کہاں سے آیا کہاں جائیگا؟ اور اس پر یہاں کیا گذری؟ وہ عدم سے آیا اور وہیں اُسکی بازگشت ہے۔ جو حالت و حیثیت اُسکی اب ہے نہ پہلے تھی نہ آئندہ رہے گی۔ ظاہر میں اُس کے آنیکا سبب والدین ہوئے جن کے اوپر کی نسلوں کا سُراغ نہیں ملتا۔ غرض جسم کا خاکہ تو اس پیچ در پیچ سلسلے سے کھنچا جس کی بنا ایک قطرۂ آب سے شروع ہوئی اور غذا اخون ناپاک سے ملی۔

## پیدائش

ہمہ تن غلیظ و ناپاک گریہ وزاری کرتا شکم مادر سے اس چلاؤ میں آیا اور زمانہ کا تختۂ مشق بنا اور طرح طرح کی احتیاجوں میں پھنسا۔ سردی کی ٹھنڈ نے ستایا گرمی کی تپش نے جلایا۔ برسات کی

Marfat.com

اس نے پکھلایا ہوا بند ہوئی تو دم تک میں آیا۔ غذا نہ ملی تو جی گھبرایا۔ ساری عمر ان تکلیفوں سے بچنے اور ضرورتوں کے رفع کرنے میں سر کھپاتا اور محنت اٹھاتا رہا ؎

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے　　ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

## طفلی

بے تمیزی اور محتاجی کے عالم میں بسر ہوئی ماں باپ نے جو کھلایا سو کھایا۔ جو پہنایا سو پہنا۔ نیند آئی تو سو رہے۔ جاگے تو کھیل کود میں مصروف ہو گئے۔ اتنا ہوش کہاں تھا کہ برا بھلا سمجھتے۔

## جوانی

وہ تو دیوانی مشہور ہی ہے۔ بالکل جذبات کی پریشانی میں گذری اس کے نشہ نے اجازت نہ دی کہ زمانہ کے نشیب و فراز سے تجربہ حاصل کرے ؎

یہ ہے نصیحت پیرانِ کار افتادہ　　کہ بد بلا ہے جوانی بچو جوانی سے

## پیری

یا جوانی کی یا اخیر ہوئے　　ہم جو پیدا ہوئے تو پیر ہوئے

بے اعتدالیوں کے باعث وقت سے پہلے پیری نے آدبایا۔ قوت گھٹی ضعف بڑھا امید زندگی منقطع ہوئی۔ سو وہ بے وفا حواس جن کے مزے کیلئے جوانی کھوئی کج ادائی کرنے لگے۔ بینائی نے آنکھ چرائی۔ سفید و سیاہ کی تمیز نہ رہی۔ قوت شامہ بھی نکتوڑے کرنے لگی۔ اب خوشبو بدبو کیسی دونوں یکساں ہیں۔ قوت سامعہ بھی آنا کانی کرنے لگی۔ اچھی بری بات برابر ہوئی ذائقہ نے منہ بنایا۔ نہ میٹھا بھاتا ہے نہ سلونا۔ لامسہ بھی بے مس ہو گئی سختی نرمی محسوس نہیں ہوتی۔ ہاضمہ میں کمی ہو گئی صحت میں فرق آ گیا قویٰ مضمحل اور ہوش مختل ہوئے عقل میں فتور پڑا۔ نسیان کا غلبہ ہوا۔ اعضا نے بھی جواب دیا کوئی نہیں نہ رہا۔ ہاتھ رعشہ سے کانپتے ہیں تو پاؤں چلنے میں لڑکھڑاتے ہیں چہرہ پر جھریاں پڑ گئیں۔ تیر سا قد کمان بن گیا ؎

امنگیں دل میں بہت آئیں مگر ضعف کے سبب لوٹی بر نہ آئی ؏

عمر ضائع سعی باطل لعدو

اس سے مزاج اور بھی چڑچڑا ہو گیا غصہ بڑھا زبان کھلی اوپر والوں کو اجیرن ہوا اس درماندگی میں زندگانی وبال جان ہو گئی ؎

غلط کار تھی یہ ہماری نظر | کہ ہم اپنی کوشش کا سمجھے اثر
ہمارے تشخص نے کھویا ہمیں | ہماری خودی نے ڈبویا ہمیں
تردد میں غوطے لگایا کئے | اسی فکر میں سر کھپایا کئے
ہوا ہم کو دیوانگی کا خلل | یہ تھوڑی سی فرصت یہ طولِ امل
یہ دنیا کے دھندے یہ عیشرت کا غم | یہ دولت کے پھندے یہ جاہ وحشم
یہ خواہش کے جذبے یہ راحت کی چاہ | ہمارے لئے بن گئے سنگ راہ
ہمیں وہم نے سخت دھوکا دیا | نہ کرنا تھا جو کام ہم نے کیا
یہ دنیا کے دھوکے کی ٹٹی ہے سب | ہمیشہ رہی ہم کو اس کی طلب
دئے بے بہا لعل ہم نے فضول | عوض میں لیا کیا یہی خاک دھول
کٹی عمر غفلت میں اپنی تمام | گیا دن گذر ہونے آئی ہے شام

## بیماری

ایسی حالت میں بیماری کا سامنا ہوا تو بلا کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں رہی سہی طاقت نے ایک دن کے بخار میں جواب دیا صورت تو پہلے ہی بے رونق تھی۔ ایک رات کے تپ میں اتنا سا منہ نکل آیا۔ درد سر نے ایسا سر اٹھایا کہ سر اٹھانا مشکل ہوا۔ ناتوانی ایسی بڑھی کہ کروٹ لینی دشوار ہو گئی ہر چیز کی احتیاج اور خود درماندہ حاصل ہو تو کیونکر ہو۔ اس محتاجی اور بے بسی نے جو رنج دیا اس کا صدمہ بیماری سے بھی زیادہ ہوا یگانوں بیگانوں نے منہ موڑا یار وآشنا نے ساتھ چھوڑا عزیز واقارب خدمت سے اکتا گئے۔ اوپر والے خبرگیری سے گھبرا گئے۔ دعائیں مانگتے ہیں کہ کہیں جلد جھگڑا چکے زندگی کی سرگذشت تو دردانگیز تھی ہی یہ آخری وقت اور بھی عبرت خیز ہوا ؎

ہنگامہ گرم ہستی ناپائدار کا | چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا

## مُردہ جسم

(۱) وہ جسم جس کی حفاظت و آسائش میں تمام عمر بسر کی دم نکلتے ہی ایسا بھاری پڑا کہ لمحہ بھر رکھنے کا کوئی روادار نہ ہوا۔ یا تو زمین میں دبا کر خاک میں ملا دیا۔ یا دہکتی آگ میں جلا کر ہوا میں اُڑا دیا۔

(۲) وہ جسم جو اکیلے گھر میں اندھیرے سے ڈرتا۔ آندھی سے گھبرا تا۔ بارش سے بچتا۔ گرج سے سہم جاتا اب تن تنہا گور تنگ و تار میں پڑا ہے۔ سنسان راستہ ہے چٹیل میدان ہے گھٹا کی تاریکی بجلی کی چمک۔ برسات کی جھڑیاں۔ جاڑے کی مہاوٹیں۔ آندھی کے جھونکے ہوا کے سناٹے سہہ رہا ہے اور اُف نہیں کر سکتا۔

(۳) وہ جسم جس کو علم کا غرور۔ ہنر کا تکبر۔ حکمت کا گھمنڈ تھا اب نہ علم نے مدد کی نہ حکمت ساتھ چلی نہ ہنر نے کام دیا سب خاک میں مل گئے۔ زار و نزار۔ ذلیل و خوار۔ بے یار و مددگار بے ہوش و بے خبر خاموش پڑا ہے۔

(۴) وہ جسم جس کو تاج و تخت کا۔ بہت سے ملکوں کا۔ بے شمار چیزوں کا دعویٰ تھا اب دو ڈھائی گز زمین اور چار پانچ گز کپڑے کے سوا کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے جا سکا۔

(۵) وہ جسم جو نشہ حکومت میں سرمست اور بادۂ دولت سے سرشار تھا جس کو کسی کے آگے سر جھکانا یا زمین پر قدم رکھنا ناگوار تھا اب نقش پا کی طرح ایک جہان کی رو دان میں آ رہا ہے اور کسی کا کچھ نہیں کر سکتا۔

(۶) وہ جسم جس کو ذرا سے بار کی تاب یا گرد و غبار کی سہار نہ تھی اب اس کی چھاتی پر منوں مٹی کا ڈھیر پڑا ہے۔

(۷) وہ جسم جس کو گل سے زیادہ نازک اور نسیم و صبا کے چھونے سے میلا ہوتا تھا جس کو پھولوں کی سیج پر کل پڑتی تھی اب اس کو نہ تکیہ میسر ہے نہ بستر فرش خاک ہے اور کنکر پتھر۔

(۸) وہ جسم جو قصر شاہانہ اور ایوان زرنگار کو اپنے آرام کے لئے کافی نہ سمجھتا تھا اب اس کو خاک ہو کر دوسروں کا خشت مزار بننا پڑا۔

Marfat.com

(۹) وہ جسم جس کے ہوش و حواس ایسے سانچے مُنکر بجانہ رہتے تھے اب اُس پر یہ سب واقعات گزر رہے ہیں اور وہ دم نہیں مار سکتا۔

## آخری گت

انجام کار اگر دفن کیا گیا تو سڑ کر کیڑوں کی غذا بنا اگر جلایا گیا تو خاک سیاہ ہو کر برباد ہوا لو جو ان دونوں صورتوں سے کوئی نصیب نہ ہوئی تو جانوروں نے تکا بوٹی کیا۔

گر میان مُشک تن را جا شود　　　روز مردن گند او پیدا شود

## قید دائمی

اِن ساری مصیبتوں کے علاوہ وہ ابتدا سے انتہا تک ہمیشہ قید میں کٹی کبھی آزادی نصیب نہ ہوئی۔ ولادت کا آغاز زندان رحم میں ہوا۔ وہاں سے چھٹا تو آغوش دایہ میں گرفتار ہوا ... یہاں سے رہائی ملی تو اُستاد کی حوالات میں بند ہوا۔ یہاں سے جا بچی تو آداب و مراسم کی قید۔ احکام مذہب کی قید۔ ان قیدوں میں ایسا پھنسا کہ مرتے دم تک چھٹکارا نصیب نہ ہوا۔ آخر کار قبر میں دائم الحبس کیا گیا۔

## تاثیر صحبت

جسم کی خود تو یہ درگت ہوئی۔ اب اُس کی صحبت کا اثر سُنئے۔ لباس نے مصاحبت اختیار کی تو بو آنے لگی میلا کچیلا ہو گیا۔ غذا نے رفاقت کی تو پلید و نجس ہو کر جُدا ہوئی۔ ہوا منہ میں گئی تو خراب ہو کر نکلی۔ پانی پیٹ میں گیا تو ناپاک ہو کر واپس آیا۔ غرض جس کا حال یہ ہوا اور صحبت کا اثر یہ ہو اُس پر جان دینا اور اُس کو اپنا آپا بنا دیدہ و دانستہ دوسرے کی بلا اپنے سر لینا اور مفت عذاب میں پھنسنا ہے۔

چوں زرہ داں ایں تنِ پر چیف را　　　نے شتار اشاید و نے ضیف را

اے تنِ ناکارہ ترکِ من بگو
عمر من بردی کسے دیگر بجو

## خطبہ (۲)

یہ علم کہ میں جسم ہوں محض دھوکا ہے۔ کیونکہ جسم کثیف گوشت و پوست سے بنا ہے جو بے شعور مقید و محتاج و حادث ہے۔ اور تو تو لطیف صاحب شعور آزاد و مستغنی و قدیم ہے ۝

اصلِ تو نباشد از عناصر ۔۔۔ اے از تو زبانِ خلق قاصر

## غلط فہمی

تجھ میں اور جسم خاکی میں مناسبت کیا ہے؟ دیکھنا باصرہ کا۔ سننا سامعہ کا۔ سونگھنا شامہ کا کام ہے۔ یہ حواس تو حسب فطرت اپنا اپنا کام کر رہے ہیں ایک دوسرے کے کام میں مطلق دخل نہیں دیتا۔ پھر ان میں سے تیرا کونسا کام ہے؟ تو غلط فہمی سے ان کے کام کو اپنے کام جانتا ہے اس لئے رنج و راحت میں مبتلا ہوتا ہے حالانکہ تیرا تعلق صرف اتنا ہے کہ ان کی مدد کرے ۝

در خور نظر از حواس کردی ۔۔۔ حیوانی اگر قیاس کردی

عالم ز حضور تست حیراں ۔۔۔ اما چو تو غافلی چہ درماں

جسم کو جوانی نے بڑھایا۔ پیری نے گھٹایا۔ فالج نے مارا۔ لقوے نے ستایا بصارت و سماعت نے جواب دیا۔ اب غور کرو کہ ان تغیرات سے اصل زندگی میں کیا فرق آیا؟ تو ہر وقت اور ہر حالت میں جیسا تھا ویسا ہی رہا ۝

تواناں بگزشتہ کہ مرگ تن ۔۔۔ ترسی از تفریق اجزائے بدن

پھر جسم کی تندرستی یا اس کی خواہشوں کے پورا نہ آنے سے تیرا کیا بگڑا جو رنجیدہ رہتا ہے ہاں تو اپنے وہم میں آپ مبتلا ہے جیسے عنکبوت اپنے جالے میں ۝

دست داری در رسن کاہ خودی ۔۔۔ کے رہائی یابی از چاہِ خودی

تعجب ہے جہاں سے آیا اور جہاں جائیگا اُسے عدم جانتا اور جہاں چند روزہ ایک دم کا مہمان ہے اُسے موجود مانتا ہے ۝

نیست را بنمود ہست آں محتشم ۔۔۔ ہست را بنمود بر شکلِ عدم

Marfat.com

آفریں اے اوستادِ سحر باف ۔۔۔ کہ نمودی معرضاں اندر وصاف

## تعلیم فنا

فانی شو اگر بقات باید ۔۔۔ بگذر ز خود ار خدات باید

تا از تو بود ترا گرانی ۔۔۔ در اسفلِ سافلیں بماتی

جس جسم کی بدولت تو اس چکر میں آ رہا ہے وہ خود زبان حال سے کہتا ہے کہ دیکھ میرا نیچے کا حصہ بشکل (لا) بنا ہے اور اوپر کا حصہ اُس (لا) پر قائم ہے پس میری مجموعی ہیئت فنا پر دلالت کرتی ہے اور خود میری حالت گواہ ہے کہ جو طفلی میں تھا جوانی میں نہ رہا اور جوانی میں ہوں پیری میں نہ رہونگا ؎

یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے ۔۔۔ زندگی موت کے آنیکی خبر دیتی ہے

اور جسم بڑھکر اُس کے حواس تجھے آگاہ کر رہے ہیں کہ نیستی کا طالب ہو کیونکہ طلب اُسی چیز کی ہوتی ہے جو نہیں ہوتی چنانچہ حواس انہیں چیزوں کو ڈھونڈتے ہیں جن کو نہیں پاتے ؎

ہر دکاندہ کہ انبارش تہی است ۔۔۔ شاد و خوش نے بر امیدِ نیستی است

کہ بروید آں ز سوئے نیستی ۔۔۔ فہم کن گر واقفِ معنیستی

اگرچہ تجھکو فنا کی تعلیم صاف ہو رہی ہے ع

پرتوِ خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم

مگر تو اپنے آپ میں ایسا گرفتار ہے کہ کسی بات پر کان نہیں دھرتا اور اپنی جسمی حالت میں ایسا پھنسا ہے کہ پہلی حالت کے تصور سے ڈرتا اور اس کی طلب سے جھجکتا ہے ؎

ہمچو آں ہندو بچہ اے خواجہ تاش ۔۔۔ روز محمود عدم ترساں مباش

از وجودے ترس کاکنوں در وی ۔۔۔ آں خیالت لاشئ و تو لاشئ

اور کچھ نہیں سمجھتا کہ فنا میں کیا خوبی ہے ؎

از جمادی مردم و نامی شدم ۔۔۔ وز نما مردم بحیواں سر زدم

مردم از حیوانی و آدم شدم　　پس چہ ترسم کہ ز مردن کم شدم

حملۂ دیگر بمیرم از بشر　　تا بر آرم از ملائک بال و پر

از ملک ہم بایدم جستن ز جو　　کل شیء ہالک الا وجہہ

بار دیگر از ملک قرباں شوم　　آنچہ اندر وہم ناید آں شوم

پس عدم گردم عدم چوں ارغنوں　　گویدم کانا الیہ راجعوں

طفل نوزاد تنگنائے رحم مادر سے اس جہان آتے ہوئے روتا ہے کیونکہ اُس کو اس جہان کی وسعت و فراخی کا علم نہیں ہوتا۔ ایسے ہی تو نادانی سے بتلائے وہم ہو کر اُس عالم کی فضا کو فراموش کر بیٹھا اور وہاں جاتے ہوئے ڈرتا ہے ؎

ترس و لرزہ باشد از غیر یقیں　　ہیچکس از خود نترسد اے حزیں

آں توئی کہ بے بدن داری بدن　　پس مترس از جسم و جاں بیروں شدن

روح دارد بے بدن بس کاروبار　　مرغ باشد در قفس بس بے قرار

باش تا مرغ از قفس آید بروں　　تا بہ بینی ہفت چرخ اورا زبوں

## مبتلائے وہم

حواس باطنی میں سے ایک حس وہم بھی ہے اُس کا کام یہ ہے کہ اُن اشیاء سے جو پہلے کبھی نہیں دیکھیں تعین معنی جدید پیدا کرے چنانچہ اس عالم کثرت کو جس کے لباس میں ذات واحد ظاہر ہے غیر سمجھتا اور ذات کو اُس سے جدا تلاش کرتا ہے مگر جب وہم دور ہوتا ہے تو کہتا ہے ؎

من نیم ہیچ ذات اوست ہمہ　　ہر دو عالم صفات اوست ہمہ

آہ اس وہم و پندار نے ذات سے بیگانہ بنا رکھا ہے ؎

وہ کسی سے نہیں ہے بیگانہ　　پر کوئی آشنا نہیں اُس سے

تو حجاب و پردۂ خود خود بدی　　چوں بجائے خود رسیدی خود شدی

ہیچ گم نا کردہ می جوئی مدام　　غافلی از خود چہ گویم والسلام

Marfat.com

اگر حقیقت حال عقل میں نہ آئی اور جسم کو مستقل جانا اور خواہشوں کے پورا کرنے میں لگے رہے تو آخر ایک دن وہ فنا ہو جائے گا اور تو اُس کی معدومی اور خواہشوں کی محرومی سے ضرور مبتلائے عذاب ہوگا ؎

توہم نے رستہ بھلایا ہمیں — کہ فانی کو باقی دکھایا ہمیں
ہے اُستاد کامل کی کاریگری — کہ خالی تھی مٹھی دکھادی بھری
پڑے بے خبر ہاتے سوتے رہے — عبث نقد اوقات کھوتے رہے
کھلا بھید ہم کو نہ اس بات کا — کہ ہے یہ تماشا طلسمات کا
نہ سمجھے کہ ہے شعبدہ یہ جہاں — نیا سانگ ہوتا ہے ہر دم عیاں
عدم نے مچائی عجب سوم دھام — سفر کو سمجھنے لگے ہم قیام
یہ تھا مرحلہ جس کو سمجھے تھے گھر — مہیا کیا کچھ نہ زادِ سفر
جسے اصل سمجھے تھے بے اصل تھا — جسے وصل سمجھے تھے وہ فصل تھا
جسے گل سمجھتے تھے نکلا وہ خار — خزاں بن کے آئی تھی فصلِ بہار

## تدبیر رفع وہم

اندیشہ غیر مختصر کن — بنشیں و درونِ خود سفر کن
خود راز وجود خود جدا کن — یک لحظہ شمار خود رہا کن
گر باز رہی ازیں کمیت — تحقیق شود ترا معیت

اس بلائے جاں ستاں سے بچنے کے لئے اول اس طرف دل لگاتے کہ جو ہماری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے کسی وقت اور کسی حالت میں تم اس کو ہم سے دوری نہ ہم کو اس سے مہجوری ہو معکم اینما کنتم ؎

آنچہ حق ہست اقرب از حبل الورید — تو فگندی تیر فکرت را بعید
تیر در ترکش نہ و بنشیں خموش — اے منت قرباں صلا حرکن بگوش

## معنی لا اِلٰہ اِلا اللہ

لا اِلٰہ ماسوٰی کی نفی ۔ الا اللہ ذات کا اثبات یعنی غیر اللہ سے دل کو خالی اور یادِ حق سے معمور کرنا اور عالم کو مثل لا کے دیکھنا اور سمجھنا کہ صورت میں موجود اور معنی میں نہیں جیسے لا کی شکل کا ظہور بے الف کے محال ہے اسی طرح عالم کی نمود بے ہستی ذات کے ناممکن ہے کیونکہ جو کچھ نظر آرہا ہے یا عقل خیال میں سما رہا ہے واقع میں ذات یکتا کے صفات و افعال سے ہے ورنہ وہ بذات خود ہیچ و لاشے ہے۔

یا یوں سمجھنا چاہئے کہ الا اللہ سے مراد ہے موجود حقیقی یعنی ذات یکتا جو عالم الوہیت ہے اور لا الٰہ سے مراد ہیں اُس کی ایجاد کی ہوئی اشیا جو عالم عبودیت ہے اور یہ نیست ہست نما ہے اور دراصل فانی و معدوم کیونکہ ذات یکتا ہی نے ہر تعین میں متعین اور ہر قید میں مقید ہو کر مختلف نام پائے ہیں مگر اس اختلاف و کثرت سے ذات کی یکتائی میں کچھ فرق نہیں آیا جیسے آئینہ خانہ میں جہاں مختلف رنگ و پیمانے کے آئینے ہوں وہ ذات ناظر کو اپنے اپنے رنگ و پیمانہ پر دکھاتے ہیں مگر اس سے ناظر کی ذات میں کچھ تغیر نہیں آتا۔ اور وہ رنگوں اور پیمانوں سے پاک و صاف ہے پس جب ذات یکتا قیود و تعینات سے پاک و مجرد ہوتی ہے تو اُس کو حق کہتے ہیں۔ اور جب قیود و تعینات کے لباس میں معلوم ہوتی ہے تو اُس کو عالم یا خلق بولتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ عالم کیا ہے؟ ظاہر حق اور حق کیا ہے؟ باطن عالم۔ اور عالم قبل ظہور کیا تھا؟ عین حق۔ اور حق بعد ظہور کیا ہے؟ عین عالم۔ غرض وہی ایک ذات ہے جس کے یہ نام ہوئے اُس کے سوا کچھ نہیں وہی ظاہر وہی باطن وہی اوّل وہی آخر۔ باقی سب نسبتیں اور اعتبارات ہیں لیکن جو کوئی فرق مراتب نہ کرے اور عالم کو حق یا حق کو عالم کہے وہ زندیق و ملحد ہے پس معنی لا اِلٰہ اِلا اللہ کے یہ ہوتے کہ سوائے ذات حق کے کچھ نہیں اور ما سوٰی یعنی ایجاد کی ہوئی اشیا سب فانی و ہالک ہیں ؎

گر ترا چشم است بکشا و نگر   بعد لا آخر چہ می ماند دگر

تا نخوانی لا و الا اللہ را

در نیابی منہج ایں راہ را

## قرب

جس نے فعال لمایرید پر خیال جمایا اور باوجود کثرت کے اشیا کو ذات واحدت جانا اور سمجھا اُس نے منزل قرب میں قدم رکھا اور جس نے کل شئ ہالک کا یقین کیا اور چشم بصیرت و دیدہ حال سے ذات واحد کے سوا اور کچھ نہ دیکھا اُس نے زمرۂ صدیقاں میں دم مارا ؎

ہالک آمد پیش وجہش ہست و نیست ۔۔۔ ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست

پیش بے حد ہر چہ موجود ست لاست ۔۔۔ کل شئ غیر وجہہ اللہ فناست

## وحدت

جب تعینات من و ما کا پردہ جو حجاب ذات ہو رہا تھا تجلی وحدت سے محو ہو گیا اور دوئی کا حجاب اُٹھ گیا تو اس حال کو فنائے نفس کہتے ہیں یعنی سالک اپنے نفس سے فنا ہو کر سوائے ذات واحد کے جو مرجع و مصدر ہے کل اشیا کی کسی کو نہیں دیکھتا اور اپنے حرکات و سکنات و کردار کو افعال ذات دیکھتا اور محل فعل فاعل حقیقی سمجھتا ہے ؎

چوں بیاندازی نظر را سوئے شے

در نظر آید خدا نے روئے شے

اس سے یہ غرض نہیں کہ جو کچھ نظر آرہا ہے وہ دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ یہ ہی صورتیں بدستور نظر آتی ہیں۔ لیکن ان کے پہلے کچھ اور تھے پھر کچھ اور ہو جاتے ہیں۔ ان پڑھ کے نزدیک یہ تحریر سیاہ لکیریں ہیں۔ مگر پڑھا لکھا آدمی ان لکیروں کے اندر کچھ اور ہی بہار دیکھتا ہے جیسے نابینا موتی کو سنگریزہ محسوس کرتا اور بینا اُس میں آب و تاب مشاہدہ کرتا ہے۔ یا جیسے بے بصر قفس مرغ کو مرغ سمجھتا ہے اور صاحب بصارت مرغ کو قفس سے علیحدہ دیکھتا ہے۔

از صحبت دل غبار کثرت رفتن ۔۔۔ خوشتر کہ بہرزہ در وحدت سفتن

مغرور مشو کہ اصل توحید خدا ۔۔۔ واحد دیدن بود نہ واحد گفتن

## حالت سالک

جب سالک دائرہ لا الٰہ سے گذر کر دائرہ الا اللہ پر پہنچتا ہے تو کہتا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ کہتا نہیں جو کہتا ہے وہ پہچانتا نہیں۔

حضرت بایزیدؒ فرماتے ہیں کہ لوگ گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور میں لا الٰہ الا اللہ کہنے سے گروہ عامی کی نجات کیلئے صرف یومنون بالغیب اور پابندی اوامر و نواہی کافی ہے مگر خواص اس سے گذر جاتے ہیں کفر و اسلام ان کو تلاش کرتا ہے اور پتا نہیں پاتا جبتک سالک عالم شبہ و شک سے نہیں نکلتا نفس ہمرنگ قلب اور قلب ہمرنگ روح نہیں ہوتا۔ یہاں پہنچکر علم الیقین حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد عین الیقین کی دھن لگتی ہے اور خیالات علمی صورت پکڑنے لگتے ہیں بعدہٗ حق الیقین کی منزل ہے ؎

چوں رسی در منزل حق الیقیں ـ سرِ اوادنٰے دریں منزل ببیں
لی مع اللہ را وصال اینجا بود ـ جملہ کامل را کمال اینجا بود

حضرت غوث الاعظمؒ کا ارشاد ہے کہ ناسوت شیطان سالک ہے اور ملکوت شیطان عارف اور جبروت شیطان واقف۔ اور جبتک سالک ظلال اسما یعنی صور محسوسات اور اعیان ممکنات کو فانی نہ جانے اور جسم کو لذت سے نفس کو شہوت سے۔ قلب کو خطرات سے اور روح کو زیست سے پاک صاف نہ کرے بارگاہ عظمت وجلال میں اس کو بار نہیں ملتا ؎

ہیچکس را تا نہ گردد او فنا ـ نیست رہ در بارگاہِ کبریا

بلکہ تعینات اسمائی و صفاتی سے بھی گذر جاتے چنانچہ حضرت علی مرتضٰے نے فرمایا ہے وکمال الاخلاص نفی الصفات عنہٗ

### پہلی مشق لا الٰہ الا اللہ

لا الا کل اشیائے جہاں ذات حق میں گم یعنے ذات حق کے سوا کچھ نہیں ہے
ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

الا اللہ۔ کل اشیائے جہاں میں ذات جلوہ گر ہے یعنی ذات کے سوا کچھ نہیں ؎

بخدا غیر خدا در دو جہاں چیزے نیست

غرض اشیا کے ظاہر و باطن میں وہی جلوہ نما ہے اشیا کوئی چیز نہیں ؎

بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست

ہو الاول۔ ہو الآخر۔ ہو الظاہر۔ ہو الباطن۔ غرض جو کچھ کائنات میں نظر آئے یا عقل و تصور میں سمائے ایک ایک کی نفی کرے بعدہٗ جو باقی رہے اُس کو ذات حق یا اپنا آپا سمجھے مگر سمجھنا اور ہے دیکھنا اور پھر ہونا اور بات ہے ؎

از عرف ربی ربی رو بخویش　　　مذہب خود را گزیں در دین و کیش

پیش خود سجدہ نما ایماں بیار　　　رو خدائے را خدا نبود بکار

نتیجہ یہاں ظاہر ہے کہ راہ حق طالب میں ہے نہ کہ اُس سے باہر ہُس کا مقصد اُسی میں ہے نہ کہ اُستاد و کتاب میں ؎

نیست بیروں از در تو ہر چہ ہست　　　چند جوئی راہِ حق بالا و پست

جاہدو فینا بگفت آں شہر یار　　　جاہدو عنا نگفت اے بے قرار

جمال بے نشاں داری تو بر در　　　حقیقت اوست در جانِ تو رہبر

تو خود بشناس و حق شو در حقیقت　　　بروں آ از ہوا و از طبیعت

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے یوں ارشاد فرمایا اے میرے فرزند تیرا فکر تجھ میں کافی ہے تیرا درد اور تیری دوا تجھی میں ہے۔ کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں تو ام الکتاب ہے گو ظاہر میں تیرا جسم چھوٹا سا ہے مگر اس کے اندر بڑا جہان ہے ؎

درد تو از تست درماں ہم توئی　　　خود عیاں گشتی و پنہاں ہم توئی

خود ز خود آیات خود را باز یاب　　　در حقیقت خود توئی ام الکتاب

گر تو آدم زادہ چوں او نشیں　　　جملہ ذرات را در خود بہ بیں

Marfat.com

چیست اندر خم کہ اندر نہر نیست　　چیست اندر خانہ کاندر شہر نیست

جوہراست انسان و چرخ اور اعرض　　جملہ فرع و سایہ اند و تو غرض

کانچہ می جستی ز چرخ با نہیب　　سر برآورد ہست اے موسیٰ جیب

## دوسری مشق اللہ

وہ گنج ذات کیا کچھ ہوگا یارب ہیں تو حیران ہم　　حفاظت کے لئے جس پر طلسم دوجہان باندھا

گر خدا گوئی خدا جوئی مکن　　ورنہ می جوئی مخواں لفظ کمن

اللہ جو حقیقت قلبیہ میں ظاہر ہوتا ہے اس کو لفظ اللہ کا مدلول (معنی) ہے۔ یہ جسم صورت ہے مظہر روح کی اور روح صورت ہے مظہر حق کی۔ پس صورت جسمانی و روحانی دونوں صرف خیال ہیں۔ اور وہ حقیقت جو ان صورتوں میں جلوہ نما ہے اُس کی طرف متوجہ ہونے سے معلوم ہوگا کہ خود تو ہی ہے ؎

خدا بیں خویشتن را خود مبیں تو　　کہ تا گردی بکلی عین الیقیں تو

تو گر معشوق می جوئی تو اوئی　　حقیقت آب در عین سبوئی

ب نظر لگی تھی دروازہ حرم سے　　پردہ اُٹھا تو لڑیاں آنکھیں ہماری ہم سے

## تیسری مشق ہو

مراقبہ معیت و میت و قرب و وحدت و کلیت و فنا و بقا وغیرہ بہت ہیں مگر سب کا لب لباب یہ ہے کہ خیالات کو سب طرف سے جمع کر کے بے پلک جھپکائے خلاص تصور ھو کرے یعنی ظاہر باطن پست و بلند ہر جگہ اور ہر وقت وہ ذات جلوہ گر ہے۔

الحاصل اس تصور کی مشق یہاں تک کرے کہ اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے۔ شادی و غم ہر وقت و ہر حالت میں بلا ارادہ و بلا خیال یہی تصور رہے۔ اس مشق سے نہ خودی باقی رہے گی نہ کبھی کام کو اپنی طرف منسوب کرے گا بلکہ سب فعل ذات حق سمجھے گا ؎

تا نگردی ذرہ دریائے ہو　　در وحدت تا نیابی ہیچ رو

## آثار رفع وہم

صد بار اگر نیست شود عالم ہست　　واقف نہ شود کہ ہست عالم یا نیست

اگر دونوں جہان ذرہ ہائے شعاع کی مانند تلاطم میں آئیں اور قلب اپنی جگہ سے نہ ہلے تو یقین کرنا چاہئے کہ اب تعلقات وہمی سے پاک ہوا۔ اور موتوا قبل ان تموتوا کی حالت نصیب ہوئی ورنہ یہ دعویٰ کہ ہم جسمانی خواہشوں سے بری ہیں محض دھوکا ہے ۵

اے کہ بہ زباں خدا پرستی　　ایں نیست مگر ہوا پرستی

## خطاب (۳)

اے رند قلندر راز کجائی　　سرگشتہ بہر درے چرائی

خواہی کہ سفر کنی قدم زن　　لبیک زناں در حرم زن

گرچہ رہ بیم ناک داری　　اللہ معک چہ باک داری

جب قلب سے میں تو اور میرا تیرا کا خیال مٹ گیا تو سمجھنا چاہئے کہ اب راہ راست پر آگیا ۵

ہر کہ بے من شد ہمہ منہا دروست　　یار جملہ شد چو خود را نیست دوست

اس کے بعد جس طرف میلان باقی رہا مو روکے اور اس خیال پر جمے کہ میں کل ہوں مجھ سے جدا کیا ہے جو خواہش کروں۔ خواہش تو حواس کا خاصہ ہے جو میری مدد سے پیدا ہوئی ہے ۵

میں اگر وہ ہوں جو ہونا چاہئے　　میں ہی میں ہوں پھر مجھے کیا چاہئے

اس مشق سے دل کو صفائی حاصل ہوگی اور خطرے دور ہو کر حق ہی حق باقی رہ جائیگا ۵

بگذر از صوت صدا جملہ ہو ست
در تعلق پا منہ جملہ ضد ست

حضرت غوث الاعظم کے الہامات میں ہے کہ انسان کو میں نے اپنی ذات سے ظاہر کیا ہے وہ بذات خود کوئی چیز نہیں۔ اُس کے ہر قول و فعل و حرکت میں پنہاں محرک میں ہوں میں ہر چیز کا

Marfat.com

ملجاو ماوا ہوں اور سب اشیا پر محیط۔ کل اشیا مجھ سے ہیں جو بذات خود فانی و ہیچ ہیں۔ کیونکہ جب تجلی رب کی مربوب پر ہوتی تو مربوب کہاں۔ جیسے آفتاب کے مقابل چراغ کی کیا تاب جو ٹھیر سکے یا نے نواز کے سامنے نے کا کیا حوصلہ جو دم مار سکے ؎

دو دہاں داریم گویا ہم چو نے | یک دہاں پنہاں ست در لبہائے وے
یک دہاں نالاں شدہ سوئے شما | ہائے و ہوئے در فگندہ در سما

لیک داند ہر کہ او را منظر ست | کہ فغان ایں سری ہم زاں سر ست

## خطرات کا آنا

صد سوال و صد جواب اندر دلت | می رسد از لامکاں تا منزلت

دل میں خطروں کا آنا خاصیت ذاتی ہے اور ان کا روکنا جیسا کہ مشکل ہے ویسا ہی آسان بھی ہے مشکل تو یوں ہے کہ آئے بغیر نہیں رہتے اور آسان یوں ہے کہ ماسوا کو ترک کر ذات ہی کا تصور کرے ع

چو غیر نیست چرا الف ایں غبار کنم

خیال کرے کہ جب ذات حق ہی سے قلب متحرک ہوتا ہے تو جو خطرے اس میں آتے ہیں وہ بھی ذات حق سے ہیں ؎

ہر چہ آید در دلت بیجا بجا | خوش بگو واللہ امرنا ہکذا

جملہ عالم را کلام اللہ داں | خطرہ گر آید سلام اللہ داں

کیونکہ عالم نے ذات حق سے اسی طرح ظہور پکڑا ہے جیسے رنگوں نے آفتاب سے یعنی حق آفتاب ہے تو قلب نور شعاع اور عالم اس کا عکس جس میں بیشمار رنگ ظاہر ہیں پس ان اوصاف گوناں گوں میں وہ آفتاب ذات جلوہ گر ہے۔ اس لئے جس نے اپنے آپ کو غیر سمجھا وہ ہستی وہمی میں گرفتار ہو گیا اور جس نے اپنی ذات کو عین حق جانا وہ خود کچھ نہ رہا وہم سے آزاد ہو گیا ؎

چوں ہمہ موجود از ذات خدا ست

نے خدا باشد نہ از وے ہم جدا ست

پھر نہ اس کو اشیائے فانی سے وابستگی رہے گی نہ تعینات پر نظر پڑیگی۔ ذرا تامل سے دیکھو کہ یہ چیزیں جو نظر آرہی ہیں نہ پہلے تھیں نہ بعد میں رہیں گی۔ حال میں بھی نہیں۔ کل شئ ھالک الا وجھہ ٥

اول و آخر توئی ما درمیاں ۔۔۔ ہیچ ہیچے کہ نیاید درمیاں

پہلے بھی ذات حق تھی آخر میں بھی وہی رہے گی بیچ میں بھی اُس کے سوا کچھ نہیں ٥

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

## تنزلات کا چکر

بشنو از نے چوں حکایت می کند ۔۔۔ وز جدائی ہا شکایت می کند

آفتاب کی بدولت سمندر سے بخارات اُڑتے اور ہوا پر کہیں کے کہیں مارے مارے پھرتے ہیں کسی جگہ ابر بنکر رعد و برق سے آسمان سر پر اُٹھاتے ہیں۔ کہیں برف و ژالہ بنکر گرتے اور وہیں کے ہو رہتے ہیں۔ کسی مقام پر موسلا دھار مینہ بنکر برستے اور زمین پر طوفان مچاتے ہیں وہیں پانی نالوں سے ندیوں پر چڑھائی کرتا اور ندیوں سے دریاؤں کا جوش و خروش بڑھاتا لہریں مارتا بل کھاتا سمندر کا رستہ لیتا ہے ہموار زمین پر پانی کی روانی نظر آتی ہے مگر آبشار پر پہنچکر نمونہ حشر برپا کر دیتی ہے۔ شور و غل کی ہیبت ناک صدا اور تلاطم امواج کا ہوش رُبا ہنگامہ دل کو ہلاتا ہے موجوں کی ترکتاز اور ایک کا دوسرے کو فنا کرنا حوادث روزگار کا تماشا دکھاتا ہے۔ اس ہنگامہ رستخیز کے بعد کچھ آگے چلکر پھر وہی عالم سکوت طاری ہوتا ہے۔ گویا دنیا کا بین العدمین ہونا آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ کہیں کچھ پانی قلہ کوہ پر برف بنکر جم رہا یا چلتے چلتے راہ بھول کر کسی گڈھے میں جا گرا تو منزل مقصود سے باز رہکر پڑا سڑا کرتا ہے۔ ان عوائق کو پھر آفتاب ہی اپنی نظر عنایت سے دور کرتا ہے یا تو گرمی شعاع بخار بنکر دوش ہوا پر اُڑاتی ہے۔ یا پگھلا کر دریا کی جانب رواں کر دیتی ہے اور آخر کار اپنی اصل سے جا ملتا ہے ٥

ہر چہ بینی سوئے اصلِ خود رود　　جزو سوئے کل خود راجع شود

سن تیرا حال بھی بعینہ یہی ہو رہا ہے کہ ذات سے جدا ہو کر خواہشوں میں پتلا کہیں سے کہیں مارا پھرتا ہے۔ ذات سے علم میں علم سے ارادہ میں اور ارادہ سے ظہور میں آیا۔ ان تنزلات کے چکر میں پڑ کر اپنی اصل کو فراموش کر بیٹھا۔ اب وہم و نادانی سے جسم کی خندق میں گر پڑا اور خواہشوں کی سردی سے برف کی طرح جم گیا۔ پس راہِ راست بہت دور اور بلاؤں کے نرغہ میں مجبور ہے ؎

اگر تو ترک خودگیری خدائی　　چرا چندیں تو در عین بلائی

## تنزلات کا علم

جس وقت اپنی شناخت کی طرف توجہ ہوئی آفتاب ہدایت چمک اٹھا۔ ادھر شعاعیں پھیلیں اُدھر ظلمت وہم کافور ہوئی۔ اِدھر گرمی پیدا ہوئی۔ اُدھر خواہش کی برف پانی پانی ہونے لگی عقل ٹھکانے لگی۔ اوسان درست ہوئے خیالات سیدھی راہ پر آئے۔ غفلت سے آنکھ کھلی ؎

حجابِ رُخِ یار ہم آپ ہی تھے　　کھلی آنکھ تو کوئی پردہ نہ دیکھا

یہاں کے سب تعلقات و اضافات جو محض وہمی و خیالی ہیں آخر میں بالکل نہیں رہتے ملک مال اور اہل و عیال تو درکنار خود جسم و جان بھی اپنے نہیں۔ پس جب کوئی اپنا نہیں تو آخر میں کون ہوں؟ اور میرا کیا ہے؟ یہ سب دعویٰ تو بازیگر قلب کی شعبدہ بازی سے پیدا ہوئے ہیں ورنہ میں یا میرا نہ پہلے تھا نہ اب ہے ؎

ایں تماشاہا طلسمے بیش نیست　　در گذر راز جملہ اسمے بیش نیست

اور قلب مجھ سے ہے نہ میں اس سے پھر اس کے شعبدوں سے مجھے کیا سروکار ؎

من چو مرغِ اوجم اندیشہ مگس　　کے رسد بر من مگس را دسترس

## عوالم

اس عالم میں جو کچھ نظر آرہا ہے اس میں بعض اجسام کثیف ہیں بعض لطیف اور بعض

الالف۔ کثیف تو وہ ہیں جن کے اجزا باہم پیوستہ ہیں اور اپنی جگہ دوسرے کو نہیں آنے

Marfat.com

دیتے جیسے پتھر اینٹ وغیرہ۔ لطیف وہ ہیں کہ نظر تو نہیں آتے مگر حرکت سے محسوس ہوتے ہیں جیسے ہوا مگر وہ بھی جگہ گھیرتے ہیں اس لئے کثیف کے ہم پلہ ہیں۔ جبتک ایک ہوا سے جگہ خالی نہو دوسری ہوا اُس جگہ میں سما نہیں سکتی۔ البتہ روشنی ایسی چیز ہے کہ ہزاروں چراغوں ایک ہی جگہ میں سما جاتی ہے۔ اس لئے ان سب سے الطف ہے مگر کثیف اشیا کے اندر جا نیسے وہ بھی قاصر ہے یہ تو وہ عالم ہے جو جہات و تعینات کا پابند ہے۔ اس سے بالاتر عالم تصور و خیال ہے کہ اُس کو نہ کوئی حجاب مانع نہ کوئی چیز سد راہ مگر خیال میں بھی یہ کسر ہے کہ وہ ارادہ اور قدرت کا محتاج ہے البتہ جہاں ارادہ و قدرت کی بھی حاجت نہیں وہ مقام خلاف ہے کہ عرش سے فرش تک جہاں تلاش کرو موجود ہے مگر وہ بھی تعین سے خالی نہیں۔ ہاں اس کے بعد عقل سلیم کہتی ہے کہ عالم لامکاں و لاتعین ہے جس میں یہ سارے عالم سمائے ہوئے ہیں مگر عقل اسکی حقیقت کے ادراک سے درماندہ و حیران ہے۔ پھر سب اُن عوالم مکان و لامکاں کا ہنگامہ ہم میں موجود ہے اور ہم ہی دراصل اُس کے موجد و قیوم ہیں ؎

ہر چہ باشد خود توئی غیر تو نیست      خود حجاب خود شدی زنہ کیست

## میں کون ہوں

جملہ عالم مجھ میں اور مجھ سے ہیں تو پھر میں کون ہوں؟ میں جسم یا خواص جسم نہیں کیونکہ میرے بغیر جسم کو میرے نام سے کوئی نہیں پکارتا۔ بلکہ میرا جنازہ کہتے ہیں میں نفس نہیں قلب نہیں روح نہیں۔ کیونکہ یہ سب میرے ہیں۔ میں ان پر محیط ہوں۔ میں ان سے پاک و برتر ہوں آخر میں کون ہوں؟ نہ میں مقید ہوں نہ مطلق۔ نہ میری ابتدا ہے نہ انتہا۔ نہ میں نور ہوں نہ ظلمت نہ یقین ہوں نہ گمان۔ یہ سب مجھ سے ہیں اور میں ان میں موجود ہوں۔ اچھا تو میں کون ہوں؟ رات دن جاڑا گرمی برسات بہار یہ سب زمانہ میں ہیں اور زمانہ ان میں۔ ایسا ہی میں سب میں شامل و سب پر محیط ہوں۔ صحن۔ سائبان جنوبی حجرہ۔ شمالی دالان۔ یہ سب مکاں میں ہیں اور ہر ایک مکان ہے اور مکان ان میں ہے۔ اسی طرح میں سب میں ہوں اور سب مجھ میں پھر بھی میں سب سے پاک ہوں

Marfat.com

نہ یہ ہوں۔ نہ وہ ہوں۔ جو ہوں سو ہوں۔ گر بے نام و بے نشاں ہوں ہ

می زند اثبات پیش او نفی تو | نفی گردم تا بری زا ثبات تو
در نوا آرم بنفی ایں ساز را | چوں بمیری مرگ گوید راز را

پیدا وہ ہو جو پہلے نہ ہو۔ مرے وہ جو بعد میں نہ ہو۔ میں تو جسم کے اول و آخر و وسط میں جس کا تل موجود ہوں۔ جیسے بیداری و خواب و بیہوشی میں ایک خیال ان حالتوں کے وقوف کی نسبت موجود رہتا ہے پس ان حالتوں کا شاہد میں ہوں نہ یہ حالتیں ہ

اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے | حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

تو نہ ایں جسمی کہ آں دیدۂ | وارہی از جسم گر جاں دیدۂ
آب جاں را ریز اندر بحر جاں | تا شوی دریائے بیحد و کراں
تا ترا آنجا برد کوہ بودہ است | جستن اندر خاک نم بیہودہ است

اور میں اس بکھیڑے میں کیوں پڑوں کہ یہ شاہد و شہود۔ یہ جز و وہ کل۔ وہی کیوں نہ بنا رہوں جو ان خیالات سے پہلے تھا کیونکہ جو ہر لطیف انسانی جو خیال کرتا ہے وہی بنجاتا ہے ہ

اے برادر تو ہمیں اندیشۂ | مابقی تو استخوان و ریشۂ
گر گل ست اندیشۂ تو گلشنی | ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی

## خطاب (۴)

کے مقید و اصل مطلق شود | بندۂ حق بے نشاں چوں حق شود

باش تا روزے کہ ایں فکر و خیال | بر کشاید بے حجابے پر و بال
می نماند در جہاں یک تار مو | کل شئے ہالک الا وجہہ
نے سما بینی نہ اختر نے وجود | جز خدائے واحد حیّ ودود
لیک با ایں جملہ بالا تر خرام | چونکہ ارض اللہ واسع بود در ام
گرچہ ایں مستی چو بازِ اشہب ست | بر تر از وے ہم زمینِ قدس ست

اور زمین قدس کا بیان نہیں ہو سکتا بقول مولینا روم ؎

چیز دیگر ماند اما گفتنش　　با تو روح القدس گوید بے منش

نے تو گوئی ہم بگوش خویشتن　　بے من و بے غیر من اے ہم تو من

ہوش را بگذار وانگہ ہوشدار　　گوش را بر بند وانگہ گوشدار

غرض جملہ خیالات و تصورات سے گذر کر حالت گم گشتگی میں محو و مستغرق ہونا چاہیے

پھر نہ شاہد ہے نہ مشہود نہ خودی ہے نہ خدا ؎

یارب کوئی نقش مدعا بھی نہ رہے　　اور دل میں خیال ماسوا بھی نہ رہے

رہجائے تو صرف بے نشانی باقی　　جو آئے سمجھ میں وہ خدا بھی نہ رہے

اور اس مقام کو التوحید ترک التوحید فی التوحید کہتے ہیں۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب موحد مقام توحید میں پہنچتا ہے تو وہاں نہ موحد رہتا ہے نہ توحید۔ نہ خودی نہ خدا نہ عابد نہ معبود۔ نہ ہستی نہ نیستی۔ نہ ذات نہ صفات۔ نہ جبرئیل نہ قرآن۔ نہ اسم نہ مسمٰی۔ نہ اول نہ آخر نہ ظاہر نہ باطن۔ نہ بہشت نہ دوزخ۔ نہ نور نہ ظلمت۔ نہ نفی نہ اثبات۔ نہ آسمان نہ زمین۔ نہ منزل نہ مقام نہ طالب نہ مطلوب نہ طلب۔ نہ عاشق نہ معشوق۔ نہ آدم نہ ابلیس۔ نہ کفر نہ اسلام۔ نہ حلال نہ حرام نہ عدم نہ وجود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ جب عارف اپنے نفس کی شناخت کر لیتا ہے تو اپنے رب کو پہچانتا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور اس شناخت سے بے اختیار شکر نا متناہی واجب ہوتا ہے جس کی شدت و کثرت میں نہ عارف رہتا ہے نہ معروف۔ علیٰ ہذا کمال عشق بھی یہی ہے کہ نہ عاشق ہے نہ معشوق صرف عشق ہی عشق رہجائے اگرچہ بظاہر کمال عشق یہ سمجھ میں آتا ہے کہ معشوق سے وصل ہو جائے مگر اصل یہ ہے کہ اس کو بھی بھول جائے کیونکہ حیات عاشق عشق سے ہے نہ معشوق سے جیسے پروانہ جب شمع پر گرا تو اس کا وجود جو غیر تھا ابتلا فنا ہو گیا اور شعلہ آتش نے اس کو بالکل اپنا سا بنا لیا پس اس کی غذا و بقا اب محض آتش ہے نہ شمع رہی نہ پروانہ۔ اور اسی مقام کو حضرت عطار یوں فرماتے ہیں ؎

دل بود طمعۂ خود ز چار خطر　　مرد باید کہ بگذرد زیں چار

**اول**

گر بود خاطرِ تو مائل حق　　خطرۂ آسمانیش پندار

**دوم**

ور بسوئے عبادتت بکشد　　خطراتِ ملائکش بشمار

**سوم**

ور شود ایں تنِ تو مائلِ خور　　ایں کشاکش ز نقشِ بد انگار

**چہارم**

ور بیابیش در تردد جاہ　　کہ چنین و چناں برآرم کار

جانِ من ایں خطر ز شیطان است　　ایں خطر از درست مردم خوار

از خطرہا اگر بروں آئی　　نہ خزاں ماند و نہ فصلِ بہار

نام ایں منزلے تو اوادنے　　ہست جائے شکیب و جائے قرار

لیک اینجا ستادنت مشکل　　بلکہ زینجا گذشتنت دشوار

اور حضرت قلندر صاحب پانی پتی نے ایک ہی شعر میں خاتمہ کر دیا ہے ؎

سر برہنہ نیستم دارم کلاہِ چار ترک　　ترکِ دنیا ترکِ عقبیٰ ترکِ مولا ترکِ ترک

## پیدایش عالم و فنائے اتم

وہ ذات بیچون و بیچگون بے شبہ و بے نموں ہے۔ نہ اُس کو کسی شے سے مشابہت نہ کسی شے کو اُس سے مناسبت نہ لطافتِ خلا کو اُس کے تنزیہ سے کچھ نسبت۔ نہ رسائی عقل کو اُس کی ماہیت سے کچھ واقفیت۔ وہ ورار الورلے سب تشبیہوں اور استعاروں سے پاک اور عقل و فہم سے بری ہے۔ لیس کمثلہ شیٔ ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم　　وز ہرچہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم

Marfat.com

پس اُس تک رسائی بے صفات کے اور صفات تک بغیر آثار کے ناممکن ہے ؎

جہاں دیکھا کسی کے ساتھ دیکھا　　تجھے ہم نے کبھی تنہا نہ پایا

ان آثار ہی کا نام عالم ہے۔ جس کو نہ فانی کہہ سکتے ہیں نہ باقی۔ نہ باطل کہہ سکتے ہیں نہ حق۔ اس عالم میں آثار صفات کا رنگا رنگ مخلوق کی صورت میں نظر آنا یا عقل و ادراک میں پایا جانا صرف ایک نمود ہے جو اہل ظاہر کے نزدیک موجود حقیقی اور اہل باطن کی نظر میں نیست ہست نما ہے ؎

بحر را پوشید و کف کرد آشکار　　باد را پوشید و بنمود ست غبار

اُس ذات پاک سے عالم امکان میں اوّل روح نے ظہور پکڑا۔ جو نہایت لطیف اور اثر فعل سے پاک و مبرا ہے۔ حضرت قلندرؒ پانی پتی نے روح کے مخاطبہ میں چند اشعار لکھے ہیں ؎

مرحبا اے فیض بخشِ کائنات　　یافت ترکیب از وجودِ تو حیات

غرق بودی در محیط ذات پاک　　از تو روشن شد چرا ایں تیرہ خاک

اے کہ بودی در ہوائے لامکاں　　چوں جدا گشتی بگو راز نہاں

پاک بودی در حریم کبریا　　از چہ پیدا شد ترا حرص و ہوا

گاہ در دوزخ روی سازی مقام　　گاہ در جنت روی اے خوش خرام

گہ کنی جلوہ در اقلیم فنا　　گہ روی در عالمِ ملکِ بقا

از تو روشن کوکبِ ایمانِ من　　پردہ بردار از رُخِ جانانِ من

در سخن شد عندلیبِ با نوا　　گفت بشنو تا بگویم رازہا

آفرید حق مرا از نور ذات　　تا شناسم ذات او را از صفات

بودہ ام در باغ وحدت یکستاں　　چوں بکثرت آمدم گشتم عیاں

امر ربم روح کردہ نام ما　　کردہ پر ساقی ز وحدت جام ما

تافت بر ہر ذرہ خورشید کمال　　گشت پیدا از جمالِ ذوالجلال

غرض روح نے جب ارادہ کیا کہ میں کچھ کام کروں تو اُس سے جو حرکت پیدا ہوئی اُسی کا نام

Marfat.com

قلب ہے۔ یا یوں سمجھو کہ وہ نقطہ جس سے دائرہ ہو۔ بات گردش میں آیا۔ قلب ہے اگر ارادہ اظہار ہوا تو محسوسات تک نظر آنے لگے۔ نہ ہوا تو کچھ بھی نہیں جیسے ہوا چلی تو محسوس ہوئی ورنہ خیر ؎

کی جو بس قلب نے ذرا حرکت ہوتی پیدا شبیہ و شکل و مثال

یہاں سے ظاہر ہے کہ قلب بھی ایک وجود لطیف ہے جو نور ذات سے ہے اور جملہ موجودات میں ساری اور ہر جگہ موجود ہے ؎

ایں جمال دل جمال باقی است دو لبش از آب حیواں ساقی است

خود ہم او آب ست و ہم ساقی و مست ہر سہ یک شد چوں طلسم تو شکست

اس آئینہ سے فوراً دوئی یعنی دیکھنے والا اور صورت پیدا ہو گئی ہے۔ یوں عالم نے ظہور پکڑا۔ سمجھنے کی بات ہے گویا تمہاری صورت تم کو تمہارے اندر نظر آنے لگی یعنی اپنی صورت اپنی ذات میں اپنے آپ کو نظر آنے لگے لگی۔ جیسے نورِ آفتاب جب نظر میں سمایا تو آفتاب نظر آیا۔ یعنی آفتاب ہی نے آفتاب کو دیکھا ؎

روئے در روئے شہود اندر شہود عین عین اللہ نمود اندر نمود

خود خودی با خود رہِ دیگر مپو تو توئی با تو درِ آخر مجو

چوں تو خود یارِ خودی در خانماں از کہ باشی تو جدا اے عین جاں

رو سوے بسطام دل کنجے نشیں حق چہ جوئی حق توئی اے مرد دیں

مگر جب دیکھنے والا جدا اور صورت جدا سمجھی تو وہی تفرقہ پڑ گیا۔ اور غلطی میں پھنس گیا ؎

اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے
جتنا کہ وہم غیر سے ہوں پیچ و تاب میں

میں جلوۂ ناز سے نکل کر بھیس اپنے فراق کا بدل کر

خود اپنی تلاش کو چلا ہوں واقف نہیں کون ہوں میں کیا ہوں

گم ہو کے بنا ہوں اپنا جویا | میں خود نہیں دوسرا ہوں گویا
---|---
بیگانہ وشی میری عجب ہے | اپنے کو بھلا دیا غضب ہے

اگر خیال ظاہر پر دوڑ گیا تو اشیائے فانی پر فریفتہ ہو کر مبتلائے عذاب ہو گیا اور باطن کی طرف متوجہ ہوا تو حقیقت پر مائل ہو کر اپنی اصل میں جا ملا اور راحت جاوید اُس کا حصہ ہوا جیسے سمندر کی لہر اگر باہر آئی تو ہزارہا مختلف لہروں سے اُس کو سابقہ پڑا اور جو اندر کی طرف گئی تو اصل میں جا ملی۔ پس جب تک یہ حرکت قائم ہے قیام عالم ہے اور جب یہ جاتی رہی عالم بھی نہ رہا ؎

صورت از بے صورتی آمد بروں | باز شد انا الیہ راجعوں
---|---

غرض عالم کی بود و نابود حرکت قلب پر منحصر ہے۔ اسی سے تفرقہ اُٹھتا اور اسی سے فرو ہو جاتا ہے۔ جیسے آگ ہوا سے ہی بھڑکتی اور ہوا سے ہی بجھ جاتی ہے ؎

دنیا خوابے ست زندگانی دروے | خوابے ست کہ در خواب ببینی آں را
---|---

واقع میں یہ سارا جہان جو بمد روح نظر آرہا ہے ایک خواب طویل ہے کہ خیال انسانی نے اُس کو اصلی مان رکھا ہے ورنہ اپنا ہی ظہور ہے۔ یعنی اپنے ہی خیال نے یہ صورت پکڑی ہے ؎

نظر چاہیے اور صفا چاہیے | دل آئینہ ہے دیکھنا چاہیے
---|---
کروں مرکز قلب پر میں نگاہ | کہ نکلی جہاں سے دو عالم کی راہ
پڑی اپنی صورت پہ اپنی نظر | ہوا عکس آئینہ میں جلوہ گر
فقط میں ہی میں ہوں کہاں غیر ہے | بنے ایک کے دو عجب سیر ہے
کیا آپ پر میں نے اپنا ظہور | نمایاں دوئی پر دوئی مجھ سے دور
عدم میں بھی میں آپ موجود ہوں | کہ شاہد بھی ہوں اور مشہود ہوں
میں جنبش کروں تو وہ جنبش کرے | مرے حکم سے وہ جئے اور مرے

Marfat.com

نہ مجھ سے جدا وہ نہ میں اُس سے دور    وہ میرے مقابل میں اُس کے حضور
وہ مجھ میں سمایا ہے بن کر عدم    میں اُس میں سمایا ہوں بے کیف و کم
میں کرتا ہوں ظاہر میں اُس سے خطاب    پسِ پردہ دیتا ہوں خود ہی جواب
ہے القصہ فعل اُس کا میرا ہی کام    بس آگے خبر کچھ نہیں والسلام

رنگ جو بمد آفتاب روشنی میں نظر آرہا ہے اُس کو حقیقی سمجھنا دھوکا ہے وہ خارجی وجود نہیں رکھتا بلکہ آفتاب ہی کا ظہور ہے کیونکہ آفتاب کے خیال یعنی شعاع نے یہ صورت پکڑ رکھی ہے نہ اس کو عین کہہ سکتے ہیں نہ غیر۔ یہ طلسمات دوجہان بھی منشور قلب کے ذریعہ سے نظر آرہا ہے ورنہ حقیقت میں آفتاب حقیقی جلوہ گر ہے ۵

اپنے ہی تصور سے ہیں یہ جملہ طلسمات    نے حق ہے نہ باطل ہے نہ سافل ہے نہ عالی
جب زور ہوا وہم کا سب ہو گئے موجود    یہ نیک ہے یہ بد یہ جلالی یہ جمالی
ہے روشنی سب ایک نہ میز اور نہ تفریق    گنتی میں ہزاروں ہیں چراغانِ دیوالی
ہر چند مٹھائی کے بکثرت ہیں کھلونے    سب قند ہیں جب ٹوٹ گئی شکلِ مثالی
ہر قسم کا مبدا ہے وہی ایک حلاوت    گو مختلف اقسام سے معمور ہے تھالی
نے کشف و کرامت نہ مناسب نہ مراتب    نیرنگ دو عالم ہے تماشائے خیالی

## اہل عالم کی حالتیں

اہل عالم کی حالتیں دو ہیں۔ ایک خواب دوسری بیداری۔ اہل تحقیق کے نزدیک دونوں برابر ہیں۔ صرف اتنا ہی فرق ہے کہ کلاں ہے ایک خورد جس طرح بیداری میں خواب کی اشیاء وجود خارجی نہیں رکھتیں۔ ایسے ہی خواب میں بیداری کی اشیا کا حال ہو جاتا ہے۔ پس دونوں حالتیں خواب و خیال ہیں وجود اصلی دونوں میں ایک بھی نہیں رکھتی۔ جو واقعات خواب میں پیش آتے ہیں وہ اُس حالت میں یقینی معلوم ہوتے ہیں۔ مگر آنکھ کھلنے کے بعد جبکہ وہ حالت بدل گئی تو بے اصل معلوم ہوتے ہیں اسی طرح جو معاملات بیداری میں یقینی اور واقعی معلوم ہوتے

ہیں۔ اُن کی قلعی حصول معرفت کے وقت کُھل جاتی ہے۔ اُس وقت حیرت ہوتی ہے کہ یہ سارا تماشا جو نظر آرہا تھا کہاں گیا ؏

نے سما بینی نہ اختر نے وجود

جب آنکھ نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ　　جب آنکھ ہوئی تو کچھ نہ دیکھا ہم نے

بیداری کے ربط و ضبط و تعلق باہمی کا معاملہ بھی خواب جیسا ہے نہ یہ وجود اصلی رکھتا ہے نہ وہ۔ صرف خیال نے مان رکھا ہے ؎

بحر وحدت میں سب ہیں مستغرق　　روح و جسم و حواس و عقل و کمال

ذات واحد صفات گوناگوں　　غضب و رحمت و جلال و جمال

ہے عیاں نسبت و اضافت ہیچ　　ہستی و نیستی بھی ہے پامال

آن واحد ہے جو ہوا سو ہوا　　وقت ماضی یہاں نہ استقبال

بیان بالا سے ظاہر ہوا کہ جیسے خواب کی اشیا بیداری میں باقی نہیں رہتیں ایسے ہی عالم بیداری کی اشیا معرفت کے وقت نہیں رہتیں۔ کیونکہ جب انسان اپنے اصلی مرکز پر جہاں سے چلا تھا پہنچ جاتا ہے تو یہ سارا جہان مٹ جاتا ہے۔ جیسے نقطہ فوکس یا نقطہ سوراخ میں جو نظر پتلیوں سے گذر کر بناتی ہے سارے جلسہ کی صورتیں سما جاتی ہیں اور نہیں معلوم ہوتا کہاں گئیں ؏

نکل گئی پربت کو رائی سرسوں بھولی آنکھو میں

اور یہ نقطہ (مرکز اصلی انسان) محدود معین نہیں نہ طول رکھتا ہے نہ عرض نہ عمق نہ بعد نہ مسافت نہ تحت نہ فوق نہ راست نہ چپ نہ پیش نہ پس اور ایک ذرہ بھی امکنہ علیین و سافلین نامتناہی کا اُس سے خارج نہیں

لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض ؎

ز نقطہ مگزر و می باش ساکن　　کہ تا چوں انبیا باشی تو ایمن

شبلی علیہ الرحمۃ نے اسی مقام بے مقامی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ میں نقطہ بائے بسم اللہ ہوں۔ آن واحد وہ لمحہ ہے کہ ازمنہ گذشتہ و آئندہ ازل سے ابد تک اُس میں موجود و حاضر ہیں ؎

Marfat.com

چوں نہ ساعت ساعتے بیروں شوی | چوں نماند محرم بیچوں شوی
زانکہ آں سو جملہ ملت ہائیے ہست | صد ہزاراں سال و ساعت ہائیے ہست
ہست ازل را و ابد را اتحاد | عقل را رہ نیست سوئے اعتقاد
لامکانے کاندراں نورِ خداست | ماضی و مستقبل و حالش کجاست

یہ نقطہ یا لمحہ واحد حقیقی کے اسرار وحدانیت و فردانیت کا مظہر ہے نہ کہ خود واحد حقیقی۔ وہ ذات پاک اس سے بھی منزہ ہے کیونکہ ازمنہ و امکنہ و جہات سب حادث ہیں اور وہ قدیم۔ پھر حادث میں قدیم کی سمائی کہاں۔ اور یہ مقام خبر دیتا ہے لی مع اللہ وقت[۱] اور مقام محمود[۲] اور مقام ابراہیم[۳] سے ؎

الا اے نور قدسی باز بنما | ز زنگ آئینہ دل پاک بزدا
زمین و آسماں بردار از پیش | نمودِ جسم و جاں بردار از پیش

جب سالک کو رحمت کاملہ جذب کر کے مشاہدہ میں لیجاتی ہے تو اس کو حال کہتے ہیں اور حال میں کچھ شعور نہیں رہتا ہے جو پہنچتا ہے وہی ندارد ہوتا ہے پھر بیان میں کیا آسکے ع

محرم ناسوت بالاہوت باد

نے نفی شود ترانہ اثبات | ایں خانہ بشش درست و شش بات
راہ پس و پیش بستہ گردد | قطع کم و بیش در نوردد
نے شرح بود عبارتے را | نے زہرہ بود اشارتے را
اے خدا بنمائے ما را آں مقام | کاندراں بے حرف مے روید کلام

---

[۱] لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ نبی مرسل ولا ملک مقرب۔

[۲] مقام محمود عسیٰ ان یبعثک مقاماً محمودا۔

[۳] مقام ابراہیم ومن دخلہ کان آمنا۔

Marfat.com

گام اندازیم وآنجا گام نے  جام پردازیم وآنجا جام نے

زانکہ آنجا جملہ اشیا جانی است

معنی اندر معنی و ربانی است

دریں جامے نماید روئے دلدار  عیانِ عشق باشد لیس فی الدار

دریں جا نیست جسم و عقل و ادراک  نمود ہست ایں جا صانع پاک

## مُناجات

(از جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اعلم)

خدایا وہ کامل نظر دے مجھے  کہ ہر ایک ذرّے میں دیکھوں تجھے

وہ غم دے کہ ہو جائیں سب غم غلط  نہ ہو اور کچھ تو ہی تو ہو فقط

اگر غرق طوفاں ہو کل کائنات  نہ پھسلے مگر میرا پائے ثبات

رہے دھیان میں کچھ نہ دوزخ بہشت  تری دید بن جائے میری سرشت

مرے دل سے رنگِ دوئی دور کر  مرے دل کو وحدت سے معمور کر

مٹے وہم باطل نظر آئے حق  پڑھوں پتے پتے سے تیرا سبق

نگاہوں میں ہو جلوہ گر تو ہی تو  ہر اک گل میں پاؤں ترا رنگ و بو

کروں فہم تجھ کو ہر اک بات سے  سنوں تیرا نغمہ جمادات سے

ترا جلوہ دیکھوں نہان و عیاں  نہ پائے مگر مجھ کو میرا نشاں

ترے بادۂ عشق سے ہو کے مست  سنوں گوش جاں سے ندائے الست

کہوں میں بلٰے اور ہو جاؤں لا  محبت کے نشہ سے مجھ کو جلا

کہوں اور سنوں خود بخود چشم و گوش  مری بیخودی ایسی ہو عرفان ہوش

Marfat.com

محبت کے دریا میں مجھکو ڈبو — تمنا ہے یہ اب تو جو ہو سو ہو
ہے ماسوا کا نہ ذرہ خیال — مجھے ایک ہو جائے ماضی و حال
خلا و ملا میں نہ ہو وہم غیر — کروں بیخودی میں خدائی کی سیر
مرے وصف بنجائیں تیری صفات — مری زیست بنجائے تیری حیات
مری بات بنجائے تیرا کلام — مری چال ہو جائے تیرا خرام
پلا مجھ کو عرفاں کا جام رحیق — تحیر کے ورطے میں کردے غریق
نہ لیلےٰ رہے اور نہ مجنوں رہے — فقط درمیاں ایک مضموں رہے

نہ ساغر رہے اور نہ ساقی رہے
سوا تیرے کوئی نہ باقی رہے

# تمام شد

نجم الدین ڈپٹی انسپکٹر

# سیرۃ شہیدِ کربلا حضرت امام حسین

آپ کے حالات زندگی و شہادت و واقعات کربلا کی مفصل و مبسوط تاریخ ہے۔ جس میں آپ کے مزار مقدس کے علاوہ دیگر شہیدان معرکہ کربلا کے مزارات کے فوٹو تعداد میں تین کے قریب ہیں۔ جو رنگوں سے چھپا ہوا ہے زرق ورق ولائتی جلد نے کتاب کی ظاہری صورت کو بھی نہایت دلفریب بنا دیا ہے۔ مولانا عاشق حسین صاحب سیماب وارثی اکبر آبادی کا زور قلم "کربلا کا بیان اور مولانا کی زبان" ولائتی کاغذ چھپی ہے جلد پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری حروف میں انگریزی کتابوں کی طرح کندہ ہے قیمت مجلد (۸ر) بلا جلد (عہ)

## سیرۃ الکبریٰ رضؓ

یعنی سوانح عمری ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ نتیجہ طبع سید عاشق حسین صاحب سیماب وارثی اکبر آبادی جنکی تالیفات زیادہ تعریف کی محتاج نہیں آپ کے مزار پر انوار کا فوٹو کتاب شروع میں لگا ہوا ہے ولائتی کپڑے کی خوشنما جلد ہے قیمت مجلد عہ بلا جلد عہ

## سیرۃ حضرت بلال رضؓ

یہ اس حبشی غلام کے حالات ہیں جو رسول اللہ صلعم کے اثر صحبت سے اس درجہ تک پہنچا جس کے حصول میں لاکھوں بندگانِ خدا ناکام رہے ہیں زمیندار مرحوم کے اسسٹنٹ ایڈیٹر سید وجاہت حسین صاحب کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ مولانا نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ بغیر وضو کئے انہوں نے کتاب کا ایک حرف بھی نہیں لکھا۔ شہر دمشق کا ایک مفصل سطحی خاکہ جہاں آپ کا مزار پر انوار واقع ہے اور نیز مزار کا فوٹو کتاب کے ساتھ ہیں ولائتی کاغذ اور ولائتی کپڑے کی جلد پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری کندہ ہے قیمت مجلد عہ بلا جلد عہ

## حیات ابدی

حضرت رابعہ بصریؒ مشہور خدا پرست بی بی تھیں اور حضرت حسن بصری کا زمانہ آپ نے دیکھا تھا۔ یہ ایسی صالح خاتون تھیں کہ جنت مقبول بارگاہ الٰہی اولیاء بھی اس درجہ کو نہیں پہنچے۔ آپ کے حالات مستورات کے پڑھنے کے قابل ہیں لکھائی چھپائی اور کاغذ کی خوبی قابل دید ہے۔ قیمت ۱۲ر

**ملنے کا پتہ: منیجر کارخانہ صوفی آبجیات پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات**

Marfat.com

# کتب تصوف کا عظیم الشان سلسلہ

مشاہیر اسلام و صوفیائے عظام کے حالات زندگی مرتب کرنے سے یہ فائدہ پیش نظر ہے کہ ہم لوگ بھی ان بزرگوں کے روحانی فیوض و برکات سے فیضیاب ہوں اور دیکھیں کہ اسلام نے اپنی سادہ اور پاک تعلیم سے قرون اولیٰ میں کیسے کیسے علماء مشائخ اور کس پایہ کے اولیاء اللہ پیدا ہوئے ہیں ان بزرگوں نے معرفت کے رموز باطنی کو طشت از بام کر دیا اور انکی یہاں تک اشاعت کی کہ آج تک ساری دنیا پر شیوخ باطن کی حکومت ہے ان کے نقش قدم پر چلنے کیواسطے ان کے حالات سے واقف ہونا ضروری ہے اسلئے شفاخانہ پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اور اس غرض سے کہ ہر ایک شخص آسانی سے خرید کر مطالعہ کر سکے قیمت نہایت کم رکھی ہے فی الحال ہم ان تبلیغ رسائل میں شائقین خود پڑھیں اور اپنے بچوں اور دوستوں کو پڑھائیں اور اہل ثروت خرید کر مفت تقسیم کریں

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | حضرت منصور بن حلاج رح | ؎/ | ۲۰ | حضرت امام شافعی رح | ا/ |
| ۲ | حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی رح | ا/ | ۲۱ | حضرت خالد بن ولید رح | ۲/ |
| ۳ | حضرت شاہ سلیمان تونسوی رح | ا/ | ۲۲ | حضرت عمر بن عبدالعزیز رح | ۲/ |
| ۴ | حضرت امیر خسرو رح | ؎/ | ۲۳ | حضرت جنید بغدادی رح | ؎/ |
| ۵ | حضرت خواجہ حسن بصری رح | ا/ | ۲۴ | حضرت امام غزالی رح | ۲/ |
| ۶ | حضرت غوث اعظم جیلانی رح | ا/ | ۲۵ | حضرت امام حنبل رح | ا/ |
| ۷ | حضرت سلمان فارسی رح | ؎/ | ۲۶ | سلطان صلاح الدین غازی رح | ۲/ |
| ۸ | حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح | ا/ | ۲۷ | حضرت امام ابو نجیب سہروردی رح | / |
| ۹ | حضرت شیخ سنوسی رح | ا/ | ۲۹ | حضرت مخدوم علی علاؤ الدین احمد صابری | ؎/ |
| ۱۰ | حضرت امام بخاری رح | ا/ | ۳۰ | حضرت شیخ جابر | ؎/ |
| ۱۱ | حضرت نور شہید رح | ا/ | ۳۱ | حضرت کرشن معظم رح | ؎/ |
| ۱۲ | حضرت شیخ بو علی قلندر رح | ا/ | ۳۲ | شیخ ابو سعید ابو الخیر مہدی رح | ؎/ |
| ۱۳ | حضرت بابا فرید شکر گنج رح | ا/ | ۳۳ | غازی عثمان پاشا شیر پلونا رح | ۲/ |
| ۱۴ | حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی | ؎/ | ۳۴ | شمس العلماء حافظ نذیر احمد صاحب | ا/ |
| ۱۵ | حضرت عبداللہ بن عمر رض | ا/ | ۳۵ | محمد حسین آزاد | ا/ |
| ۱۶ | حضرت شیخ ابو الدین زکریا رح | ؎/ | ۳۶ | خلیفہ سلطان عبدالحمید خان غازی رح | ۲/ |
| ۱۷ | شیخ محی الدین ابن عربی رح | ا/ | ۳۷ | آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان مرحوم | ۲/ |
| ۱۸ | حضرت عمر خیام رح | ا/ | ۳۸ | نواب محسن الملک مہدی علی خان | ا/ |
| ۱۹ | حضرت شہباز قلندر رح | ۱۲ | ۳۹ | رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب | ــ/ |

ملنے کا پتہ:- منیجر کارخانہ صوفی آبحیات پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات

Marfat.com

# سیرۃ حضرۃ عائشہ صدیقہؓ

اِس کتاب میں اُس مبترک ہستی کے سوانح زندگی تحریر کئے گئے ہیں جس کو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تمام دنیوی نعمتوں کے مقابلہ میں اپنی ذات جامع کمالات کے لئے انتخاب فرمایا تھا۔ یہ وہی اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ زوجہ رسولؐ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جن کی براءت کا قرآن کریم ذمہ وار بنا ہے۔ انہیں کی محبت کے واسطے سردار دو عالم شفیع الامم نے اپنی پیاری دلبند خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراؓ کو خاص طور پر ارشاد فرمایا تھا کتاب کی عبارت اُردو لٹریچر کا انتہائی لطف دکھا رہی ہے عبارت کی سلاست محاورات کی دلچسپی لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ ہر ایک دل آویز ہے۔ واقعات کی تصویر اس طرح کھینچی گئی ہے گویا پڑھنے والا پڑھ نہیں بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اس کتاب کے تحریر کرتے وقت ایک خاص امر یہ ملحوظ رکھا گیا ہے کہ مُلک کی مہذب خواتین یا جوان لڑکیاں اگر اسے پڑھیں تو انہیں ایک فقرہ بھی ایسا نہ ملے جو اُن کی تہذیب کے خلاف یا جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والا ہو۔

واقعات پیدائش سے وفات تک مع متعلقات نہایت تکمیل کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ ہمارے مُلک کی عورتیں اور مرد اگر مخرب اخلاق کتابوں کا مطالعہ چھوڑ کر اس قسم کی مذہبی کتابیں پڑھا کریں تو دل بہلنے کیساتھ مذہبی برکتیں سعادتمندی نیک سلیقہ اور علم بھی حاصل ہو۔ قیمت مجلد تین روپے بلا جلد دو روپے دس آنہ۔

محصولڈاک بذمہ خریدار

## ملنے کا پتہ

## منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

Marfat.com

# سیرۃ حضرت فاطمۃ الزہراؓ

کا

پہلا ایڈیشن ایکہزار صرف تین ماہ میں فروخت ہوگیا۔ دوسرا ایڈیشن دو ہزار

طبع ہوا ہے

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی میں ایک جامع اور مفصل کتاب ایسے دردانگیز واقعات سے پُر ہے جس کے مطالعہ سے روتے روتے ہچکی بندھ جاتی ہے۔ بنت الرسولؐ کے حالات ہر ایک شریف عورت کے پڑھنے کے قابل ہیں جن سے عبادت خدا۔ محبت خلق۔ ایثار سلیقہ۔ ہمدردی بنی نوع انسان۔ سخاوت۔ تربیت اولاد خدمت والدین۔ اطاعت شوہر۔ کفایت شعاری وغیرہ کے ہزاروں مفید سبق ہماری مستورات سیکھ سکتی ہیں۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے تفصیلی نقشے خاکے۔ اور آپ کا شجرہ نسب کتاب کے حسن کو دوبالا کر رہے ہیں۔ جنت البقیع۔ مسجد بیت الحزن۔ آپ کے مزار مقدس پر برقی روشنی کا نظارہ۔ مشہد امام حسینؑ۔ جامع سیدنا حسینؑ۔ جامع اموی کا اندرونی محراب اور دیگر کئی فوٹو کی تصویریں خرچ کثیر سے تیار کرا کر کتاب کے ساتھ لگا دی گئی ہیں۔ ہندوستان کے تمام چوٹی کے شاعروں کی نظمیں اس کتاب کے لئے خاص طور سے حاصل کی گئی ہیں۔ جس سے کتاب کی خوبی دوچند ہوگئی ہے۔ ولایتی کاغذ ولایتی طرز کی جلد جس پر مصنف کا نام روپہلی حروف میں کندہ ہے حجم تین سو صفحہ۔

قیمت مجلد ۳ روپے بلا جلد ۱۲؍ علاوہ محصول ڈاک +

**ملنے کا پتہ۔ منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات**

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

900

جملہ حقوق محفوظ

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام سعادت فرجام کتاب مستطاب

# خطباتِ نبوی

جس میں

حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام خطبات

متبرکہ جو مدت العمر میں آپنے مختلف موقعوں پر ارشاد فرمائے

(معہ ضروری حالات و واقعات)

مرتبہ و مترجمہ

مولوی محمد عبد اللہ صاحب مولف مکتوبات نبوی

۱۹۲۳

کارپردازان دائرۃ المعارف لاہور نے شائع کی

بار اول — تعداد ۱۰۰۰ — قیمت عہ

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبدالرشید منیجر کے چھپی۔